شروح الغیب

ترجمہ

فتوح الغیب

توحید و معرفت سکھانیوالی ایمان و محبت پیدا کرنیوالی کتاب مستطاب

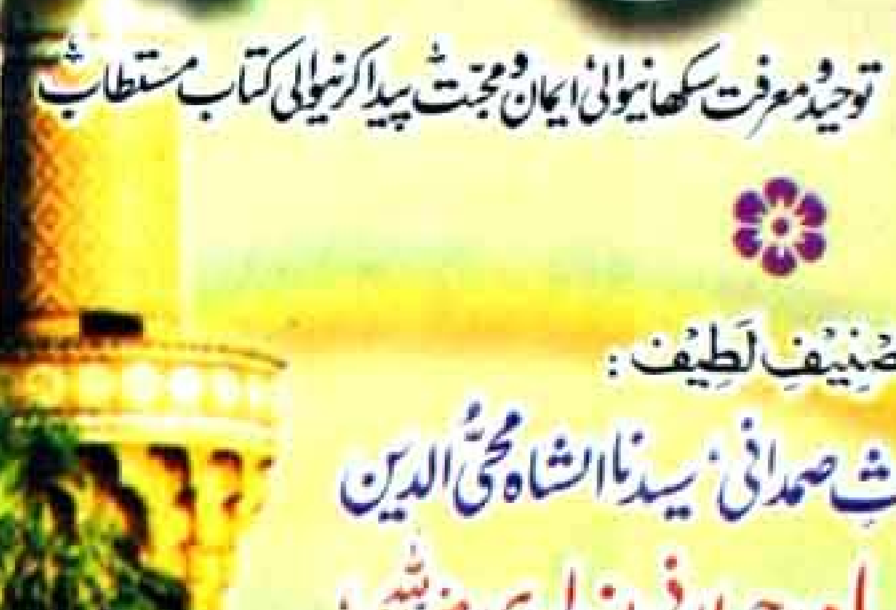

تصنیفِ لطیف:

محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی سیدنا الشاہ محی الدین

عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ

اہم افادات:

حضرت شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حضرت علامہ غلام معین الدین قادری نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ

توحید و معرفت سکھانے والی ایمان و محبت پیدا کرنے والی کتاب مستطاب

شروح الغیب

ترجمہ

فتوح الغیب

تصنیفِ لطیف:

محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی سیدنا الشاہ محی الدین
عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ

اہم افادات:

حضرت شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حضرت علامہ غلام معین الدین نعیمی قادری رحمۃ اللہ علیہ

زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ - لاہور
فون 042-7248657 فیکس 042-7112954
Mob: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email: zaviapublishers@yahoo.com

marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2008

بار اول ——— 1000

ہدیہ ——— 150/- روپے

زیر اہتمام ——— نجابت علی تارڑ

لیگل ایڈوائزرز

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

ملنے کے پتے

مکتبہ اہل سنت امین پور بازار فیصل آباد 0321-6638552

کتاب گھر، کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5552929

مکتبہ قادریہ نزد چوک میلاد مصطفیٰ سرکلر روڈ گوجرانوالہ 055-4237699

احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320

مکتبہ ہاشمی سلطان حیدرآباد 0321-3825510

مکتبۃ المدینہ فیصل آباد/ راولپنڈی/ ملتان/ حیدرآباد/ کراچی 021-2203311

اشرف بک ایجنسی کمیٹی چوک راولپنڈی 0333-5285814

حنفیہ پاک پبلی کیشنز نزد بسم اللہ مسجد کھارادر کراچی

مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد 0333-7413467

مکتبہ قادریہ سبزی منڈی کراچی 021-4844672

مکتبہ برکات المدینہ بہادرآباد کراچی 021-4219324

عطار اسلامی کتب خانہ بازار کلاں نزد ... سیالکوٹ 0345-6747131

مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور 042-7228193

marfat.com

فہرست مضامین

1	مختصر حالات مصنف	5
2	تمہید	11
3	پہلا مقالہ	13
4	مقالہ دوم	14
5	مقالہ سوم	16
6	مقالہ چہارم	20
7	مقالہ پنجم	23
8	مقالہ ششم	24
9	مقالہ ہفتم	31
10	مقالہ ہشتم	37
11	مقالہ نہم	40
12	مقالہ دہم	42
13	مقالہ یازدہم	49
14	مقالہ دوازدہم	50
15	مقالہ سیزدہم	51
16	مقالہ چہارم	56
17	مقالہ پانزدہم	57
18	مقالہ شانزدہم	58
19	مقالہ ہفت دہم	63
20	مقالہ ہیژدہم	66
21	مقالہ نوزدہم	69
22	مقالہ بستم	72
23	مقالہ بست ویکم	74
24	مقالہ بست ودوم	76
25	مقالہ بست وسوم	78
26	مقالہ بست وچہارم	80
27	مقالہ بست وپنجم	82
28	مقالہ بست وششم	84
29	مقالہ بست وہفتم	89
30	مقالہ بست وہشتم	94
31	مقالہ بست ونہم	96
32	مقالہ سی ام	98
33	مقالہ سی ویکم	100
34	مقالہ سی ودوم	101
35	مقالہ سی وسوم	104
36	مقالہ سی وچہارم	107
37	مقالہ سی وپنجم	112
38	مقالہ سی وششم	113

marfat.com

39	مقالہ سی و ہفتم	119
40	مقالہ سی و ہشتم	122
41	مقالہ سی و نہم	122
42	مقالہ چہلم	122
43	مقالہ چہل و یکم	124
44	مقالہ چہل و دوم	127
45	مقالہ چہل و سوم	132
46	مقالہ چہل و چہارم	133
47	مقالہ چہل و پنجم	134
48	مقالہ چہل و ششم	139
49	مقالہ چہل و ہفتم	141
50	مقالہ چہل ہشتم	141
51	مقالہ چہل و نہم	142
52	مقالہ پنجاہ ام	144
53	مقالہ پنجاہ و یکم	145
54	مقالہ پنجاہ و دوم	147
55	مقالہ پنجاہ و سوم	149
56	مقالہ پنجاہ و چہارم	151
57	مقالہ پنجاہ و پنجم	152
58	مقالہ پنجاہ و ششم	155
59	مقالہ پنجاہ و ہفتم	157
60	مقالہ پنجاہ و ہشتم	160
61	مقالہ پنجاہ و نہم	161
62	مقالہ شصتم	165
63	مقالہ شصت و یکم	167
64	مقالہ شصت و دوم	168
65	مقالہ شصت سوم	170
66	مقالہ شصت و چہارم	171
67	مقالہ شصت و پنجم	171
68	مقالہ شصت و ششم	173
69	مقالہ شصت و ہفتم	175
70	مقالہ شصت و ہشتم	178
71	مقالہ شصت و نہم	180
72	مقالہ ہفتادم	181
73	مقالہ ہفتاد و یکم	183
74	مقالہ ہفتاد و دوم	184
75	مقالہ ہفتاد و سوم	187
76	مقالہ ہفتاد و چہارم	188
77	مقالہ ہفتاد و پنجم	190
78	مقالہ ہفتاد و ششم	191
79	مقالہ ہفتاد و ہفتم	192
80	مقالہ ہفتاد و ہشتم	194
81	مقالہ ہفتاد و نہم	199
82	مقالہ ہشتادم	200
83	قصیدہ غوثیہ مترجم	202

marfat.com

مختصر حالات مصنف

آپ کا مشہور نام عبدالقادر ہے۔ آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔ آپ کے گیارہ اسماء یہ ہیں۔ (۱) سید محی الدین (۲) شیخ محی الدین (۳) سلطان محی الدین (۴) قطب محی الدین (۵) غوث محی الدین (۶) مخدوم محی الدین (۷) خواجہ محی الدین (۸) درویش محی الدین (۹) غریب محی الدین (۱۰) ولی محی الدین (۱۱) مسکین محی الدین۔ ایک شاعر نے آپ کے ان اسماء اور والدین اور خواہرات اور پیشوا کے اسماء کو نظم میں منسلک کر دیا ہے۔

سید و سلطاں فقیر و خواجہ مخدوم و غریب — بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولاۃ
میر صالح، فاطمہ ثانی اسامی والدین — بوسعید اُو پیر ایشاں مردِ حق مرداۃ
زینب و بی بی نصیبہ خواہرانِ حضرت اند — ایں سامی شانزدہ باید کہ بر قرزاۃ
ضم کند با فاتحہ اخلاص خود فرمودہ اند — تا قبول اُفتد دریں صُورت فتا آلاۃ

بعض نے یازدہ (۱۱) اسماء کو یوں لکھا ہے:

۱۔ سید محی الدین امر اللہ
۲۔ شیخ محی الدین فضل اللہ
۳۔ اولیاء محی الدین امان اللہ
۴۔ مسکین محی الدین نور اللہ
۵۔ غوث محی الدین قطب اللہ
۶۔ سلطان محی الدین سیف اللہ
۷۔ مخدوم محی الدین برہان اللہ
۸۔ درویش محی الدین آیۃ اللہ
۹۔ خواجہ محی الدین فرمان اللہ
۱۰۔ بادشاہ محی الدین غوث اللہ
۱۱۔ فقیر محی الدین شاہد اللہ

آپ کی ولادتِ باسعادت ۴۷۰ھ جیلان میں اور وفات ۵۶۱ھ بغداد میں ہوئی کسی شاعرِ عربی نے اُس کو نظم میں یوں منسلک کر دیا۔

ان باز اللہ سُلطان الرجال — جاء فی عشق و مات فی کمال

۴۷۰ھ — ۹۱ عمر

marfat.com

فارسی کے شاعر نے یوں بتایا۔

جنابِ غوثِ اعظم قطب عالم	کہ نورش تافت از مہ تا بماہی
سنینش کامل و عاشق تولد	وفاتش داں بہ معشوقِ الٰہی

۹۱ عمر ۵۷۱ھ

آپ سید ثابت النسب اور جامع حسب ونسب، باپ کی طرف سے آپ علوی حسنی ہیں، اور ماں کی طرف سے حسینی۔ ۲۰۱ حضرات نے آپ کو سید صحیح النسب ۱۸۲ کتابوں میں ثابت کیا ہے۔ (تحجۃ المسعا قول حضرت سید محی الدین ۱۰۲)

سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن سید موسیٰ جنگی دوست بن سید عبداللہ بن سید یحییٰ بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید موسیٰ جون بن سید عبداللہ محض بن سید امام حسن مثنیٰ بن سید امام حسن سبط بن سیدنا علی بن ابی طالب (عبدالمناف)۔

آپ کی والدہ ماجدہ اُم الخیر امۃ الجبار فاطمہ ابو عبداللہ صومعی زاہد کی بیٹی تھیں، وہ بیٹے سید ابو جمال الدین محمد بن سید محمود بن سید ابو العطاء عبداللہ بن سید کمال الدین عیسیٰ بن سید ابو علاؤ الدین محمد جواد بن امام سید علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی اوسط بن امام سید الشہداء ابو عبداللہ حسین بن امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی سید شریف الطرفین صحیح الطرفین صحیح النسلین ہیں، یعنی آپ کے والدین کا سلسلہ نسب حسنین رضی اللہ عنہما سے ملتا ہے اور سلسلہ کا ابتداء جس پر انتہاء کا دارومدار ہے، متواتر صحیح ثابت اور ایسا ظاہر ہے جیسا کہ سورج رابعۃ النہار میں ظاہر ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین رضی اللہ عنہما کے لیے فرمایا سیدا شباب اھل الجنۃ یہ دونوں نوجوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ "فتح المبین" مصری میں بعض اکابر سے مروی ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب امر خلافت کو ترک کر دیا کہ اس میں فتنہ وفساد وآفات کا اندیشہ تھا، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے عوض میں قطبیت کبریٰ عطا فرمائی جو آپ کی نسل میں بھی

marfat.com

جاری ہے۔ گویا آپ قطب اکبر ہیں، اور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قطب اوسط ہیں اور امام مہدی خاتم الاقطاب ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کہتے ہیں کہ جب حضور غوث پاک کو مرتبہ قطبیت کبریٰ اور غوثیت عظمیٰ حاصل ہوا تو خداتعالیٰ کی طرف سے فرمان پہنچا کہ آپ کو تمام مدارج جو ولایت سے اعلیٰ اور نبوت سے ماتحت تھے عطا فرما دیئے، آپ کچھ اور بھی چاہتے ہیں؟ عرض کیا خدایا تیرے لطف اور فضل کے سوا کچھ درکار نہیں۔ ہاں یہ کہ سرور عالم ﷺ کے خدام اور تابعین سے ہوں اور بروز قیامت ان کے پاس ان کے زمرہ اولاد میں ہوں۔

کتاب "مناقب غوثیہ" میں مترشح ہے کہ جیسے اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں ستر ہزار نبی تھے، اور اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں صرف ایک نبی، بلکہ نبی الانبیاء امام الانبیاء سید المرسل ہادی السبل محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں، اسی طرح امام حسین کی اولاد میں نو امام تھے، اور امام حسن کی اولاد میں ایک مقبول خدا تھے، جن کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین اور کنیت ابومحمد اور خطاب غوث اعظم قدس سرہ الاکرم ہے۔ جن کا ارشاد اور تصرف تمام جہان پر جاری اور باقی ہوگا۔ جس کو ان کے ساتھ نسبت ہوگی سو ہدایت پائے گا اور نجات یافتہ ہوگا، اور اس کی مشعل ہمیشہ روشن ہوگی، چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں۔

افلت شموس اولون وشمسنا ابد اعلیٰ فلک العلیٰ لا تغرب

ترجمہ: پہلوں کے سورج غروب ہو گئے، اور ہمارا سورج ہمیشہ افق اعلیٰ پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہ ہوگا۔

سرور عالم ﷺ نے صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا سیدا کھول اھل الجنۃ دونوں جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں۔ محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب ان دونوں سے یوں ملتا ہے۔ آپ کے بیٹے عبداللہ کی والدہ ماجدہ کا نام اُم سلمہ تھا، جو بیٹی تھیں محمد بن طلحہ کی اور وہ بیٹے تھے عبداللہ کے جو عبدالرحمٰن بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہم کے بیٹے تھے۔

(قصہ المبین فیما یتعلق بتریاق المحبین)

اور آپ کا سلسلہ نسب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یوں ہے۔ آپ کے سلسلہ نسب میں نانوی

marfat.com

پشت میں عبداللہ محض ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ فاطمہ نے ان کے باپ کے انتقال کے بعد عبداللہ بن مظفر سے نکاح کیا، جو بیٹے ہیں عمر کے اور وہ بیٹے ہیں امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے۔

اور اتصال نسب بہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ یوں ہے: عبداللہ بن مظفر جن کا ذکر پہلے آیا ہے، ان کی والدہ کریمہ حفصہ بنت عبداللہ تھیں، اور سیدنا عبداللہ بیٹے تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے۔ (حاشیہ بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر ۱۷۲)

اس لحاظ سے آپ حسنی حسینی ہونے کے باوجود صدیقی فاروقی عثمانی بھی ہیں۔ آپ کے ایک چھوٹے بھائی نوجوان عالم صالح تھے، جن کا انتقال بغداد شریف میں ہوا ان کا اسم شریف ابو عبداللہ تھا۔ آپ کی ایک پھوپھی صاحبہ تھیں، جن کا اسم شریف عائشہ ام محمد بنت عبداللہ صاحب کرامات اور آیات فاخرہ تھیں۔ بغداد شریف میں ایک دفعہ بوجہ قلت باراں سخت قحط نمودار ہوا، مینہ کے لیے دعائیں مانگی گئیں، نمازیں پڑھی گئیں، مگر کچھ نہ بنا بڑے بڑے مشائخ کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے بارش کے لیے التجا کی۔ آپ نے گھر کے صحن میں جھاڑو دی اور بارگاہ الٰہی میں ملتجی ہوئیں کہ میں نے جھاڑو دیدی ہے بار خدایا چھڑکاؤ تو کر دے۔ اُسی وقت موسلادھار بارش شروع ہوگئی، اور لوگ بھیگتے بھاگے، پانی میں چلتے گھروں کو واپس گئے۔ کافی عمر کے بعد آپ نے جیلان میں انتقال فرمایا۔ (فتح المبین وغیرہ)

آپ نے جب قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ (میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے) فرمایا، تو آفاق عالم کے ۳۱۳، اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکا دیں، بدین تفصیل حرمین شریفین میں ۱۷ حضرات، عراق میں ۶۰ حضرات، عجم میں ۱۲۰ حضرات، شام میں ۳۰ حضرات، مصر میں ۲۰ حضرات، مغرب میں ۲۷ حضرات، یمن میں ۱۳ حضرات، حبشہ میں ۱۱ حضرات، سدِ یاجوج ماجوج میں ۷ حضرات، وادی سراندیپ میں ۷ حضرات، کوہ قاف میں ۴۷ حضرات، جزائر بحر محیط (آب شور) میں ۲۴ حضرات۔ (بہجۃ الاسرار شریف غوثیہ قلمی)

آپ فرماتے ہیں: لَا یَجُوْزُ لِلشَّیْخِ اَنْ یَّجْلِسَ عَلَی السَّجَّادَةِ۔ الخ۔ شیخ (پیر) کو سجادہ (گدی پر بیٹھنا جائز نہیں، جب تک اُس میں یہ بارہ خصائل کامل نہ ہوں، دو اللہ کی طرف سے کہ ستار (عیب پر پردہ ڈالنے والا) اور غفار ہو۔ دو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کہ شفیق اور

marfat.com

رفیق ہو۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صادق اور مصدق (راستباز) ہو۔ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے امرًا و نہیًا لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم کرنے والا، اور برے کام سے روکنے والا ہو۔ وہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے، غریبوں، محتاجوں کو کھانا کھلانے والا، اور رات کو نماز پڑھنے والا ہو، جبکہ لوگ خواب میں (سوئے ہوئے) ہوں۔ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف سے یہ کہ عالم (دین) اور شجاع (بہادر) بھی ہو۔

آپ کا حلیۂ مبارک یہ ہے کہ آپ نحیف البدن، عریض الصدر تھے۔ آپ کا قد میانہ تھا۔ داڑھی لمبی (اور عریض) تھی۔ (تفریح الخاطر) اور رنگ گندم گوں تھا، دونوں ابرو (بھویں) ملی ہوئی تھیں، آواز آپ کی بلند تھی۔ آپ نہایت خوبصورت تیز فہم تھے۔

(بہجۃ الاسرار، نزہۃ الخاطر، (ملا علی قاری)

مُریدین اور معتقدین کو لازم بلکہ الزم ہے کہ وہ بھی اپنی داڑھیاں کم از کم بقدرِ قبضہ رکھیں کیونکہ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی ریشِ مبارک طویل (وعریض) تھی۔ آپ کی اولاد 27 لڑکے اور 22 لڑکیاں تھیں۔ (بہجۃ الاسرار، مناقب غوثیہ وغیرہ، فتح المبین صفحہ 91)

تزوج:

آپ نے چار شادیاں کیں جن کی تفصیل یہ ہے:

1- حضرت بی بی مدینہ صاحبہ بنت میر محمد۔ ان سے چار لڑکے ہوئے، سید یوسف الدین، سید شرف الدین، سید عیسیٰ، سید عبدالرزاق۔

2- حضرت بی بی صادقہ بنت محمد شفیع۔ ان سے چھ لڑکے پیدا ہوئے۔

سید عبدالعزیز، سید عبدالوہاب، سید سراج الدین، سید عبدالجبار، سید شمس الدین، سید تاج الدین۔

3- حضرت بی بی مومنہ صاحبہ۔ ان سے سات بیٹے پیدا ہوئے۔ سید عبداللہ۔ سید ابراہیم۔ سید ابوالفضل۔ سید محمد زاہد۔ سید ابوبکر زکریا۔ سید عبدالرحمن۔ سید محمد۔

4- حضرت بی بی محبوبہ صاحبہ سے دس فرزند تولد ہوئے:

سید یحیٰ، سید ضیاء الدین، سید یوسف، سید عبدالخالق، سید عبدالرحمن، سید محمد صالح،

marfat.com

سید حبیب اللہ، سید منصور، سید عبدالجبار، سید ابوالنصر۔

۴+۶+۷+۱۰=۲۷ لڑکے ۱۸ صاحبزادیاں

عافیہ بی بی، یٰسین بی بی، حلیمہ بی بی، تاج بی بی، زاہدہ بی بی، ذاکرہ بی بی، اُم الفضل بی بی، شریفہ بی بی، عابدہ، خدیجہ، رحمی بی بی، اُم الفتح بی بی، زہرہ بی بی، جمال بی بی، خیر النساء، شاہ عالم، شاہ بی بی، فاکرہ بی بی۔

فتوح الغیب کا اُردو ترجمہ:

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تصانیف بکثرت ہیں، اور آپ کے مواعظ و نصائح کی متعدد کتابیں ہیں، جن میں سے ایک یہ کتاب "فتوح الغیب" ہے، جس میں آپ کے اسّی (۸۰) مقالے ہیں، اور اس میں سلوک و معرفت کی دشوار گزار راہوں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ اس کتاب کا اُردو ترجمہ اور جگہ جگہ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی شرح سے فارسی افادات کا اُردو ترجمہ اضافہ کر کے جناب علامہ مفتی حکیم سید غلام معین الدین نعیمی کاکاخیل مدیر "سواد اعظم" لاہور نے اُردو خواں حضرات پر بڑا احسان کیا ہے۔ تمام سُنی حضرات اس کتاب کو خرید کر حرز جاں بنائیں، اور اس کی اشاعت بدل و جان کر کے آپ کی حوصلہ افزائی کریں۔

قبل ازیں آپ نے "الشفاء فی حقوق المصطفیٰ" للقاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے دو حصوں پر مشتمل اُردو ترجمہ کیا۔ اسی طرح شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی میں کتاب "ماثبت من السنۃ فی ایام السنۃ" کا بھی ترجمہ کر کے اہل اسلام پر خصوصاً اہل سُنت پر بڑا احسان کیا ہے۔ ان کی اشاعت بھی آپ کے ذمہ لازمی ہے۔ والسلام!

مفتی عبدالعزیز عفا اللہ عنہ خطیب حزنگ لاہور

۱۵۔ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ

---☆☆☆---

marfat.com

تمہید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اولی الفضل والتکریم۔

ہر خوبی خواہ وہ مبداء و معاد کی ہو، یا ازل و ابد کی، یا دنیا و آخرت کی۔ خواہ ہر امر (کام) کی ابتداء ہو، یا اس کا آخر (انجام) ظاہری ہو یا باطنی۔ یعنی دل میں ہو یا زبان پر خواہ عالم ارواح میں ہو، یا اس کے مماثل، یا مرتبہ خالقیت میں بعد از ظہور ہو، یا مرتبہ احدیت میں باطنی حالت میں۔ غرضکہ ہر حال میں تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ جو تمام جہانکا رب ہے بشمار اپنی مخلوقات اور بمقدار اپنے اسماء صفات اور بوزن اپنے عرش عظیم اور برضائے اپنی ذات کریم کامل الصفات بعدد ہر جفت وطاق۔ یعنی علوی و سفلی تمام افراد کائنات، اور بشمار ہر تر و خشک، اور بعدد ہر اس تقدیر خلائق جسے ہمارے پروردگار نے پیدا فرما کر ہر ایک کو بخشا اور بنایا اسی کے لائق ہے۔ وہ ذات کریم ابدی، دائمی، سرمدی اور نقص و عیب سے پاک، اور تمام سے بلند و بالا ہے۔ وہی ذات ہے جس نے ساری خلق کو ٹھیک ٹھیک اور صحیح اندازہ پر پیدا کر کے رہنمائی فرمائی وہی مارتا اور جلاتا (زندہ رکھتا) ہے۔ اسی نے ہنسنے اور رونے کی قوت دی، اسی نے (کسی کو) مقرب بارگاہ بنایا، اور (کسی کو) راندۂ درگاہ یعنی پست کیا، اور (کسی کو) رحمت کا سزاوار بنایا، اور (کسی کو) ذلیل و رسوا کیا۔ وہی کھلاتا پلاتا اور نیک و بدبخت بناتا ہے۔ کسی کو اپنے فضل سے باز رکھتا ہے، اور کسی کو اس کا مستحق کرتا ہے۔ اسی نے اس اپنے ایک حکم سے سات مضبوط آسمان بنائے، اور اسی کے حکم سے پہاڑ نے جل ستون کے لنگر انداز ہو کر زمین

marfat.com

کو سکون وقرار بخشا، تا کہ وہ فرش بنے۔ تو اے انسان! کوئی بھی ایسا نہیں جو اس کی رحمت کا اُمیدوار نہ ہو، اور اس کی خفیہ تدبیر وابتلاء وآزمائش سے مامون ومحفوظ ہو۔ اسی کا فیصلہ تمام پر نافذ ہے، اور اسی کی مشیت وحکم سب پر جاری ہے، اور کوئی بھی اس کی عبادت وبندگی سے باہر نہیں، اور نہ کوئی اس کی نعمت سے محروم۔ وہی مستحق تعریف ہے جو بھی انعام واکرام فرمایا، اور وہی لائق سپاس وشکر گزاری ہے جو بھی بلاء ومحنت پہنچے۔ بعدہ درود وسلام ہو اس کے نبی برحق محمد مصطفےٰ ﷺ پر جن کی بدولت وہ لوگ جو آپ کے دین کی پیروی کر کے ہدایت یافتہ بنے، اور جس نے آپ سے روگردانی کی وہ گمراہ وہلاک ہوا۔ آپ نبی راست گو اور راست گفتہ ہیں آپ دنیا میں زہد کی زندگی گزرانے والے اور رفیق اعلیٰ کی طرف راہ کے طالب ومتلاشی ہیں۔ آپ تمام مخلوق میں برگزیدہ اور ساری کائنات میں منفرد ہیں، آپ کی وہ ذات اقدس ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے حق واضح ہوا، اور آپ کے ظہور سے باطل پراگندہ ہوا، آپ کے نور سے زمین منور ہوئی۔ بعدہٗ بھرپور رحمتیں، پاکیزہ برکتیں، مبارک خوبیاں مکرر آپ پر ہوں، اور اُن پاک ونیکوکاروں پر ہوں جو آپ کے آل واصحاب اور تابعین ہیں جنہیں ''احسان'' سے یاد کیا گیا ہے، اور جو اپنے رب کی بارگاہ میں کردار میں نیکوتر اور گفتار میں راست گو اور اس کی طرف جانے اور لے جانے میں درست رو ہیں۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے ہماری گریہ وزاری، ہماری دعائیں، ہمارا رجوع اللہ رب العزت ہی کی طرف ہے، جو ہمارا پیدا کرنے والا خالق رازق ہے، وہی ہمیں کھلاتا پلاتا، اور نفع پہنچاتا ہے، وہی ہمارا محافظ ونگہبان ہے، وہی ہمیں زندہ رکھنے والا ہے، وہی ہمیں تمام آفات وبرائیوں سے دور ومحفوظ رکھنے والا ہے۔ یہ سب کچھ اس کی رحمت ونوازش، فضل وکرم سے ہے۔ اس کی یہ نگہبانی گفتار وکردار، ظاہر وباطن، خفا واظہار، سختی ونرمی، تنگی وفراخی، اور خوشحالی وتنگ حالی، تمام میں دائمی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے۔ ہر نہاں کا عالم، ہر کام وحال کا واقف، اور ہر لغزش وعبادت اور

marfat.com

نیکیوں کا جاننے والا ہے۔ پکار کا سننے والا، دعاؤں کا قبول کرنے والا، جس کو جتنا چاہا کیا، اور اپنے فضل وکرم سے بے کشائش وتردد جو ارادہ فرمایا کیا۔

اما بعد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بندوں پر دن رات کی ہر ساعت ولحظہ اور ہر آن اور ہر حال میں بکثرت اور پے در پے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔

اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم شمار نہیں کر سکتے۔

اور ارشاد ہے وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ

اور جو بھی نعمت تمہارے پاس ہے وہ اللہ کی ہی عطا کردہ ہے۔

تو نہ مجھے طاقت وتوانائی ہے، اور نہ دل وزبان کو تاب وتواں ہے کہ اس کی نعمتوں کو گھیر سکے اور شمار کر سکے۔ کوئی بھی تعداد کو نہ پا سکا۔ اور نہ عقول واذہان ضبط کر سکے، اور نہ دل ہی اسے شمار کر سکا، اور نہ زبان ہی بیان کر سکی۔ حاصل کلام جو زبان کو بیان کی طاقت ہے، یا جو بذریعہ کلام اظہار ہے، یا جو انگلیاں تحریر کرتی ہیں۔ اور جسے فصاحت وبلاغت کا جامہ پہنایا جاتا ہے، درحقیقت یہ بھی اللہ ہی کی عطا کردہ نعمت ہے۔ اب جو کلمات بیان کئے ہیں، اور جس کا اظہار میری جانب سے ہونا وہ غیبی فتوحات وکشف ہیں، جو عالم غیب سے ظاہر ہوئی ہیں، اور دل میں وارد ہو کر جاگزیں ہوئیں، تو یہ صدق حال کے ساتھ ان کا اظہار وبیان ہے یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی حفاظت ونگہبانی اور اس کے فضل وکرم کے ساتھ جو پے در پے وارد ہیں ان کا درست مقالوں کی شکل میں اظہار ہے۔ جو میرے مُرید طالب حق ہیں ان کے لئے راہنمائی کا کام دیں گے۔

چنانچہ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے ارشاد فرمایا:

پہلا مقالہ

ہر مسلمان کیلئے اس کی تمام حالتوں میں تین باتوں کی ضرورت ہے۔ ایک امر

marfat.com

یعنی حکم الٰہی جسے وہ عملی جامہ پہنائے۔ اور دوم نہی، یعنی ممنوعات الٰہیہ جن سے وہ اجتناب و پرہیز کرے۔ اور سوم قدر[1]، یعنی تقدیراتِ ربانی جن پر وہ راضی برضائے الٰہی رہے۔ اور مسلمان کا کمتر حال یہ ہے کہ وہ اپنی تمام حالتوں میں ان تینوں باتوں کو ضروری گردانے اور عمل کا قصد کرے۔ اور لازم ہے کہ اپنے نفس سے ان باتوں کی باز پرس کرے اور ہر حال میں اس کے اعضاء سے ان کا عملی اظہار ہو۔

فائدہ: واضح رہنا چاہیے کہ امر الٰہی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک امر تشریعی، دوم امر ارادی، امر تشریعی یہ ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ حکم دے اسے بجالائے۔

مثلاً ہمیشہ عبادت میں مشغول رہے وغیرہ۔ اور امر ارادی، محض قبول کرنا ہے، یعنی دل سے اس پر اعتقاد رکھنا ہے حضور غوث پاک نے اس مضمون کو امر تمثیلیہ و نہی تحسبعیہ کو دل و زبان کے ذریعہ اظہار و عمل کو امر تشریعی اور قدر یرضی بہ کو امر ارادی کی طرف اشارہ فرمایا۔ غرضکہ تمام مذاہب اسلام، اور طرق ہائے سلوک کا حاصل یہی دو چیزیں ہیں۔ (از شرح محدث دہلوی)

مقالہ دوم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اتباع سنت اختیار کرو، اور دین میں جدت طرازی (بدعت سیہ) نہ پیدا کرو۔

1۔ قدر دال کے زبر یا سکون کے ساتھ ہے۔ یعنی ان باتوں کو بجالانا جنہیں اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا۔ اور صراح میں ہے کہ قدر حرکت و سکون کے ساتھ اندازہ کو کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو اپنے حکم سے بندوں کے بارے میں اندازہ کیا ہے۔ بایں معنی قضا و قدر ایک ہے۔ اور بعض قضا و قدر کے معنی قضا و قدر پر مقدم ہے۔ اور بعض اس کے برعکس کہتے ہیں۔ اور یوں بھی اس کا اطلاق کرتے ہیں کہ قدر بمعنی تقدیر ازلی۔ اور قضا یہ ہے کہ قدر کے مطابق حکم کرنا اور پیدا کرنا ہے۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکم قضا و قدر حکم ازلی ہے۔ اور ایک معنی میں ہے۔ اور قضا اسباب کلیہ کا نام ہے مثلاً افلاک، کواکب، عناصر، ملائکہ وغیرہ۔ اور قدر، حوادث کائنات پر مرتب کرنا۔ اور ان سے متعلق کرنا ہے۔ (از شرح شیخ محدث دہلوی)

marfat.com

اللہ ورسول کی فرمانبرداری کرو، ان کے حکم سے سرتابی نہ کرو، خالص توحید کے پرستار بنو اس کا کسی کو شریک نہ گردانو۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے، جو قصد فرماتا ہے حکم دیتا ہے ہر نقص وعیب سے اسے پاک جانو، اور جو بات اس کی شان الوہیت وصمدیت کے خلاف ہے اس پر بہتان نہ رکھو، دین اسلام کی تصدیق کرو، اس میں شک وشبہ نہ کرو۔ بلاؤں پر صبر کرو، جزع وفزع نہ کرو، ثابت قدم رہو ڈگمگا نہ جاؤ۔ اس سے سوال اور حاجت برآری کی دعا کرو، عدم قبولیت دعا پر غمزدہ نہ ہو، قبولیت سوال میں انتظار کرو، جلدی نہ کرو، تاخیر میں مایوس نہ ہو۔ باہم بھائی چارہ، دوستی اختیار کرو، بایکدیگر دشمن نہ ہو۔ طاقت پر مجتمع ہو، اس میں ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔ باہم محبت کرو بغض وحسد نہ کرو۔ معصیت سے (نیکی اور توبہ کے ذریعہ) خوب پاکی حاصل کرو، گناہوں میں آلودہ اور ان میں غرق نہ ہو۔ اپنے رب العزت کی فرمانبرداری کے ساتھ اعمال کو زینت دو، اپنے مولیٰ کے دروازہ سے برگشتہ نہ ہو۔ مصائب وآلام کے پیش آنے میں اسی کی طرف رجوع کرو اعراض نہ کرو، اور توبہ کرنے میں سستی وغفلت نہ کرو، اور دن رات کے ہر گوشہ میں اپنے خالق کی طرف عذر خواہی سے کوتاہی نہ کرو، اور اس سے ملول بہت ممکن ہے کہ وہ تم پر رحمت کرے اور نیک بخت بنا کر عذاب نار سے دور کردے۔ اور جنت میں داخل کردے فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ "پس وہ جنت میں ہر خوشی ونعمت پائیں گے" اللہ ہی سے لو لگاؤ۔ اور ناز ونعمت، پارسائی اور بے پایاں انعام واکرام دارالسلام میں ہوگا ہمہ وقت اس میں مشغول رہو گے، اور یہ نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی (کبھی فنا یا کم نہ ہوں گی (جنت میں) گھوڑوں پر سوار ہوگے، خوبصورت حوروں، گوناگوں خوشبوؤں، نغمہ ہائے سرود سے دلنوازی ہوگی، یہ نعمتیں دائمہ ہوں گی۔ مزید برآں انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کیمعیت میں بلند سے بلند (علیین)

1۔ واضح رہنا چاہیے کہ عالم میں جو کچھ رونما ہوتا ہے سب اللہ کی قدرت ومشیت سے ہے، حقیقۃً اس کے سوا کوئی قادر ومتصرف بالذات نہیں ہے ۱۲ (از شرح)

marfat.com

مقام پر اٹھائے جاؤ گے۔

فائدہ: واضح رہنا چاہیے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ کلام بلاغت نظام، جوامع الکلم جو خاصہ ارشادات حضور سید عالم خاتم النبیین ﷺ ہے، کی نورانیت، اور اس کی مشابہت کا پرتو ہے، ان کلمات طیبات کا ہر کلمہ سالکان راہ طریقت کے لئے بمنزلہ قاعدہ اور مکمل دستوار العمل ہے۔ کیوں نہ ہو جب کہ ولایت در حقیقت ظل نبوت ہے، اور جس میں جو کچھ بھی پیدا ہو گا وہ سب زیر سایہ نبوت ہی ہو گا۔ بالخصوص ولایت کبریٰ حضور غوث پاک کہ آپ حضور سید العالمین ﷺ کی نبوت کے ظل ظلیل، اور آفتاب کمال کے نور بے زوال ہیں۔ آپ نے جہاں بھی جو کلام فرمایا، زبان نبوت سے فرمایا جو مقام صدیقین کی منصب ہے۔ کلام الملوک ملوک الکلام۔ تمہیں اس پر غور کرنا چاہیے کہ جب آپ نے ان کلمات طیبات کو اس عظمت وسطوت، اور اس تصرف کے ساتھ جو باطن میں تھا اپنی محفل پاک کے ان حاضرین پر جو ملک وملکوت کے اطراف واکناف سے وہاں حاضر ہوتے تھے القاء فرمایا ہو گا، تو ان کے انجذاب ونورانیت کی، جو ان کے دلوں میں رونما ہوئی ہوگی، کی کیفیت ہوگی، اور کتنی جانیں بدن سے نکلی ہوں گی۔ کیونکہ اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ بہت سے لوگ آپ کی مجلس شریف سے مردہ سمجھ کر لیجائے جاتے تھے، حالانکہ وہ حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہوتے تھے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ (از شرح)

مقالہ سوم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

جب بندہ کسی آزمائش میں مبتلاء کیا جاتا ہے، تو پہلے خود اپنے نفس کے ذریعہ وہ علاج کا متلاشی ہوتا ہے۔ جب وہ اس سے رستگاری نہیں پاتا، تو پھر کسی دوسری مخلوق کی طرف استعانت کرتا ہے۔ مثلاً بادشاہ، حکام، دنیادار، مالدار، اور مرض دور جان کر

marfat.com

طبیبوں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی بھی اسے چھٹکارا نہیں دلاتا تب وہ اپنے رب اللہ عزوجل کی طرف دُعا، ثنا، اور گریہ وزاری کے ذریعہ رجوع کرتا ہے چنانچہ آدمی کی خصلت ہے کہ جب وہ خود میں اپنی مدد ونصرت پاتا ہے، تو کسی دوسری مخلوق کی طرف نہیں جاتا۔ اور جب کسی مخلوق میں مداوا دیکھتا ہے، تو خالق کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ پھر جب (کسی حکمت الٰہیہ کی وجہ سے) خالق سے بھی نصرت، اور جای بیم ورجاء کی حالت میں اپنے ہاتھوں کو خوب دراز کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بھی بندہ کو دعاؤں سے عاجز کردیتا ہے۔ اور اسے قبول نہیں فرماتا حتی کہ تمام اسباب دنیاوی رفتہ رفتہ ٹوٹ جاتے ہیں، تو اس وقت بندہ میں قضاء وقدر کا نفوذ ہوتا ہے، اور تقدیر الٰہی اپنا کام کرتی ہے۔ اس وقت بندہ تمام اسباب وحرکات فنا کردیتا ہے، اور محض روح ہی روح باقی رہ جاتی ہے۔

فائدہ: ''محض روح'' یعنی روح مجرد ہوجاتی ہے، اور اس سے اوصاف بشریت، ہواوہوس، آرزو وخواہش جاتی رہتی ہے، اور خالص روح کی خصلت باقی رہ جاتی ہے، مثلاً کھانا پینا، آرام وراحت، اور بیداری وخواب، جسمانی حرکات وسکنات سب ترک ہوجاتی ہیں، صرف ذکر خدا ہی اس کا تقوم بدن ہوتا ہے۔ اور اس میں صفات وروحانیت وملکیت پیدا ہوجاتی ہیں، جو جسمانیت وبشریت کے اوصاف کے مخالف وضد ہیں، اس وقت وہ ارواح وملائک سے ملاقی ومتصل ہوجاتا ہے، جب بندہ کو یہ صفائے باطن اور نورانیت قلب حاصل ہوجاتی ہے، تو اس وقت حقیقت کار اس پر منکشف ہوجاتی ہے، پھر وہ بجز فعل خدائے عزوجل کے کچھ نہیں دیکھتا، تو اس وقت وہ یقینی طور پر بالبداہتہ موحد ہوجاتا ہے، یعنی توحید کے خالص، بطریق ہدایت وجدان بے اختیار فکر ونظر پالیتا ہے۔ اگرچہ نظر وفکر کے ذریعہ بھی بندہ پاسکتا تھا کہ فاعل حقیقی اور موثر یقینی درحقیقت وہ ذات حق ہی ہے، جو واجب الوجود، اور قادر مطلق ہے۔ کیونکہ بندہ کی اپنی ذات اور اسکا وجود، اور تمام اسباب وآلات، اور مبادی افعال سب کے سب حق تعالیٰ کی ہی طرف سے ہے، اور اس میں بندہ کو اصلا قدرت واختیار نہیں ہے، نہ داخلی طور پر اور نہ افعال

marfat.com

وکردار کے لحاظ سے کہ یہ بھی حق تعالیٰ ہی کی جانب سے ہے، تو مدعا ثابت ہو گیا۔

چیز یکہ وجود او بخود نیست   ہستیش نہادن از خرد نیست

ہاں! بطریق محلیت اُسے داخل ہے کہ حق تعالیٰ نے اسے اختیار دیا، اور اس سے وہ کوئی کام کراتا ہے۔ ع دستِ تُرا دست ہمہ آستیں۔ (از شرح)

اس حال میں بجز تقدیر الٰہی کے بندہ کچھ نہیں دیکھتا، تو اس وقت یقینی اور بدیہی طور پر موحد ہو جاتا ہے، اور مکمل جزم کے ساتھ جان لیتا ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے حقیقۃً کوئی خالق و متصرف ہے ہی نہیں۔ (اگرچہ بظاہر برعایت عالم مجاز اسباب کی طرف بھی نسبت کرے) اور یہ اس کے سوا کوئی بھی نہ حرکت میں لانے والا ہے، اور نہ راحت وسکون دینے والا۔ وہ یقین کر لیتا ہے کہ نہ کوئی نقصان پہنچانے والا ہے، اور نہ نفع رساں، نہ کوئی دینے والا ہے، اور نہ کوئی روکنے والا اور نہ کوئی کھولنے والا ہے اور نہ کوئی بند کرنے والا، نہ کسی میں مارنے کی قدرت ہے اور نہ زندہ رکھنے کی، نہ کوئی کسی کو عزت دے سکتا ہے اور نہ ذلیل کر سکتا ہے۔ اور نہ کوئی غنی بنا سکتا ہے نہ محتاج۔ صرف اور صرف یہ قدرت وطاقت اللہ تعالیٰ ہی کے دست قدرت میں ہے۔ اس وقت بندہ صحیح معنیٰ میں قضاء وقدر کو جان لیتا ہے، جیسے دایہ کے ہاتھ میں بچہ ہوتا ہے۔ یا غسال کے ہاتھ میں مردہ۔ یا جیسے سوار کے ہاتھ میں لگام کہ جدھر چاہتا ہے پھیرتا ہے، اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف، یا ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف، یا ایک وضع سے دوسری وضع کی طرف، جیسا چاہتا ہے حرکت وجنبش میں تغیر وتبدل کرتا ہے۔ اسی طرح وہ بندہ قضاء وقدر میں بے اختیار وقدرت بن جاتا ہے کہ نہ وہ خود حرکت کر سکتا ہے، اور نہ کوئی دوسرا حرکت میں لا سکتا ہے پس وہ بندہ اپنی ذات سے گم ہو جاتا ہے، اور فعل وتصرف الٰہی میں مستغرق بن جاتا ہے وہ اپنے خالق و متصرف[1] کے

ا۔ اپنے خداوند قدوس کے تصرف واختیار کے سوا بندہ کو کچھ نظر آتا ہی نہیں اسے توحید فی الافعال کہتے ہیں۔ سلف صالحین کے کلام سے اور اکثر مشائخ اہل تمکین کے اشارات سے معلوم ہوتا ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

سوا کسی کا تصرف و اختیار دیکھتا ہی نہیں، اور اس کے سوا کسی کو سنتا جانتا ہی نہیں۔ اگر دیکھتا ہے، تو اسی کی جلوہ گری کو دیکھتا ہے، اور سنتا[2] جانتا بھی ہے، تو اسی کے کلام کو سنتا ہے اور اسی کے علم کو جانتا ہے، اسی کی نعمت سے حظ اٹھاتا ہے، اور اسی کے قُرب سے بختیاور ہوتا ہے، اور حق تعالیٰ کی نزدیکی سے آراستہ و پیراستہ ہوتا ہے، اور اسی کی خوشخبری سے راحت و سکون (دنیا و آخرت میں) پاتا ہے، اور اسی کی ذات پر اعتماد کر کے اطمینان حاصل کرتا ہے، اور اسی کے ذکر سے پناہ اور میلان رکھتا ہے، اور اسی پر بھروسہ، اور اسی پر توکل، اور اسی کے نور معرفت[3] سے ہدایت پاتا ہے۔ یہی اس کا پیراہن اور جامہ ہے (اس وقت بندہ) حق تعالیٰ کے عجیب و غریب علوم پر اطلاع پاتا اور اس کے اسرار قدرت سے مشرف ہوتا ہے اسی کو وہ سنتا اور محفوظ رکھتا ہے، پھر وہ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور شکر و دعا بجالاتا ہے۔ (اَللّٰھُمَّ وَفِّقنَا بِھٰذَا)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کہ حقیقی توحید یہی ہے، چونکہ جب بندہ شہود و موجود میں نظر کر کے اس کیفیت پر غالب آجاتا ہے تو اس وقت حق تعالیٰ کے سوا کچھ رہتا ہی نہیں۔ اور حقیقی معنی میں اللہ ولا سواہ کا مصداق بن جاتا ہے۔ اور بعض مشائخ کے کلام میں جو لا وجودی توحید شہود کا ذکر پایا جاتا اس کے معنی یہ ہیں۔

رفت او زمیان ہمیں خدا ماند خدا الفقر اذا تم ہو اللہ این است

واللہ اعلم (از شرح)

۲۔ ایک وہ مقام رفیع جسے مقام فنائے صفات کہتے ہیں۔ محققین کے نزدیک "انا الحق" اسی شہود و مقام کی حالت میں ظہور پزیر ہوتا ہے۔ (از شرح)

۳۔ یعنی جب بندہ میں نور معرفت تابندہ ہوتا ہے تو اس کی ہر عبادت و خصلت امر الٰہی اور اذن خداوندی کے تابع ہو جاتی ہے، جیسا کہ ایک مقام پر خود حضور سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ما اکلت وما شربت حتیٰ قیس بی بحقی علیك یا عبدالقادر کل واشرب (میں کھاتا پیتا ہی نہیں جب تک کہ خاص طور سے مجھ سے نہیں کہا جاتا اے عبدالقادر کھا اور پی) ولا بست حتیٰ قیل لی بحقی علیك البس ثوبًا غامنه بدینار (میں لباس پہنتا ہی نہیں جب کہ خاص طور سے مجھ سے نہیں کہا جاتا کہ اتنے روپے کا جامہ پہنو) ولا تکلمت حتیٰ قیل لی بحقی علیك تکلم (میں بات ہی نہیں کرتا جب تک کہ خاص طور سے مجھ سے نہ کہا جائے بات کرو)۔ (از شرح)

marfat.com

مقالہ چہارم

حضور سید نا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

جب تو خلق سے مر جاتا ہے (یعنی مقام فنا حاصل ک لیتا ہے، اور منع وعطاء ذم و مدح، نیک و بد اور تمام احوال مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے) تب تجھ سے کہا جاتا ہے (یا تو خود رب العزت فرماتا ہے، یا ملکوتِ اعلیٰ میں دعا کی جاتی ہے، یا تجھے اس واقعہ، الہام، اشارات و بشارات سے خبر دار کیا جاتا ہے کہ اللہ کے فضل ورحمت سے تو ترقی پر ہے اور تیرا مقام اس سے بلند ہے) اللہ کی تجھ پر رحمتیں ہیں اور تو ہوائے نفسانی سے مر چکا ہے۔ اور جب تو خواہشات نفسانیہ سے رستگاری پالیتا ہے، تب تجھ سے کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تو نے خواہشات اور آرزؤں سے رستگاری پالی۔

فائدہ: شیخ کبیر شاہ ابوالحسن شاذلی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ تمام اختیارات شرعیہ اور اسکی پابندی، اور اس کی اطاعت میں تیرے لیے کوئی مفر نہیں ہے کیونکہ یہ پابندیاں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیری اصلاح کی تدابیر ہیں، تو اسے سن اور فرمانبرداری کر۔ یعنی خدا اور رسول نے احکام کی ادائیگی میں جو ترتیب قائم فرمائی ہے، اور جو تجھ کو اختیارات مرحمت فرمائے ہیں ان میں تجھے کوئی مداخلت کی اجازت نہیں ہے، یہ تو اللہ کی جانب سے تدبیر ہے جو تجھ پر لازم کی گئی ہے اسے سن، اور اطاعت کر، اور فرمانبردار رہ۔ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کا یہ قول کہ ''اریدان لا ارید'' یہ بھی اسی مفہوم پر ہے۔ (شرح)

اور تو نے ارادہ اور تمنا سے فنا حاصل کر لی، تو تجھ سے کہا جائیگا کہ تجھ پر خدا کی رحمتیں ہوں، اب تو نے دوامی زندگی پالی۔

فائدہ: یعنی خود کو اور اپنی خواہشات کو فنا کر دینے کو ہی بقاء دوام لازم ہے جب بندہ اپنے کو فنا کر دیتا ہے، تو حق باقی رہ جاتا ہے، اور جب ظلمت (تاریکی) چلی جاتی ہے، تو حق ونور کا ظہور ہوتا ہے جاء الحق وزھق الباطل۔ (شرح)

marfat.com

اس حالت میں تو ایسی حیات پائے گا جس کے بعد کوئی موت نہیں ہے، اور ایسا تونگر ہو جائے گا جس کے بعد کوئی محتاجی نہیں ہے، ایسی عطا کا مستحق ہو گا جسے کوئی روکنے اور باز رکھنے والا نہیں ہو گا۔ اور ایسی راحت وشادمانی میسر ہو گی جس میں کوئی حزن وملال نہ ہو گا۔ اور ایسی نعمتوں کا سزاوار ہو گا جس کے بعد کوئی محنت ومشقت نہ ہو گی۔ اور وہ علم حاصل ہو گا جس کے بعد اصلا جہل نہ ہو گا۔ اور ایسا مامون ومحفوظ ہو گا جہاں بعد میں کوئی خوف دوڑ نہ ہو گا تو نیک بخت ہو گا پھر بد بخت نہ ہو گا۔ معزز ہو گا پھر ذلیل نہ ہو گا مقرب ہو گا، پھر دور نہ کیا جائے گا تیرے مراتب ایسے بلند ہوں گے کہ پھر کبھی پست نہ ہوں گے معظم ہو گا، پھر کبھی حقیر نہ ہو گا۔ پاکیزہ ہو گا، پھر کبھی آلودہ نہ ہو گا۔

فائدہ: خلاصہ یہ کہ جب ظلمات بشریہ فنا ہو جاتے ہیں تو انوار صفارت ربوبیت کا ظہور ہو جاتا ہے، اور صفات ربوبیت یقیناً باقی و پائندہ ہیں انہیں کبھی زوال ہی نہیں ہے۔ اسی مقام کیلئے یہ مقولہ ہے کہ الفانی لا یردالی اوصافہ یعنی فنا ہونے والا پھر فنا کی طرف نہیں لوٹتا۔ (شرح)

(جب تیری یہ حالت ہو جائے گی) تب خود تجھ میں آرزو میں ہوں گی۔

فائدہ: یعنی ہر شخص تجھ سے آرزوئیں رکھے گا، اور وہ جو بھی مدعا اور مراد مانگے گا۔ وہ تجھ سے پوری ہوں گی۔ (شرح)

اور تیرے بارے میں جو کچھ کوئی کہے گا وہ صحیح ہو گا۔ اس وقت گویا تو کبریت احمر یعنی اس سرخ گندھک کی مانند ہو جائے گا، جو تانبے کو سونا کر دیتی ہے۔

فائدہ: یعنی تو انتہائی کمال پر پہنچ جائے گا۔ یعنی تو بھٹکے ہوؤں کو نزدیک کرے گا بچھڑے ہوؤں کو ملائے گا۔ نادانوں کو دانا، اندھوں کو بینا، بیگانوں کو آشنا اور بدبختوں کو نیک بخت بنائے گا۔

آنہا نکہ خاک را بنظر کیمیا کنند　　آیا بود کہ گوشہ چشم بما کنند

(شرح)

marfat.com

پس کوئی نہیں ہوگا کہ تیرے علو مقام کو دیکھ سکے، تو ایسا غالب اور نصیبہ ور ہوگا کہ کوئی تیری مثل نہ ہوگا، اور ایسا یگانہ بن جائے گا کہ تیرا کوئی شریک و سہیم نہ ہوگا۔ اور ایسا بے مثل ہو جائے گا کہ کوئی تیرا ہمجنس نہ ہوگا۔

فائدہ: حضور غوث پاک اپنا حال و سلوک طریقت خود بیان فرماتے ہیں کہ انا من وداء عقولکم فلا تقیسونی علیٰ احدٍ ولا تقیسو احداً علی۔ یعنی میں تمہاری فہم و عقل سے بلند ہوں، مجھ پر کسی دوسرے کو قیاس نہ کرو، اور نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو۔ (شرح) تو فرد الفرد، وتر الوتر، غیب الغیب، سر السر ہو جائے گا۔ اس وقت تو ہر رسول و نبی اور صدیق کا وارث ہو جائے گا۔ (کیونکہ ولایت ظل نبوت ہوتی ہے) اور تجھ پر ولایت ختم ہو جائی گی، یا تیری ولایت پر مہر لگ جائے گی۔ اور تیری طرف ابدال رجوع کریں گے، اور تیری بدولت سختیاں اور بلائیں دور ہوں گی، اور تیری برکت سے بارشیں ہوں گی، اور تیرے پرتو سے کھیتیاں اگینگی، اور تیرے صدقہ سے ہر خاص وعام سے بلاء و مشقت دور کیجائے گی۔ مسلمانوں کو فتحمندیاں ہوں گی۔ اور راعی و رعایا، مقتداء و اُمت، اور تمام مخلوق کو نفع حاصل ہوگا۔ تو آبادی اور لوگوں کے لیے بمنزلہ شہر پناہ ہو جائے گا پس تیری طرف لوگ دوڑ کر اور سوار ہو کر، مال و دولت لے کر خدمت و چاکری کیلئے آئیں گے یہ تمام باتیں ہر حال میں رب تعالیٰ کی اذن و اجازت سے ہوں گی۔ اور لوگوں کی زبانوں پر تیری خوبی، تعریف و توصیف ہر جگہ ہو گی، اور تیرے لیے دو مسلمانوں کی زبان بھی مختلف نہ ہوگی۔ (یعنی سب ہی تعریف میں رطب اللسان ہوں گے) اے وہ شخص جو اس کی جستجو میں جنگل و بیابان کی خاک چھانی ہو، اسے بھلائی ہو۔ یہ اللہ ہی کا فضل ہے۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔[1]

---

[1] حضور غوث پاک نے اپنے اس مقالہ میں اپنے واردات و حالات کا تذکرہ ان الفاظ میں کنایۃً فرمایا ہے اور اپنی اس کیفیت کو ظاہر کیا ہے، جو آپ پر خدا کی طرف سے دن رات نازل ہوتی تھیں۔ گویا خطاب تو دوسرے کیلئے مگر حقیقت اپنا بیان کی گئی ہے۔ ۱۲ (مترجم غفرلہٗ)

marfat.com

مقالہ پنجم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا نے فرمایا:

جب تم دنیاداروں کے ہاتھوں میں اس کی زیب وزینت، حقیر ساز وسامان مکر وفریب، اسباب صید وخدع، لذتہائے مہلکہ مع ظاہری نرمی ونفع، اور باطنی مضرت ونقصان، اوران کو بسرعت قتل وہلاکت میں ڈالتے دیکھو، اور جس کو بھی ان میں آلودہ اور فریفتہ پاؤ، اور اسے اس کی سختی وہلاکت میں غافل وبے خبر داراس میں مستغرق اور دنیا کی خاطر عہد وپیماں کو توڑتا دیکھو، تو تمہیں زیبا ہے کہ ایسے بن جاؤ جیسے کہ تم کسی شخص کو غلاظت اور ناپاکی پر اس حال میں بیٹھا ہوا دیکھو کہ اس کی شرمگاہ کھلی ہوئی اور بدبو ہر طرف پھیلی ہوئی ہو، تو بلاشبہ اس وقت تمہاری یہ کیفیت ہوگی کہ اس کی شرمگاہ سے اپنی آنکھوں کو، اور اس گندی بدبو سے اپنی ناک کو بند کرلو گے۔ تو اسی طرح جب تم دنیا کو دنیاداروں میں دیکھو، تو اس کی زیب وزینت سے اپنی آنکھوں کو اور دنیاوی خواہش اور اس کی لذتوں کی بدبوؤں سے اپنی ناک کو بند کرلو، تاکہ اس کی آفتوں اور بلاؤں سے نجات پاؤ، اور تمہیں اتنا ہی حصہ دنیا میں ملے جتنی تمہاری قسمت میں ہے، حالانکہ تم اپنی اس قسمت پر قناعت کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیاداروں کے لیے ارشاد فرمایا وَلَا تَمُدَّنَّ عَينَيكَ اِلٰى مَا مَتَّعنَا بِهٖ اَزوَاجاً مِنهُم زَهرَةَ الحَيٰوةِ الدُّنيَا لِنَفتِنَهُم فِيهِ وَرِزقُ رَبِّكَ خَيرٌ وَّاَبقٰى۔ (پ۱۲ ع۱۷) اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کے برتنے کے لیے دی ہے جیتی دنیا کی تازگی کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں، اور تیرے رب کا رزق (یعنی جنت اور اس کی نعمتیں) سب سے اچھا اور سب سے دیرپا ہے۔[۱]

۱۔ یعنی دنیاداروں کو جو دنیوی ساز وسامان دیا ہے مومن کو چاہیے کہ اس کو استحسان واعجاب (یعنی رغبت وپسندیدگی) کی نظر سے نہ دیکھے۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نافرمانوں کے طمطراق نہ دیکھو، لیکن یہ دیکھو کہ گناہ اور معصیت کی ذلت انکی گردنوں سے نمودار ہے۔ (خزائن العرفان) فتنہ میں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ ان پر جتنی نعمت زیادہ ہوتی ہے ان کی سرکشی اور ان کا طغیان بڑھتا ہے اور وہ سزائے آخرت کے سزاوار ہوتے ہیں۔۱۲

marfat.com

مقالہ ششم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

بحکم خدا خلق سے فانی ہو جاؤ (یعنی یہ یقین کرو کہ قضاء قدر اسی کی جانب سے ہے تاکہ تم جان سکو کہ جو کچھ عالم میں تم کو پہنچتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہوتا ہے، کوئی ذرہ ہل نہیں سکتا جب تک کہ اس کی قدرت کا دخل نہ ہو، اور اس کی مملکت میں بے حکم الٰہی کسی کو دخل نہیں ہے) اور امر الٰہی سے اپنی خواہشات نفسانیہ سے فنا اختیار کرو، اور خدا پر ہی بھروسہ اور توکل کرو، اگر تم مومن و مسلم ہو، اور تقدیر الٰہی کیساتھ اپنے قصد وارادہ سے باز آجاؤ۔ (یعنی اپنے تمام ارادوں کو اس کے حکم کے تابع کردو کہ کوئی فعل و ارادہ مشیت و حکم کے سوا نہ ہو، اور وہی چاہو جو اس کی مرضی ہو) جب تم نے اپنے کو ایسا کردیا تب تم علم الٰہی کے محل وظرف ہو جاؤ گے۔ اور تم کو علم لدنی حاصل ہو جائے گا، وہ علم محفوظ ہوگا یعنی فنا نہ ہوگا۔ خلق الٰہی سے تمہاری فنا کی یہ پہچان وعلامت ہوگی کہ ان سے کنارہ کش ہو کر خلا ملا اور ان سے ربطہ وضبط چھوڑ کر جو ان کے پاس ہے اس کی امید نہ رکھے، اور دفع ضرر کے اسباب (دنیاوی) سے بے نیاز ہو جائے اور نفس کی خاطر کوئی حرکت وجنبش تک نہ کرے اور اپنی تدابیر ودانشمندی پر بھروسہ واعتماد کرے، اور نہ نفس سے کوئی تکلیف دہ شے دور کرے اور نہ اس کی مدد کرے، لیکن جو کچھ بھی کرے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی رضا وخوشنودی کے لیے کرے۔ کیونکہ جب وہ پہلے ہی تمہارا کارساز ہے، تو یقیناً انجام ومآل میں بھی وہی کارساز ہے، جیسا کہ یہ تمام کام اُسوقت بھی اسی کے سپرد تھے جب کہ تم رحم میں تھے، اور تم ماں کی گود (اور مہد) میں شیر خوار تھے۔ اور اپنے قصد وارادہ سے فعل الٰہی یعنی قضاء وقدر میں فنا ہونے کی علامت یہ ہے کہ تم کبھی بھی اپنی مراد کی خواہش نہ کرو، اور نہ تمہیں کوئی غرض ہو، اور نہ کوئی حاجت ومقصد باقی رہے، اسلیے کہ تمہاری خواہش ارادۂ الٰہی کے سوا کچھ ہے ہی نہیں بلکہ فعل الٰہی تم میں جاری ہوگا۔ گو کہ تم خود ہی فعل اور ارادۂ الٰہی بن جاؤ گے بایں

marfat.com

طور کہ تمہارے اعضا ساکن قوئ مطمئن سینہ مکشوف چہرہ منور باطنی حالت آباد، اور ان تمام چیزوں سے جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ان سے بے نیاز ہو جاؤ گے، دست قدرت ہی تمہیں ادل بدل کرے گا، اور زبان[1] ازل سے گویا ہو گے اور پروردگار عالم تمہیں تعلیم فرمائے گا۔ (جس سے حق کو باطل سے پہنچانو گے، اور تمہارا ظاہر علم معاملہ سے آراستہ و پیراستہ بن جائے گا) اور اپنے پاس سے خلعتہائے نورانی اور حلہ ہائے معرفت سے متنور و متجلی کر کے باطن کو علم مکاشفہ مرحمت فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تم کو ان منازل و مقامات میں اُتارے گا جہاں گزشتہ اہل علم و معرفت نے قیام فرمایا۔ پس جب تمہیں علم حق حاصل ہو جائے گا تب تم ہمیشہ منکسر الحال رہو گے۔ پھر تم میں کوئی خواہش وارادہ پیدا ہو گا ہی نہیں جیسے چھنی ہوتی ہے کہ اس میں پانی ٹھہرتا ہی نہیں اور نہ اس میں کوئی کدورت و کثافت رہی ہے تمہارا دل ارادۂ الٰہی کے سوا کچھ قبول ہی نہیں کر سکے گا۔ پس جب خودی سے مقام فنا میں پہنچ جاؤ گے۔ تو اس وقت فعل اور ارادہ الٰہی کا صدور ہوگا، اور تم کائنات میں متصرف اور خرق عادات یعنی صاحب کرامات ہو جاؤ گے اور اب ان کی نسبت تمہاری طرف ہوا کرے گی۔ اور ظاہر عقل و حکم میں یہ فعل و تصرف تمہاری جانب سے دیکھا جائے گا۔ (لیکن باطن اور نفس الامر میں یہ پروردگار عالم کا فعل ہو گا چونکہ معجزہ اور کرامت در حقیقت فعل خدا ہے جسے تصدیق و تکریم کے لیے اللہ تعالیٰ بندہ کے ہاتھ سے ظاہر کرتا ہے، نہ کہ بندہ اپنے قصد و ارادہ سے دیگر تمام افعال کی طرح اسے کرتا ہے۔

چنانچہ حضور غوث پاک خود فرماتے ہیں کہ حالانکہ وہ تکوین و خرق عادت یعنی تصرف و کرامت نظر علم اور یقین باطن میں حقیقۃً فعل و تصرف الٰہی ہے۔ جب مقام فنا کے اس حال میں متمکن ہو جاؤ گے۔ تب اللہ تعالیٰ ان شکستہ دلوں کے زمرہ میں داخل فرمائیں گے جن کے بشری ارادے منکسر اور ان کی طبعی شہوتیں مندفع اور فنا ہو چکی

1۔ لسانِ ازل سے مراد یا تو قضا و قدرت یا کلام قدیم جس سے [illegible] ہوا ہے۔ (ش ن)

marfat.com

ہیں۔اس وقت از سرنوان میں ارادہ ربانی[1]،اور شہوات واظیفہ[2] یعنی روزمرہ کی تمنائیں ظہور پذیر ہوں گی۔جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّیبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِی فِی[3] الصلوٰۃ۔ یعنی میری طرف فعل ارادہ

[1] یعنی وہ ارادہ خداوندی کے ساتھ ارادہ کرتے ہیں جن کے لیے فرمایا بِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَسْمَعُ میری نظر سے دیکھتے میرے کان سے سنتے ہیں۔(شرح)

[2] یعنی وہ روزمرہ کی خواہش جنہیں ازل میں بحکم کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ پیدا فرماتا ہے، یاان کی وہ خواہش جن پر انکی دائمہ عادت ہے۔(شرح)

[3] قرۃ یعنی کنایہ ہے فرح وسرور دریافت مقصود اور تجلی اور پوشیدہ کامرانی سے۔قرۃ یا تو مشتق ہے قرفتح قاف سے جس کے معنی قرار وثبات کے ہیں جیسا کہ عاشق محبوب کے نظارہ دیدار سے قرار وآرام پاتا ہے،اس کے بغیر اسے سکون نہیں ہوتا، اور خوشی اور مسرت کی حالت میں سکون وقرار ہوتا ہے،جو نظارہ غیر محبوب میں پریشان، ہرطرف جویاں،اور حزن وملال میں سرگرداں ولرزاں ہوتا ہے بدلیل مقصد ایجیم یخشی من لسوۃ۔یا قرۃ قربضم قاف سے مشتق ہے جس کے معنی سردی اور ٹھنڈک کے ہیں۔آنکھ کی ٹھنڈک سے مراد مشاہدہ محبوب میں ٹھنڈک ولذت،اور نظارہ اغیار میں گرمی وسوزش ہے۔اسی معنی میں اولاد کو قرۃ العین کہتے ہیں۔آپ نے جوفی الصلوٰۃ فرمایا اور بالصلوٰۃ ارشاد نہیں فرمایا،اس میں اشارہ ہے کہ آپ کا سرور آرام بحالت نماز بمشاہدہ حق کی وجہ سے ہے۔جیسا کہ ارشاد ہے کَاَنَّكَ تَرَاهُ (گویا کہ تم اسے آنکھ سے دیکھ رہے ہو) یہ حالت نماز میں حاصل ہوتی ہے،نہ کہ نفس نماز اور اس کے ثواب میں۔کیونکہ بوقت مشاہدہ غیر کی طرف التفات وتوجہ نہونی چاہیے۔ نماز حق کا غیر ہے،اگرچہ نماز بھی اسی کی نعمت اور اسی کا فضل ہے۔اور اس کی نعمت وفضل پر فرح وسرور بھی اگرچہ ایک بلند مرتبہ ہے جیسا کہ فرمایا قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا (فرمادیجئے یہ اللہ کی رحمت اور اللہ کا فضل ہے تو چاہیے کہ اس پر خوش ہو) لیکن صاحب عطائے فضل ونعمت اور فروح وسرور یعنی ذات باری تعالیٰ کے مشاہدہ سے بہرحال کم ہے۔

اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بہت بلند وارفع ہے اس سے جو اس کا غیر ہے۔اسی لیے ارشاد باری ہے فَلْيَفْرَحُوا (یعنی اُمت حبیب کو چاہیے کہ خوش ہو) اور انہیں فرمایا کہ فَلْتَفْرَحْ یعنی اے میرے محب خاص،اور میرے محبوب مخصوص آپ کی خوشی تو میری ذات کے ساتھ ہونی چاہیے نہ کہ میرے فضل ونعمت کے ساتھ۔اگرچہ بعض خاصان اُمت اور وارثان ملت کا بھی اس مقام رفیع میں قدرے مشارکت وحصہ رکھیں گے۔کیونکہ قرۃ العین (آنکھ کی ٹھنڈک) مرتبہ شہود میں بقدر معرفت شہود ہے۔اب یہ بات کہ جب کہ کسی کی معرفت آپ کی معرفت کی مثل نہیں۔اور کسی کا مرتبہ شہود آپ کے مقام شہود کی مانند نہیں۔یقینا قرۃ العین کسی بھی شخص کا آپ کا قرۃ العین کی مثل نہیں ہوگا۔حسبی اللہ (اللہ مجھے کافی ہے) یہ آپ کا مقام خاص ہے،اگرچہ دوسرے بھی کہتے ہیں حسبنا اللہ (ہمیں اللہ ہی کافی ہے) تو یہ حالت ہرگز آپ جیسی نہیں ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَخَوَاصِّ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِهٖ وَوَارِثِیْ مَقَامِهٖ وَحَتْمِهٖ (از شرح)

marfat.com

الٰہی سے نہ کہ اپنی خواہش و میلان اور شہوت سے، جیسا کہ تم اپنی نفسانی خواہش اور شہوانی میلان سے محبت رکھتے ہو، تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں محبوب کی گئی ہیں، ایک خوشبو (عطر و پھول وغیرہ) دوسری بیبیاں، تیسری یہ کہ نماز کی حالت کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا گیا۔ ان کی نسبت آپ کی طرف اس وقت کی گئی جب کہ آپ سے تمام بشری خواہشیں نکالدی گئیں اور آپ سے ان کا طبعی میلان زائل کر دیا گیا جو نفس الامری اور ثابت شدہ ہے، جیسا کہ ہم پہلے اس طرف اشارہ کر چکے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنَا عِندَ المنکَسِرَةِ قُلُوبُهُم مِن اَجلِی۔ میں ان شکستہ دلوں کے نزدیک ہوں جن کے دل میری عظمت و ہیبت سے شکستہ ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے نزدیک نہیں ہوگا، اور تم کو اپنے مقام قرب و عبدیت سے مشرف نہیں فرمائے گا جب تک کہ تم بہمہ وجوہ شکستہ نہ ہوں گے۔ اور بہترین شکستگی وجود بشریت میں ہوائے نفس اور اوراداہ قلبی کی شکستگی ہے۔ جب تم نے بہمہ وجوہ شکستگی اختیار کرلی، تو اس وقت تمہارے دل میں کچھ برقرار نہیں رہیگا، اور اس کے سوا کسی بھی شے کی صلاحیت باقی نہیں رہے گی۔ (فنائے تمام حاصل ہوگی) تب اللہ تمہیں بولادت ثانی اور بوجود حقانی از سر نو[1] پیدا فرمائے گا اور تم میں اپنا ارادہ ہو یدا کرے گا۔ تا کہ تم اس ارادہ الٰہی سے ارادہ کرو (اس جگہ بقاء حاصل ہوگی لیکن ابھی مقام بقاء بہت بلند ہے اس مقام کی تحقیق میں فرماتے ہیں:)

پس جب تم اس ارادہ کو پالو (اور بعض نسخوں میں ہے) جب تم میں یہ ارادہ پایا

1۔ بعض نسخوں میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی معرفت اور اپنی تجلیات کے اظہار کے لیے بنائے گا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا وَاصطَنَعتُكَ لِنَفسِی۔ (خاص اپنے لیے ہی تمہیں چن لیا ہے) حضور غوث پاک کے مناقب میں مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

میں اپنی خلوت میں ہر روز سنتا ہوں کہ کوئی کہتا ہے وَاصطَنَعتُكَ لِنَفسِی۔

دلبراں آئینہ ساز ند از برائے خویش خاص تا تماشائے جمال خود در آنجا می کنند

(ش ج)

marfat.com

جائے جسے تمہارے دل میں پیدا کیا گیا ہے، تب پروردگار عالم تمہارے وجود کے لیے تمہارے دل سے اس کو بھی شکستہ کر دے گا، اس وقت تم دائمی منکر القلب (شکستہ دل) ہو جاؤ گے پس اللہ تعالیٰ ہمیشہ تم میں اپنا ارادہ از سر نو پیدا فرماتا رہے گا۔ پھر اس کو بھی تمہارے وجود سے دور کر دے گا۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک کہ کتاب (تقدیر) کی مدت پوری ہو، اور لقاء حاصل ہو جائے۔ تو یہ حقیقت ہے اس ارشاد کے معنی کی جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا عند منکسرۃ قلوبھم من اجلی (میں ان شکستہ دلوں کے نزدیک ہوں جن کے دل میری عظمت وہیبت کی وجہ سے شکستہ ہیں) اور یہی مفہوم ہمارے اس قول کا ہے کہ عند وجودك فیھا ھوا کونك وطمانیتك (دل تمہارے وجود کے نزدیک ہوں جس سے تم آرام وسکون اور راحت واطمینان پاتے ہو)۔ (اس کے بعد مقام فنا کی تحقیق اور اس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:) اللہ تعالیٰ اپنے نبی برحق ﷺ کی بعض احادیث میں ارشاد فرمایا، یعنی حدیث قدسی میں ہے کہ میرا مومن بندہ نفلی عبادت اور زیادتی خیرات وصدقات کے ذریعہ میرے قرب ونزدیکی کی جستجو کرتا ہے، تاکہ میں اسے محبوب بنالوں۔ جب میں اس بندہ کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو اس کی سماعت ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے دوسری روایتوں میں اتنا زیادہ ہے کہ میرے ساتھ دیکھتا ہے، میرے ساتھ پکڑتا ہے، اور میرے ساتھ جانتا اور ادراک کرتا ہے۔

بی یسمع و بی یبصر بی یبطش و بی یمشی
سر یست بسے غامض تدریہ ولا تغشی

یہ کیفیت صرف حالت فنا میں حاصل ہوتی ہے نہ کہ غیر فنا میں۔ (اس کے بعد غوث پاک ولی کے مقام فنا وبقا کے نتیجہ وانجام کے بارے میں اشارہ فرماتے ہیں

marfat.com

جبکہ ولی دنیا میں اقامت پذیر ہو، اور اہل عالم کے ساتھ معاشرت رکھتا ہو، پھر وہ اس حال میں اپنی زندگی گزارے، چنانچہ فرماتے ہیں:) جب تم نے خلق سے اپنے آپ کو فانی کرلیا، حالانکہ خلق نیک و بد ہی ہے، اسی طرح تم بھی نیک و بد ہی ہو، اور تم ایسے بن گئے کہ خلق کی نیکی کی خواہش نہ رکھی، اور ان کی بدی سے خوف نہ کیا، اس وقت نظر شہود میں صرف اللہ وحدہ باقی رہ جائے گا (اور یہ کیفیت ہو جائے گی کہ اس کے سوا کسی کا وجود ہی نہیں ہے۔) جیسا کہ اللہ تعالیٰ تخلیق خلائق اور وجود عالم سے پہلے تھا در حقیقت قدر الٰہی میں ہی خیر و شر، نیکی و بدی ہے۔ چاہے کہ تقدیر کے شر سے اللہ محفوظ رکھے، اور اس کی بھلائی اور نیکی کے سمندروں میں تمہیں[1] غرق رکھے اس وقت تم ہر نیکی کی طرف ہو جاؤ گے۔ اور ہر نعمت و سرور، ہر خوشی و آراستگی، ہر نور[2] و ضیاء اور ہر امن و سکون کے سر چشمہ بن جاؤ گے۔

پس فنا یہی ہے کہ طالب و مطلوب، سالک و منتہائے مطالب اور غایت و مرجع

1- اس مقام میں بندہ کے بحر خیر قدر کے شہود میں کسی طرف نظر نہیں رہتی کیونکہ اس کی نسبت خالق کی طرف ہے کہ اس نے کوئی ذرہ بغیر حکمت پیدا نہیں فرمایا، سب کے سب حسن و خیر ہی ہیں البتہ قبح و شر کی اضافت بندہ کی طرف ہے کہ اس کے کرنے سے متعلق حکم نہی ہے۔ حقیقۃً فعل شر شر ہوتا ہے نہ کہ خلق و آفرینش شر۔ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ الَّذِي أَحْسَنَ شَيْ خَلَقَهُ کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

کفر ہم نسبت بخالق حکمت است — چوں بما نسبت کنی کفر آفت است

(شرح)

2- اس جگہ نور و ضیاء بمعنی روشنی ایک معنی میں ہیں۔ بعض مقامات میں فرق بھی مذکور ہے چنانچہ "ضیاء" بالذات اور "نور" بالعرض کو کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں شمس (سورج) کو ضیاء اور قمر (چاند) کو نور کہا گیا ہے کہ قمر کا نور شمس کے نور سے مکتسب ہے جیسا کہ مشہور ہے، واللہ علم یہ مطلب یہ ہے کہ ہر ذاتی و عرضی ظاہرہ و باطنی نور و روشنی کے تم منبع بن جاؤ گے، جیسا کہ دعاء ماثورہ میں آیا ہے کہ اللّٰھم اجعل فی قلبی نوراً وفی نفسی نوراً وفی بصری نوراً و فی سمعی نوراً وفی لسانی نوراً واجعل عن یمینی نوراً و عن فوقی نوراً و من تحتی نوراً و من امامی نوراً و من خلفی نوراً و اعطنی نوراً و عظم لی نوراً واجعلنی نوراً۔ اور نوراً سے صفات الٰہی مراد لی گئی ہے۔ (شرح)

marfat.com

جن کی طرف اولیاء اللہ کی سیر انتہا ہے۔[1] اور یہی وہ استقامت ہے جس کے اولیاء متقدمین اور ابدال خواستگار رہے ہیں ان کی خواہش یہ ہوتی تھی کہ اپنے ارادوں کو فنا کر کے ارادہ الٰہی عزوجل میں بدل جائیں وہ وفات تک ہمیشہ ارادہ الٰہی کے خواستگار رہتے تھے۔

اسی لیے ان کا نام ابدال[2] رکھا گیا۔ ان حضرات کے نزدیک گناہ یہ ہے کہ ارادہ الٰہی میں اپنے ارادہ کو شریک بنالیں۔ بر طریق سہو ونسیان ہو، خواہ غلبہ حال ہو دہشت ہو پس اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی ولطف سے آگاہ کر کے یا بیدار کر کے یاد دلا دیتا ہے پھر وہ اس سے رجوع کر لیتے ہیں، اور اپنے رب سے استغفار کرتے ہیں اس لیے کہ وہ ارادہ سے معصوم نہیں ہیں۔ اور بقیہ خلق خواہ وہ جن ہوں یا انسان، وہ مکلف ہیں جن کے لیے

۱۔ سلوک وطریقت کی تمام راہیں جو سیر الی اللہ کے لیے ہیں، وہ فنا سے ہی ہیں اور ولایت کا وہ دروازہ جس سے شہر ولایت میں داخل ہوتے ہیں وہ فنا ہی ہے، اور یہی معنی "انتہا" کے ہیں اور منتہی وہ ہے، جو وہاں تک پہنچ جائے اور جب بھی اس مقام تک کوئی پہنچتا ہے وہ زیور کمال سے آراستہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد مقام بقاء ہے، جو ابتدائے سیر فی اللہ ہے۔ اس مقام میں تجلیات صفات باری سے تربیت پا کر مرتبہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد سیر من اللہ ہے جو تکمیل ناقصاں کے لیے اس مقام سے نیچے آتا ہے۔ اس کے بعد (مرتبہ آخر میں) سیر الی اللہ اور خلق سے علی الاطلاق انقطاع کر کے رفیق اعلیٰ کو اختیار کرتا ہے، اخترت الرفیق الاعلے اسی پر اشارہ ہے۔ اس کے بعد سیر سلسلہ ارشاد اور تکمیل منقطع ہے۔ اب رہا امداد واعانت کا مسئلہ تو فیض خواص کاملین اولیاء سے وجود حیات معنوی کے ساتھ باقی ہیں۔ یہ امر ارباب طریقت اور اہل کشف کے نزدیک ثابت وحق ہے، اور قواعد واحکام شریعت میں اصلاً منافی نہیں ہے۔ جس کا دوسرے مقام پر بالتفصیل ذکر ہے۔ یہاں اسی قدر کافی ہے یہ بات اولیاء کے حق میں ہے لیکن انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیاوی حیات حقیقی کے ساتھ زندہ وباقی اور متصرف ہیں اس میں کوئی جائے اعتراض وکلام نہیں ہے۔ (شرح)

۲۔ یعنی اسی جہت سے کہ اپنے ارادہ سے نکل کر ارادہ الٰہی میں تبدیل ہو جاتے ہیں "ابدال" نام رکھا گیا۔ ان کے وجود سے دنیا خالی نہیں رہتی۔ اگر ایک جاتا ہے تو دوسرا اس کے بدل ہو کر ہو جاتا ہے۔ یہ بھی ایک وجہ نام کی ہے۔ بعض عرفاء فرماتے ہیں کہ اس وجہ سے بھی ان کو ابدال کہتے ہیں کہ بغیر مکعب کے اپنے بدل میں قائم کر دیتے ہیں اور خود دوسری جگہ پہنچ جاتے ہیں۔ یا اس کے برعکس ہے۔ (شرح)

marfat.com

عصمت نہیں ہے۔ ان کے سوا اولیاء کرام وہ ہوائے نفس سے اور ابدال ارادہ سے محفوظ ہیں ان کے لیے عصمت نہیں ہے۔ اس معنی میں کہ بعض اوقات ان کے بارے میں ہوا اور ارادہ کی طرف میلان جائز ہے۔ (یعنی بوقت غفلت وفراموشی اور غلبہ حال ودہشت وحیرت وغیرہ میں ایسا ہونا جائز ہے) لیکن ان کو پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہوشیار کر کے یاد دلاتا ہے۔

فائدہ: عصمت اور حفظ میں فرق ہے۔ عصمت وہ ہوتی ہے جہاں خطاء ومعصیت کی قطعاً گنجائش نہیں ہوتی۔ اور حفظ وہ ہے جہاں راہ تو نکل سکتی ہے، لیکن اس پر قائم نہیں رہ سکتے توبہ واستغفار کر کے رحمت الٰہی سے جلد واپس آجاتے ہیں۔ وہ محو ہو جاتا ہے۔ پس انبیاء وملائکہ علیہم السلام معصوم ہیں اور اولیاء کرام علیہم الرضوان محفوظ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (شرح)

مقالہ ہفتم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ ہوائے نفس اور اس کی پیروی سے باہر نکلو، اور یکسو ہو جاؤ اور اپنی مملکت (یا بادشاہت وحکومت) سے بیگانہ بن جاؤ ان تمام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو، اور خود اپنے دل کے دروازہ پر اللہ کے دربان ہو جاؤ، اللہ کے حکم کی پیروی کرو، اس میں جس کو وہ اندر آنے کا حکم دے اسے اندر آنے دو، اور جس کو وہ منع کرے اس سے باز رہو۔ بعد اخراج ہوائے نفس پھر دل میں اس کو داخل نہ کرو پس دل سے ہوائے نفس کا اخراج یہ ہے کہ ہر حال میں اس کی مخالفت کرو، اور اس کی پیروی نہ کرو، اور داخل کرنا ہوائے نفس کا دل میں یہ ہے کہ اس کی آرزو کے سوا کوئی خواہش نہ کرو۔ کیونکہ ہوائے نفسانی کی پیروی احمق اور بیوقوفوں کی وادی ہے۔ اس میں پڑنا اپنی ہلاکت اور نظر رحمت خداوندی سے گر جانا اور اس سے محجوب ہو جانا ہے کہ شہود حق اور معرفت الٰہی سے وہ باز ہے ہمیشہ اللہ کے امر وحکم کی

marfat.com

رعایت وحفاظت کرو، اور ہمیشہ اس کی نہی وممانعت سے اجتناب کرو اور اپنی تقدیر کو ہمیشہ اللہ کے سپرد کرو، اور اس کی مخلوق میں سے کسی کو اس کا شریک نہ گردانو، پس تمہارا ارادہ، تمہاری خواہش، اور تمہاری آرزو سب کے سب اس کی مخلوق ہیں تو تم کوئی ارادہ نہ کرو، اور کوئی خواہش نہ کرو، اور کوئی آرزو نہ کرو تا کہ تم مشرک[1] نہ بن جاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَمَن كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ...... یعنی پس جو بھی اپنے رب کی لقا کا امیدوار ہو، تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے"۔ شرک یہی نہیں ہے کہ صرف بتوں کو پوجا جائے، بلکہ اپنی خواہشات کی پیروی بھی شرک ہے، اور یہ بھی شرک ہے کہ دنیا میں اور جو کچھ اس میں ہے اور آخرت میں اور جو کچھ اس میں ہے اس میں سے کسی کو اس کے سوا اپنے رب العزت کے ساتھ پسند کرے۔ خبردار! ماسوا اللہ عزوجل سب اس کا غیر ہے۔ پس جب اس کے غیر کی طرف ملتفت ہو گئے تو تم نے اللہ عزوجل کے ساتھ غیر کو شریک بنالیا۔ تو اس سے بچو بے خوف نہ ہو۔ ڈرو اور بے پرواہ نہ بنو۔ کوشش کرو اور غافل نہ ہو۔ اللہ پر ہی بھروسہ رکھو، اور اپنے کسی حال ومقام کی اپنے نفس کی طرف نسبت نہ کرو، اور ان سے کسی چیز کا دعویٰ نہ کرو (کہ یہ مقام فنا اور ترک ارادۂ ہوا وشہوت ہے) جب کوئی حال عطا فرمایا جائے اور کسی مقام پر فائز کیا جائے تو ان میں سے کسی کی بھی کسی کو خبر نہ دو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر روز احوال وصفات خلائق کے تغیر وتبدل، اور کائنات کے محو واثبات کے اظہار میں مصروف ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ مرد اور اس کے دل کے درمیان حائل متصرف ہے، ممکن ہے کہ اللہ اس حال کو بدل دے جس حال کی دوسروں کو تم نے خبر دی ہے۔ اس مقام میں تغیر وتبدل کر دے جس کے ثبات وبقاء کا تم نے خیال کر رکھا

1۔ حضرت حق جل شانہ سے دعا سوال نہ کرنا ارادہ وخواہش کے زمرہ میں نہیں، بلکہ یہ اظہار بندگی ہے کہ بندہ بقصد امتثال امر الٰہی بجالاتا ہے۔ جیسے کہ نماز اپنے وقت میں بجالانا مامور بہ ہے اسی طرح ورود بلاء وخوف اور نزول آلام کے وقت دعا بھی مامور بہ ہے لیکن نماز فرض ہے اور دعا فرض نہیں ہے۔ اگر دعا بھی بطریق خواہش نفس بمقتضائے بشری ہو تب بھی مضائقہ نہیں ہے۔ ۱۲ (شرح)

marfat.com

ہے۔ پس اس وقت اس سے شرمندہ ہو گے جس کو تم نے اس کی خبر دی تھی، بلکہ دل میں اسے محفوظ رکھو، اور کسی دوسرے کو خبردار نہ کرو۔ اب اگر اس حال ومقام میں ثبات و بقاء ہے، تو تم جانتے ہو کہ یہ حق کا عطا کردہ ہے۔ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے شکر کی توفیق اور اس میں زیادتی کی دعا کرے۔ اور اگر ثبات وبقاء کے سوا زوال وفنا ہے، تو اس میں علم ومعرفت اور نور و ہوشیاری اور ادب سکھانے میں زیادتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا۔ ہم جس آیت کو منسوخ کرتے یا بھلاتے ہیں۔ تو ہم اس سے بہتر یا اس کی مثل لے آتے ہیں۔ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

پس تم اللہ تعالیٰ کو اپنی قدرت میں عاجز نہ جانو (کہ تم کہنے لگو کہ اللہ تعالیٰ اس حال ومقام سے نہیں پھیرے گا، وہ ہر شے پر قادر ہے) اور اس کی تقدیر وتدبیر پر بہتان نہ باندھو۔ اور اس کے وعدہ میں شک وتردد نہ کرو۔ لازم ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ حسنہ کی فرمانبرداری کرو کہ وہ آیتیں اور سورتیں جو آپ پر نازل کی گئیں جن پر عمل ہوا، محرابوں، مسجدوں میں پڑھی گئیں، مصاحف میں لکھی گئیں پھر وہ منسوخ کر کے اٹھالی گئیں اور بدل دی گئیں اور اس کے بدلے دوسری آیت وسورۃ لائی گئی اور ان کی جگہ نقل کی گئی (جب کہ ایسا معاملہ آپ کے ساتھ ہوا تو آپ کے فرمانبرداروں اور پیروکاروں کو بھی ایسی ہی توقع رکھنی چاہیے۔ (شرح) یہ تو ظاہر شریعت کا حال تھا، اب رہی آپ کی باطنی حالت اور آپ کا علم وحال، تو یہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے مابین کی کیفیت ہے۔ اسی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد ہے کہ اِنَّهٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلۡبِیۡ۔ بلاشبہ ایک حالت ایسی بھی ہوتی ہے کہ میرا دل ابر آلود ہو جاتا ہے۔ (غین اس ہلکے بادل کو کہتے ہیں جس سے نور آفتاب ڈھک جاتا ہے) اس وقت میں ہر روز ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ اور ایک روایت میں سو مرتبہ بھی آیا ہے۔ گویا ایک حال سے دوسرے حال کی طرف نقل کیا جاتا ہے۔ پس ایک حال کو دوسرے حال

marfat.com

میں بدل دیا جاتا ہے۔ اور آپ کو قُرب حق کی منازل اور غیب کے میدانوں میں لے
جایا جاتا ہے، اور آپ کے لباس ہائے نورانی میں تغیر وتبدل کیا جاتا ہے۔ (مراد یہ ہے
کہ تجلیات ومکاشفات ربانیہ آپ کا لباس ہوتا تھا۔ انہیں کا آپ کے قلب شریف میں
احاطہ ہوتا تھا، تاکہ آپ کے لباس کو بدلا جائے۔ لہٰذا بعض صوفیا فرماتے ہیں کہ یہ غین
الانوار یعنی نورانی ابر ہے، نہ کہ غین الاغیار یعنی دوسروں کے کثیف بادل۔ اور انوار
صفات کی حقیقت کے ساتھ جو ذاتی پردے ہیں آپ کے دل سے مکشوف کیے جاتے
ہیں۔ (شرح) پس آپ پر پہلی حالت کی تاریکی وکمی بوقت ظہور حالت دوم جو بالکل
اس سے متصل ہی ہے ظاہر ہو جاتی تھی۔ اس وقت آپ کو حفظ حدود وآداب کی کوتاہی
معلوم ہو جاتی تھی۔ (یہ کیفیت حضور ﷺ کے علو مقام ومنزلت کے اعتبار سے ہے کہ
کیوں اس حال میں کوتاہی ہوئی اور توقف[1] کیا۔

پس آپ تعلیم وتفہیم کیلئے استغفار کرتے، کیونکہ اس میں اپنے گناہ وقصور کا
اعتراف ہے، اور یہ عبد کی دونوں صفتیں ہر حال میں ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ ما عبدناک
حق عبادتک (ہم نے تیری عبادت نہیں کی جتنی کہ تیری عبادت کا حق تھا)۔ (عزت
وشرافت کے لحاظ سے مغفرت ذنوب، لائق مرتبہ ربوبیت وعنایت ہے، اگرچہ کوئی

۱۔ حاصل وجہ حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ ترقی میں ہیں۔ تجلیات انوار ربانی ہر آن آپ پر جلوہ فگن رہے،
بعض اول سے بلند بعض دیگر، چنانچہ اس سے اوپر کی تجلی پر پہنچنا ہوتا ہے تو تحت کی تجلی میں وقوف اور توقف ہوتا ہے
اس وقت آپ استغفار کرتے تھے۔ اس لیے کہ نہ تو تجلیات حق کی انتہا ہے اور نہ آپ پر ترقی کے مدارج کی انتہا۔ یہ
ترقی مدارج اس زندگی کے ساتھ جو ظاہر دنیا میں گزری خاص نہیں ہے۔ بلکہ ابد الآباد تک یہ سلسلہ جاری رہیگا۔
حدیث مبارک کی یہ توجیہ محققین عرفاء کی ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ "غین" ایک بمقتضائے بشری لطیف پردہ ہے جو بحکم
بشریت، جو امور دین وملت کے اہتمام وکثرت میں مشغول ہونے کی وجہ سے بقدر طرفۃ العین (آنکھ جھپکنے کے برابر)
غفلت وفترت آپ کی نظر شہود پر حائل ہو جاتا تھا فوراً دوسرے لمحہ جو بالکل اس سے متصل ہوتا، ذکر وتدبر کی تپش
اور نور وحدت کی مشغولیت اسے مضمحل کر دیتی تھی۔ حضور ﷺ پر جب یہ حالت طاری ہوتی اور فترت کی کیفیت رونما
ہوتی تو اس وقت استغفار فرماتے تھے، کیونکہ ابرار کی نیکیاں مقربین کے لیے گناہ ہوتی ہیں۔ ۱۲ (شرح)

marfat.com

گناہ درمیان میں نہ ہو کیونکہ ارشاد باری ہے) لِّيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔ (پ۲۶) یعنی آپ کے سبب تمام اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرماتا ہے۔ پس یہ توبہ واستغفار ابوالبشر حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی وراثت ہے۔ جب کہ آپ کو اپنے صفاء حال اور عہد ومیثاق کے نسیان کی تاریکی نے گھیر لیا۔ اور دارالسلام (جنت) میں ہمیشہ رہنے کا ارادہ فرمایا اور مہربان ونعمت عطا کنندہ مولی ﷻ کی ہمسائیگی کی خواہش کی، اور یہ تمنا کی کہ ملائکہ کرام آپ پر تحیت وسلام کرتے داخل ہوا کریں، تو اس وقت آپ کے نفس کی یہ خواہش اور ارادہ الٰہی کے ساتھ اپنے ارادہ کی مشارکت پائی گئی۔ اس بناء پر یہ ارادہ ٹوٹا اور اس حال میں زلت واقع ہوئی اور اس ولایت سے دور ہوئے، اور اس مقام سے نیچے اُترے اور ان انوار میں تاریکی واقع ہوئی اور صفاءِ حال مقدر ہوگیا۔[1] اس کے بعد آپ کو خبردار کیا گیا، اور خدائے مہربان نے یاد دلا کر ورطۂ غفلت سے باہر نکالا، اور معرفت کرائی گئی کہ گناہ وفراموشی کا اعتراف کریں، اور قصور ونقصان کے اقرار کی تلقین وتعلیم فرمائی گئی۔ تب حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا:

۱۔ یعنی آپ جو صفائے قلب اس وقت رکھتے تھے وہ حالت زائل ہو کر مرتبہ میں انحطاط اور اس میں کدورت عارض ہوگئی۔ یہ تمام باتیں اسی وجہ سے ہوئیں کہ ارادہ خواہش کا وقوع ہوا، نہ کہ محض ظہور خطاء ومعصیت کی بناء پر۔ اور یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ آدم علیہ السلام اس وقت بھی نبی تھے۔ یہ تو کہا ہی نہیں جا سکتا کہ انبیاء معزول بھی ہوتے ہیں۔ اور یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ اس جگہ انعزال سے مطلب لباس نبوت کا اُتارنا نہیں ہے، بلکہ علو مرتبت ومنزلت اور صفائے وقت میں فتور ونقصان ہی ہے جیسا کہ ظاہر کلام اس پر شاہد ومشعر ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ خلو وجنت کا ارادہ اور درگاہ حق کی ہمسائیگی تو امر محمود ہے اس کا ارادہ کیسے مذموم ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جنت کا ارادہ اور ہمسائیگی اپنی حد ذات میں بے شک حسن محمود ہے، لیکن جب کہ اکل شجر ممنوع قرار دے دیا اور خلود جنت کا ارادہ اس پر مرتب کر لیا تو یہ مذموم وقبیح بن گیا لہٰذا جب حضرت آدم علیہ السلام اس ارادہ کے سبب اپنے مرتبہ سے نیچے آئے اور ان کے اجتباء واصطفاء پر اس خطاء سے توبہ واستغفار کے ذریعہ تقدیر الٰہی جاتی رہی تب دوبارہ تو بیکی کرامت کا تاج ان کے سر پر رکھ کر توفیق راہ صواب مرحمت فرمائی تاکہ لوگ جان لیں کہ معصیت کی وجہ سے ہلاکت نہیں بلکہ ترک توبہ کی وجہ سے ہے۔ (شرح)

marfat.com

ربنا ظلمنا انفسا و ان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور اگر تو ہمیں معاف نہ فرماتا۔ اور ہم پر رحمت نہ کرتا تو یقیناً ہم زیاں کاروں میں ہوتے۔

تو اس وقت انوار ہدایت اور علوم توبہ اور اس کے معارف اور وہ مصالح جو اس میں پنہاں تھیں واضح ہوئیں۔ پس یہ علوم معارف توبہ ہی کے سبب ظاہر ہوئے۔ پھر اللہ نے ان پر باب رحمت کھولا، تاکہ وہ توبہ کریں۔ پھر تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادہ کو اپنے ارادہ کے ساتھ تابع کر کے بدل دیا اور پہلی حالت کو دوسری حالت میں تبدیل کر دیا، اور آپ کو ولایت کبریٰ حاصل ہوئی اور دنیا میں سکون و قرار اس کے بعد آخرت میں سکون و قرار میسر آیا۔ اس طرح سے دنیا ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے جائے قیام بنی۔ اور آخرت ان کے لیے جائے پناہ مقام رجوع اور دائمی رہائش گاہ ہوئی۔

اے بندہ مومن! اور اے سالک راہ حق! تیرے لیے تو اللہ کے رسول اور اس کے حبیب[1] محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے والد حضرت آدم علیہ السلام جو اصل اور والد تمام محبان و مخصوصان خدا کہ وہ انبیاء و اولیاء ہیں کا اسوہ مبارکہ ہے کہ انہوں نے ہر حال میں دکھایا۔[2] (چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے) جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ: فرمانبرداری اور سپردگی کر و عرض کیا میں نے رب العالمین کی فرمانبرداری

۱۔ حبیب اور خلیل دونوں ہم معنی ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حبیب وہ جو مقام محبوبیت پر فائز ہو۔ اور بعض مقام خلت کو محبوبیت سے بالاتر کہتے ہیں۔ لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو مرتبے پر فائز اور جامع ہیں۔ یہ بات واضح رہنا چاہیے کہ تسلیم و ترک ارادت تمام انبیاء علیہم السلام کا منزل و مقام رہا ہے، اور ملت ابراہیم علیہ السلام جس کی مشابہت و موافقت پر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مامور ہیں، اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ انہیں طرح مرتبہ تسلیم کو اختیار کرنا چاہیے۔ ۱۲ (شرح)

۲۔ اس مقام میں سیدنا حبیب اللہ اور حضرت آدم صفی اللہ علیہم السلام کا ذکر خصوصیت سے کرنا اس مناسبت سے ہے کہ توبہ استغفار ان سے بجہت قربیت واقع ہے، جیسا کہ عبارت شریفہ دال ہے، یا بایں وجہ کہ سلسلہ نبوت کا اول و آخر ذکر کر دیا درمیان کے انبیاء ان کے حکم میں شامل ہیں۔ ۱۲ (شرح)

marfat.com

اور اس کی سپردگی اختیار کی۔

صلوٰات الله وسلامه علی الانبیاء والمرسلین وسید هم واما مهم محمد النبی لامی الامین علیٰ آلهٖ واصحابه واتباعهٖ سالکی طریق الحق ومحی علوم الدین اجمعین۔

مقالہ ہشتم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں:

اے سالک راہ حق جب تو کسی حالت میں ہو (خواہ کمال کی یا نقصان کی) تو اس حال کے سوا اور کسی حال کو خواہ اعلیٰ ہو یا ادنی اختیار نہ کر۔ (اس لیے کہ پست تر حالت کو اختیار کرنا پست ہمتی ہے، اور بلند تر حالت کی آرزو کرنا شہوت خفی ہے۔ شیخ ابوالعباس المرسی فرماتے ہیں کہ ولی نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اس سے وصول کی شہوت منقطع نہ ہو جائے۔ (از شرح)

پس جب تو بادشاہ کے دروازہ پر ہو، تو گھر میں داخل ہونے کو اختیار نہ کر یہاں تک کہ زبردستی گھر میں داخل کیا جائے نہ کہ اختیار سے اور جبر و زبردستی سے میری مراد تاکیدی حکم ہے، جو بار بار اصرار سے ہو، دخول مکان میں صرف اجازت ہی پر قناعت نہ کر۔ ممکن ہے کہ بادشاہ کی طرف سے یہ اجازت مکروفریب ہو، لیکن صبر کر حتی کہ داخل ہونے کے لیے زبردستی کی جائے اب تیرا داخلہ بادشاہ کے جبر اور اس کے فعل سے ہو گا، اس وقت بادشاہ کا اپنے فعل پر تجھ پر عتاب وغصہ نہ ہو گا۔ ہاں تجھ پر ناراضگی اس وقت ہو گی، جب تو اپنے اختیار خواہش، حرص، بے صبری اور بے ادبی کی وجہ سے ہو گی (اور بادشاہ کی) ناپسندیدگی تیری اس حالت کی بنا پر ہو گی جس میں تجھے کھڑا کیا گیا ہے۔ (مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سالک طریقت کو وقت کے واجبات سے جس مقام پر قائم فرمایا ہے اس سے نکلنا اور اس کے خلاف آرزو کرنا مقام رضا سے نکلنے کا

marfat.com

موجب اور اللہ کے عذاب و عتاب کا باعث ہے۔ از شرح)۔ پس جب یہ بات حاصل ہو جائے اور جبر و اصرار سے گھر میں داخل ہو جائے، تو سرنگوں نگاہ نیچی باادب اور جو وہاں خدمت و شغل کا حکم دیا جائے اس کا محافظ و نگہبان بنا رہ۔ اور کسی اعلیٰ مرتبہ کی طرف ترقی کا خواستگار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ نبی ﷺ سے فرمایا وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ الآیہ اپنی آنکھیں اس طرف نہ پھیریے......

پس یہ کلام (اگرچہ بحسب ظاہر دنیاوی ساز و سامان اور اس کی رنگینوں کی طرف عدم التفات میں واقع، لیکن بطریق اشارہ) اس کے نبی صاحب اختیار کے پیروؤں کے لیے اللہ کی جانب سے تادیب ہے کہ اپنے حال اور جو اس کی عطا ہو، اس پر رضا کی حفاظت کرے (خاص حضور ﷺ کے لیے ارشاد ہے کہ) رزق ربک خیر و البقی یعنی جو بھلائی میں نے تم کو دی ہے (مثلاً نبوت، علم، قناعت، صبر، دکی ولایت اور دین کے لیے کفار سے جہاد کرنا، ان سب سے اولیٰ و بہتر ہے۔ جو میں نے تمہارے سوا دوسروں کو دی ہے۔ تمہیں یہی زیبا ہے کہ شکر گزاری کرو۔

پس تمام نیکی اور بھلائی اسی میں سے ہے کہ اپنے حال کی حفاظت کر، اور اس کی عطا پر راضی رہ، اور اس کے ماسوا کی طرف التفات نہ کر، کیونکہ یہ تین حال سے خالی نہیں۔ یا تو یہ تیری قسمت میں ہوگا، یا تیرے سوا کسی اور کی قسمت میں ہوگا یا کسی کی بھی قسمت میں نہ ہوگا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے فتنے اور امتحان کے لیے پیدا فرمایا ہوگا۔ اب اگر وہ تیری قسمت میں ہے، تو ضرور تجھے ملے گا، خواہ تو آرزو رکھ یا انکار کر۔ لہٰذا یہ لائق نہیں کہ تیری جانب سے اس کی طلب میں بے ادبی اور حرص ظاہر ہو کیونکہ یہ بات عقل و علم کی رو سے بھی ناپسندیدہ[1] ہے۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی واقع ہے وہ قضائے الٰہی سے ہوتا اور جو کچھ بھی بندہ کو احوال ظاہر و باطن سے پہنچے اسی پر اس کو راضی رہنا چاہیے۔ اپنے نفس کی خواہش اور طبیعت کی حرص سے اس کے سوا جو سعی و طلب اور آرزو و خواہش کرے گا۔ وہ ضائع اور باطل ہے، اب رہا یہ کہ قرب و وصول حق میں ترقی احوال اور مقامات بلند تر کے لیے عمل یہ حق کرنا سو یہ امر دینی کے اقتضاء کے موافق ہونا چاہیے اور اس میں اس کا عزم و ارادہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

اور اگر تیرے سوا کسی اور کی قسمت میں ہے۔ تو تو کیوں مشقت میں پڑے اس میں جو تجھے ملنی نہیں۔ اور وہ کبھی بھی تجھے نہیں پہنچے گی۔ اور اگر وہ کسی کی قسمت میں نہیں ہے، بلکہ وہ فتنہ اور آزمائش ہے، تو کوئی عقلمند اسے کیسے پسند کرے گا اور اچھا جانے گا کہ اپنے لیے فتنہ کی آرزو رکھے، اور اسے اپنی طرف کھینچے۔ پس ثابت ہو گیا کہ تمام بھلائی اور سلامتی اپنے حال کی حفاظت ہی میں ہے۔ پھر جب بالاخانہ کی طرف چڑھایا جائے، اس کے بعد چھت پر تو تو اس طرح رہ جس طرح پہلے بیان ہوا کہ باطن کی حفاظت کر، راہ میں سرنگوں اور باادب رہ بلکہ اس میں اپنی جانب سے زیادہ احتیاط ہونی چاہیے۔ کیونکہ اب تو بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کے بہت قریب اور خطرہ و ہلاکت کے بہت نزدیک ہو گیا۔ پس اس سے اعلیٰ کی طرف نہ اس سے ادنیٰ کی طرف منتقل ہونے کی آرزو کر، اور نہ اس پر برقرار، اور باقی رہنے کی خواہش کر، اور نہ اس وصف میں تغیر کی تمنا کر، اور تو اسی حال میں (راضی) رہ، اور قطعاً اس میں تیرا اختیار نہ ہو، کیونکہ یہ نعمت حال میں کفر ہے، اور کفر کا فر دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ تو وہی عمل کر جسے ہمیشہ ہم نے بیان کیا۔ یہاں تک کہ تجھ کو اس حال میں پہنچایا جائے جو تیرا مقام ہے، جہاں تجھے قیام کرنا ہے۔ پھر اس مقام سے دور نہ کیا جائے۔ اس وقت تجھ پر ان نشانیوں اور

(بقیہ حاشیہ) اس حیثیت سے ہو کہ مولیٰ تعالیٰ نے اس ارادہ کا حکم دیا ہے۔ اس میں عمل بطریق وجوب یا استحباب لازم ہو مستحسن ہے۔ ہاں مذموم وہ ارادہ ہے جو نفس کی جانب سے ہو۔ اسی طرح وہ ارادہ جو ممنوعات (نہی) میں ہو۔ اسی لیے حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا جب کہ صحابہ نے عرض کیا کہ کونسا عمل بہتر ہے؟ فرمایا وہ عمل کرو جو آسان ہو۔ کیونکہ اللہ نے اسی لیے پیدا فرمایا۔ رہا امر و نہی کا معاملہ تو یہ قضاء و قدر کے حکم کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے جزئیات اور اسی کے احکام ہیں۔ (امر و نہی تو شارع کی جانب سے ہیں اور بندہ میں اس کے فہم کی قوت اور اس میں قصد و کوشش کی طاقت پیدا کی گئی ہے اس کے سوا کیا ضرورت ہے۔ اور قضاء و قدر پر اعتقاد رکھنے کے فوائد سے یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل اور اس پر عدم استقادہ اعتماد سے فانی ہو جائے۔ حتیٰ جب کہ تمام تقدیر اسی کی جانب سے ہے اور خود بندہ کی کے درمیان نہیں ہے تو یہ حالت خدا کی دوسرا کمال ہے۔ فافہم باللہ التوفیق ۱۲ (شرح)

marfat.com

علامتوں سے ظاہر ہوگا، جان لے گا کہ یہ مقام اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ (موہبہ) ہے پس تو اسے مضبوط پکڑ، زائل نہ کر۔ اولیاء کے لیے احوال اور ابدال کے مقامات ہیں۔

مقالہ نہم۔ کشف و مشاہدہ در افعال

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ اولیاء وابدال کے لیے افعال الٰہی میں سے وہ چیزیں ظاہر ہوتی ہیں جو عقلوں پر غلبہ کر لیتی ہیں اور عادتوں اور رسموں کو توڑ دیتی ہیں۔ ان کی دو قسمیں

۱۔ اگرچہ اولیاء کرام کے لیے ایسا رد عمل جائز ہے، لیکن ان کا وقوع قاعدہ کلیہ نہیں ہے، جیسا کہ اولیاء کرام سے زلت ومعصیت کا صادر ہونا جائز تو ہے، لیکن اس کا وجود بطریق کلیہ وعموم لازم نہیں ہے اور نہ یہی لازم ہے کہ انہیں اس بشارت سے مشرف کر دیا کہ انکار وعزل نہیں ہوگا، جیسا کہ حضور غوث اعظم رحمہ اللہ کے احوال میں مرقوم ہے کہ اے عبدالقادر خوش ہو کہ تم رد سے محفوظ ہو۔ (شرح)

۲۔ احوال اولیاء سے مراد یہ ہے کہ وہ ترقی وتنزل کے لحاظ سے متغیر ومتبدل ہوتے رہتے ہیں کہ ایک حال سے دوسرے حال اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ومتمکن ہوتے رہتے ہیں۔ (شرح)

۳۔ کشف کے لغوی معنی کھولنا اور عریاں کرنا ہے۔ اور مشاہدہ کے لغوی معنی معائنہ کرنا اور آنکھ سے دیکھنا ہے اور مکاشفہ صوفیہ کی اصطلاح میں کسی صفت وحقیقت الٰہیہ یا کونیہ کا سالک کے لیے رقیق پردہ کے پیچھے سے ظہور کرنا مراد ہے پس شغاف حجاب اسم الٰہی جو متید بحکم اور مختص بوصف کا نام ہے۔ لیکن مشاہدہ ظاہر ہونا ان حقائق کا ہے جو بے مظہر وبے صفت ہیں۔ لیکن ان میں خصوصیت وتمیز ہے۔ اور اس سے اوپر (فوق) معائنہ ہے، وہ ظہور حقائق بے خصوصیت وتمیز، بلکہ ظہور عین معین ہے۔ (کذافی الاصلاح الکبیر)

صوفیاء کے کلام میں اکثر استعمال کشف کا صفات میں اور مشاہدہ کا ذات میں آتا ہے مگر اس جگہ چونکہ دونوں کی افعال کے ساتھ نسبت کی گئی ہے۔ اس لیے ان کی دلالت صفات پر اور صفات کی دلالت ذات پر ہے اول جلال میں اور دوم جمال میں ہے، اور مراد جلال سے صفات قہریہ اور جمال سے صفات لطیفہ میں اول انکشاف سے دوم مشاہدہ سے مخصوص ہے جیسا کہ وہ ہیں۔ گویا کہ صفات جلالیہ میں صفات کے چہرہ سے پردہ اٹھتا ہے جب یہ کیفیت ہوتی ہے تو بندہ کے حال میں ایک خوف وہیبت طاری ہو جاتی ہے، اور صفات جمالیہ کے ظہور میں بندہ کو ایک شوق اور سرور اس سے حاصل ہوتا ہے اور دیدہ محبت ان سے کشادہ ہو کر مشاہدہ کرتا ہے اور فرحت وسرور جسے قرۃ العین (آنکھ کی ٹھنڈک) کہتے ہیں حاصل ہوتا ہے واللہ اعلم۔ (شرح)

marfat.com

ہیں ایک جلال اور دوسرا جمال۔ پس ظہور جلال وعظمت اس خوف کو جس سے بے آرام ہوتا ہے اور اس ڈر کو جو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے اور دل پر اس عظمت کو جس کا ظہور اعضاء پر ہو جاتا ہے لاتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ نماز میں آپ کے سینہ منورہ سے بسبب شدت خوف ہانڈی کی آواز کی مانند آواز سنائی دیتی ہے، کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے جلال کو دیکھ رہے ہوتے ہیں اور آپ پر اس کی عظمت منکشف ہوتی ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رہا یہ کہ مشاہدہ جمال کیا ہے؟ تو وہ تجلی ربانی کے انوار وسرور، الطاف ولذیذ کلام اور مانوس باتیں ہیں جو دلوں میں واقع ہوتی ہیں۔ اور گراں قدر عطیات، بلند مراتب اور قرب حق کی بشارتیں ہیں جن سے ان کا امر اس کی طرف پھرتا ہے، اور اس سے گزشتہ زمانوں میں ان کی تقدیر وقسمت کا قلم خشک ہوتا ہے۔ (یہ کنایہ ہے کہ ان کی تقدیر ازلی ہیں) یہ اللہ کا فضل ورحمت ہے اور اسی کی طرف سے ان کو دنیا میں ثابت قدم رکھنا ہے، تاکہ وہ اس مدت تک پہنچیں جو وقت مقرر ومقدر ہے۔ اس لیے کہ ان کی محبت اس کی طرف شدت شوق میں حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے جس سے ان کی قوت وطاقت شکستہ ہو جائے پھر وہ ہلاک ہو جائیں یا بندگی کے لیے قیام کرنے سے کمزور ہو جائیں یہاں تک کہ ان کے پاس وہ یقین آ جائے جس کا نام موت ہے، پس اللہ تعالیٰ اپنی تجلیات کے ذریعہ ان پر لطف ورحمت فرماتا اور ان کے دلوں کی تربیت اور علاج کرتا ہے، اور ان کے دلوں کو نرم بناتا ہے (تاکہ تجلیات قہر یہ کی شدت سے محفوظ رہیں) بے شک اللہ تعالیٰ ہی حکمتوں کا دانا اور واقف حال ہے۔

ان کے ساتھ نرمی فرماتا اور بخشش ومہربانی کرتا ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ اپنے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے بوقت اقامت فرماتے تھے اے بلال ہمیں راحت وآرام دو، تاکہ نماز میں داخل ہو کر مشاہدہ جمال کریں جیسا کہ ہم نے بیان کیا اسی لیے تو آپ نے فرمایا جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ (نماز میری

marfat.com

آنکھوں کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے)

فائدہ: اس حدیث کی شرح مقالہ پنجم میں گزر چکی ہے۔ اس کلام مبارک سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو نماز میں مشاہدہ جمال اور تجلیات لطیفہ ہوتے تھے۔ یہ کیفیت بیشتر اور اکثر ہوتی تھی، اور انکشاف جلال جو سینہ مبارک میں جوش مارنے کی آواز جس طرح ہانڈی کے جوش کی آواز ہوتی ہے سماع فرمانے کا موجب ہوتا ہے۔ ایسا بہت کم اور نادر ہوتا تھا جیسا کہ گزرا، واللہ علم۔ (از شرح)

تنبیہ: حدیث شریف کے الفاظ کہ "اے بلال مجھے راحت دو" اور مفہوم حدیث دیگر کہ جعلت قرۃ عینی: دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے۔ راحت سے مراد ہجوم مہام سے رستگاری اور مناجات حق اور شہود باری سے آرام پانا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اذان کہوتا کہ نماز ادا کروں، اور اس کی ادائیگی میں جو دل کی مشغولیت اور باطنی تعلق ہے اس سے فارغ ہوں اور جو حکم ربی ہے اس کی اطاعت و امتثال امر سے بری الذمہ ہو کر راحت پاؤں۔ ان دونوں معنی میں فرق یہ ہے کہ اول میں وجود نماز اور شہود حق سے راحت پانا ہے۔ اور دوسرے میں ادائیگی ذمہ اور تعلق خاطر سے فراغت پا کر راحت حاصل کرنا ہے دونوں باتیں اپنے اپنے مقام پر درست ہیں مگر مقام اول ارفع و اعلیٰ ہے۔ فافہم (از شرح)

مقالہ دہم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ

دائرہ تعبد و امتثال امر میں کوئی متحقق و منظور نہیں ہے، مگر خدا اور تیرا نفس (اگر خدا کی اطاعت و عبادت کرنا چاہتا ہے تو نفس کی مخالفت کر اور اگر نفس کی موافقت اور اس کی اطاعت کی تو امر الٰہی کی مخالفت لازم آتی ہے) حالانکہ تم مخاطب اور امر کے مکلف ہو، اور نفس خدا کی ضد اور اس کا دشمن ہے۔ (خبردار ہونا چاہیے کہ) ہر چیز جو عالم میں

marfat.com

ہے وہ قہر وارادہ الٰہی کے تابع ہے، تو نفس بھی در حقیقت اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے، اور حقیقۃً اسی کی ملک ہے، اور بڑے بڑے دعوے کرتا ہے (جو باطل و دروغ آرزو کرتا، خواہش کرتا، اور ملنے سے اس کی لذت (یہ سب نفس کا فریب ہے) پس جب تم نے حق کی موافقت کی اور نفس کی مخالفت اور اس سے عداوت رکھی تو تم اللہ کی جانب سے اپنے نفس کے دشمن ہو جاؤ گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا یَا دَاوٗدَ اَنَا بُدُّكَ اللَّازِمُ فَالْزَمْ بُدَّكَ۔ اے داؤد میں تمہارا چارہ کار اور ساتھ رہنے والا ہوں، تو تم اپنے چارہ کار کو لازم پکڑو (اور میری رضا کے دائرہ سے باہر نہ جاؤ) حقیقۃً بندگی یہی ہے کہ تم میری طرف سے اپنے نفس پر دشمن اور خصم بن جاؤ۔ اس وقت تمہارا خالص اللہ کی دوستی رکھنا ثابت ہوگا، اور خالص اُسی کے لیے تمہاری بندگی محقق ہوگی، اس وقت تمہارے پاس قسمتیں یعنی رزق[1] و نعمتیں خواہ وہ صوری ہوں یا معنوی، جسمانی ہوں یا روحانی، جو بھی مقدر ہوگا، صاف و پسندیدہ اور پاکیزہ ہو کر آئیں گی اور تم قوی مکرم ہو جاؤ گے اور تمام اشیاء (خواہ انسان ہوں یا ان کے سواء) سب تمہاری اطاعت و فرمانبرداری کریں گے۔ (اور ان میں تمہارا فعل و تصرف نافذ ہوگا) اور تمہیں معظم و بزرگ جائیں گے۔ اس لیے کہ تمام اشیاء اپنے رب کی اطاعت گزار اور فرمانبردار ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و ان من شی الا یسبح بحمدہ کوئی شے ایسی نہیں مگر یہ کہ وہ اس کی حمد و تسبیح کرتی ہے۔ لیکن یہ کہ تمہیں ان کی تسبیح کی سمجھ نہیں، کہ کیونکر وہ اس کا ذکر اور بندگی کرتی ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَقَالَ لَهَا لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا وَّكَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ۔ پروردگار عالم نے آسمان و زمین پیدا فرمانے کے بعد

1- رزق کی تین قسمیں ہیں ایک رحمت عامہ جس کی اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کے لیے ضمانت لی ہے اور اپنے ذمہ کرم پر لازم کیا ہے، کیونکہ رب العالمین ہے، دوسرے موعود جو صرف متقیوں کے لیے رکھی گئی ہے اور ان سے وعدہ فرمایا کہ یقیناً بغیر غم و فکر کے پہنچے گا۔ تیسرے مقسوم جو دونوں قسموں کو اسی قدر پہنچے گا جتنی قسمت میں ہے اس میں زیادتی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ (از شارح)

marfat.com

دونوں سے فرمایا میرے حضور حاضر ہو، خواہ فرمانبرداری کے ساتھ یا ناپسندیدگی سے۔ دونوں نے عرض کیا ہم فرمانبردار ہو کر حاضر ہیں۔ (یقیناً جب تم نے امر حق کی موافقت اور ہوائے نفس کی مخالفت کی، تو تم اللہ تعالیٰ کے محبوب، دوست اور اس کے بندہ خاص ہو جاؤ گے۔ اور اس کے نزدیک تم معزز و مکرم ہو جاؤ گے۔ تو تمام اشیاء بھی تعظیم و تکریم کریں گی اور تمہاری خدمت بجالائیں گی۔ چونکہ جب مولیٰ اس جانب ہو جائے گا تو تمام خدام بھی اسی طرف ہو جائیں گے۔ اس کے بعد پھر نصیحت میں تاکید و مبالغہ کرتے ہیں۔ تاکہ نفس کی مخالفت کی جائے چنانچہ فرماتے ہیں) (شرح)

پس بندگی اور کامل بندگی اپنے نفس اور اس کی خواہش کی مخالفت میں ہی ہے۔ لہٰذا ہوائے نفس کی پیروی نہ کرو، کہیں تم کو اللہ کی راہ سے گمراہ اور بھٹکا نہ دے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے (حدیث قدسی میں حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے) فرمایا اپنی آرزو کو چھوڑو، اس لیے کہ میرے ملک میں کوئی مجھ سے جھگڑا کرنے والا جھگڑالو نہیں ہے بجز ہوائے نفس کے۔ (ملک میں نزاع اور جھگڑا کرنے سے مراد مخالفت امر اور سرکشی کرنا ہے کہ یہ قسم کا خدائی دعویٰ کرنا ہے۔ چنانچہ بعض متمرد و سرکش اور احمق لوگوں نے صحیح طور پر ایسا دعویٰ بھی کیا جیسے کہ فرعون نے کہا: اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلیٰ وَمَنْ اِلٰهٌ غَیْرِیْ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں میرے سوا کون معبود ہے"۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے ہوائے نفس کا اتباع اور اس کی موافقت کا صدور ناممکن ہے لیکن اس قسم کی تلقین فرمانا دراصل تاکید و مبالغہ اور امت کو زجر و منع کرنا ہے، تاکہ خبردار ہو جائے اور اس دلدل میں نہ پھنسے۔ (از شرح)

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ سے یہ حکایت مشہور ہے کہ جب انہوں نے خواب میں رب العزت کو دیکھا تو عرض کیا تیری طرف وصول کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا "اپنے نفس کو چھوڑ دو پھر آؤ" بایزید فرماتے ہیں کہ میں اپنے نفس سے باہر آ گیا جیسے کہ سانپ اپنی کینچلی سے باہر آ جاتا ہے۔ تو اب ساری نیکی ہر حالت میں سراسر نفس کی

marfat.com

دشمنی میں ہے۔ پس اب اگر تم تقوے کی حالت میں ہو (اور عمل ظاہر شریعت کے موافق ہے) تو نفس کی مخالفت کرو، اور خلق کے حرام اور مشتبہ مال اور ان کے احسان اور ان پر اعتماد و بھروسہ اور ان سے راہ و رسم اور ان سے خوف و امید اور ان کے حقیر دنیاوی مال کی طمع سے پرہیز کرو۔ لہٰذا ان کی داد دہش کے خواہشمند نہ ہو، خواہ وہ بطریق ہدیہ ہو یا بطریق زکوٰۃ، صدقہ، کفارہ یا نذر[1] وغیرہ ہو۔ تمہیں چاہیے کہ خلق سے تمام وجوہ و اسباب سے اپنے قصد و توجہ کو ہٹا لو، یہاں تک کہ اگر تمہارا کوئی مالدار قریبی رشتہ دار ہو، تو اس کی موت کی تمنا نہ کرو، تا کہ تم اس کے مال کے وارث ہو جاؤ (اگرچہ مال وراثت بے اختیار رو اصل ہو جاتا ہے لیکن چاہنا اور آرزو کرنا تو اختیار سے ہے یہ منع ہے) تو بکوشش خلق سے کنارہ کش ہو جاؤ اور ان کو اپنے اعتقاد میں مثل دروازہ کے بنا لو، جو کھولا جاتا اور بند کیا جاتا ہے (اور خود بخود نہ کھلتا ہے، نہ بند ہوتا ہے بلکہ کوئی دوسرا اسے کھولتا اور بند کرتا ہے) اور خلق کو درخت کی مانند سمجھو کہ کبھی اس سے پھل پاتے ہو، اور کبھی خالی۔ (یعنی خلق کے کاروبار ایک طریقہ اور ایک حال میں نہیں ہیں تو ان پر بھروسہ کیونکر کیا جا سکتا ہے) کیونکہ خلق کے تمام احوال فاعل کے فعل، اور مدبر کی تدبیر سے انجام پذیر ہوتے ہیں اور وہ فاعل و مدبر اللہ عزوجل ہے، تا کہ تم رب تعالیٰ کو یکتا مان کر موحد ہو جاؤ۔

ایسا اعتقاد رکھنے کے باوجود اسے فراموش نہ کرنا کہ خلق کسب یعنی کماتی بھی ہے (یعنی اپنے اختیار سے عمل بھی کرتی ہے) تا کہ مذہب[2] جبریہ سے خلاصی پاؤ۔ ہاں یہ اعتقاد رکھو کہ بغیر قدرت الٰہی کے بندوں کے افعال پورے نہیں ہوتے تا کہ تم ان کو معبود جان کر پرستش نہ کرنے لگو، اور خدا کو فراموش کر جاؤ۔ اور یہ بھی اعتقاد نہ رکھو کہ

1۔ ہدیہ اور صدقہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہدیہ کو بطریق تواضع، اعزاز و اکرام دیتے ہیں اور صدقہ وہ ہے جو فقیروں کو بسبیل رحم و مہربانی دیتے ہیں۔ اور کفارہ وہ ہے جو قسم اور روزہ وغیرہ کے بدلے میں دیتے ہیں، اور نذر یہ ہے کہ خدا کیلئے اپنے اوپر کسی طاعت یا مال مباح کو لازم کر لیں۔ (از شرح)

2۔ مذہب جبریہ والے کہتے ہیں کہ فعل میں بندہ کو قطعاً اختیار و دخل نہیں ہے۔ ان کی حرکت پتھروں کی مانند ہے۔

marfat.com

خلق کے افعال محض ان کی قدرت سے بغیر قدرت الٰہی کے ہیں۔ (اگر ایسا اعتقاد رکھا) تو تم کافر ہو کر قدری بن جاؤ گے لیکن یہ کہو اور اعتقاد رکھو کہ افعال خلق کی پیدائش و تخلیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بندہ کے لیے کسب ہے (یہ مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے، جو جبر و قدر کے مابین ہے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے استاد اہل معرفت، امام بحق ناطق ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ وعلیٰ آبا الکرام التحیہ والسلام اپنے کلام میں فرماتے ہیں کہ لَا جَبرَ وَلَا قَدرَ وَلٰکِن اَمرٌ بَینَ اَمرَینِ۔ (از شرح) جس طرح کہ بندوں کے اعمال کے ثواب وعذاب کی جزاء کے بیان میں کتب شریعت میں شارع علیہ السلام سے مروی ہیں تو بندوں کے بارے میں امر الٰہی کی فرمانبرداری کرو، اور اس کے حکم کے ساتھ بندوں سے اپنی قسمت جدا کرو۔ لہٰذا اللہ کا حکم تمہارے اوپر اور دیگر بندوں کے اُوپر قائم ونافذ ہے۔ پس تم خود ہی اپنے پر حاکم نہ ہو۔ اور بندوں کے ساتھ تمہارا ہونا امر تقدیری ہے۔ (نفع وضرر، خیر وشر کا دیکھنا مستلزم اثبات خلق اور قدرت الٰہی ہے) اور دعوئے قدرت ایک ظلمت یعنی شرک کی تاریکی ہے، تو چاہیے کہ اللہ کی حاکمیت اور کتاب وسنت رسول اللہ کے چراغ کے ہاتھ میں لے کر اس قدر کی ظلمت میں داخل ہو (کیونکہ قدر ظلمت ہے) اور ان دونوں سے تجاوز نہ کرو۔

اگر کوئی دل میں اندیشہ گزرے یا وسوسہ پایا جائے تو ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے موازنہ کرو۔ پس اگر تم (اس خطرہ اور وسوسہ کو) ان دونوں میں حرام کیا ہوا پاؤ مثلاً اگر تمہارا دل زنا، یا سود سے آلودہ ہو، یا فساق وفجار وغیرہ گناہگاروں سے ملنے جلنے کو چاہے۔ تو اس سے دور رہو، اور اس خیال کو چھوڑ دو اسے قبول نہ کرو اور نہ اس پر عمل کرو۔ اس کا کلیۃً مقاطع کرکے جان لو کہ یہ مردود شیطان کی طرف سے ہے۔ لیکن اگر اس خیال کو کتاب وسنت میں مباح پاؤ مثلاً کھانے، پینے، پہننے اور جماع وغیرہ کرنے کی مباح خواہشیں ہوں، تو ان سے بھی دور رہو، انہیں قبول نہ کرو، اور سمجھ لو کہ یہ نفس کا الہام اور اس کی خواہش ہے کیونکہ تمہیں نفس کی مخالفت اور اس کی عداوت کا

marfat.com

حکم دیا گیا ہے۔ اور اگر تم اس خیال کو کتاب و سنت میں حرام یا مباح نہ پاؤ بلکہ تم اسے ایسا پاؤ کہ یہ نہ جان سکو کہ یہ حرام ہے یا مباح، تاکہ حکم کر سکو کہ یہ شیطان، یا نفس کی طرف سے ہے، مثلاً تم سے دل یہ کہے کہ فلاں فلاں مقام پہنچو، یا فلاں فلاں مرد صالح سے ملاقات کرو، حالانکہ تمہیں نہ اس جگہ پہنچنے کی ضرورت ہے، اور نہ اس مرد صالح سے ملاقات کی حاجت، اس لیے کہ تم اس سے مستغنی ہو۔ یا یہ کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے علم و معرفت کی نعمت سے پہلے ہی نواز رکھا ہے، تو اس وقت تم توقف کرو، اور اس طرف جلدی نہ کرو، اور اپنے دل سے کہو کہ کیا یہ خدا کی طرف سے الہام ہے جس پر عمل کروں؟ بلکہ ایک لحظہ تامل و توقف کرو (پھر جب یہ معلوم ہو جائے کہ یہ) خدائے عزوجل کی طرف سے ہے، بایں طور کہ یہ الہام بار بار ہو، اور بسرعت بجالانے کا حکم دیا جائے، یا وہ علامت ظاہر ہو، جو اہل علم اور عارف باللہ کو ہوتا ہے جسے اولیاء کرام، اور وہ ابدال جنہیں اللہ کی نصرت و تائید حاصل ہے، انہیں حضرات کی عقلیں ہی جانتی ہیں۔ (تب اس پر عمل کرنا چاہیے) اور اس میں اس لیے جلدی نہ کرنی چاہیے کہ تم نہیں جانتے کہ اس کا انجام کیا ہے اور یہ معلوم نہیں کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ آیا اس میں اللہ کی جانب سے فتنہ ہے یا ہلاکت یا کوئی اور خفیہ تدبیر و آزمائش۔ لہٰذا لازم ہے کہ تم اس وقت تک صبر کرو جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ الہام اللہ کی جانب سے ہے، اور وہی تمہارے دل میں فاعل یعنی برانگیز کرنے والے پس جب فعل نکھر کر سامنے آجائے گا، تو تم اسے برداشت کر سکو گے، اور اگر وہ فتنہ ہوا تو تم سہار سکو گے اور خود تم اس میں محفوظ برداشت کرنے والے ہو گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فعل پر تم کو سزا نہیں دے گا۔ عذاب تو اس وقت دیتا ہے جب تمہارا اس میں عمل و دخل اور خواہش و ارادہ ہو۔ اور اگر تم حقیقت کے حال میں ہوئے، تو یہ حالت ولایت کی ہے۔ لہٰذا اپنے ہوائے نفس کی مخالفت کرو، اور مکمل طور پر امر الٰہی کی پیروی کرو۔

اب امر کے اتباع کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ دنیا سے اتنا ہی لیا جائے جس

marfat.com

سے تقوم بدن ہو سکے۔تو یہ نفس کا حق ہے (اور اس کا ترک کرنا نفس پر ظلم ہے) البتہ حظ نفس (یعنی بھرپور دنیا سے حاصل کرنا اور نفس کو آرام و آسائش پہنچانا) تو اسے ترک کرو، صرف فرض کو ادا کرو (اور اس کو بھی جو سنت ہو کہ وہ فرض سے ملحق ہے) اور ظاہری و باطنی گناہوں کے چھوڑنے میں مشغول ہو جاؤ۔

دوسری قسم اتباع امر کی وہ ہے جو باطنی امر سے تعلق رکھتی ہے، وہ اللہ کا ہی حکم ہے، جسے بندہ کو کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔یہ حکم اس مباح میں متحقق ہوتا ہے جس کے لیے شریعت میں کوئی حکم نہ ہو۔یعنی وہ اس زمرہ میں نہ ہو جس سے نہی (ممانعت) متعلق ہے، اور نہ وہ از قبیل امر واجب ہو۔ ہر وہ حقیقت جسے شریعت نے مردود قرار دیا ہے، اس پر اعتقاد و عمل زندقہ ہے (یعنی اگر کسی کو شریعت کے خلاف کشف ہو اور اُسے ادعائے امر ہو، تو وہ باطل ہے، اور اگر اس پر اعتقاد رکھے، تو کافر و زندیق ہو جاتا ہے۔نعوذ باللہ من ذالک۔ہاں اگر وہ کشف امر مباح میں ہو کہ شریعت مطہرہ نے اس میں کوئی حکم نہ دیا ہو، تو یہ امر باطنی کے ساتھ مامور کیا گیا ہے، سو یہ جائز ہے چنانچہ فرماتے ہیں) بلکہ مباح ایک شے مہمل ہے کہ بندہ کے اختیار و قدرت پر چھوڑ دیا گیا ہے (جس میں نہ امر وجوبی ہے نہ وہ منہی عنہ ہے) اس کا نام مباح رکھا گیا ہے۔تو بندہ کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کی طرف سے مباح میں کچھ نئی بات پیدا نہ کرے، بلکہ اس میں بھی امر الٰہی کا انتظار کرے۔پھر جب اس کا حکم دیا جائے تو فرمانبرداری کرے۔ اس وقت بندہ کے حرکات و سکنات اللہ کی جانب سے ایسے ہو جائیں گے جیسے کہ شرع میں ہیں اس کا حکم ایسا ہی ہوگا جیسا کہ امر شرعی میں ہے۔اور ہر وہ چیز جس کا حکم شریعت میں نہیں ہے، پس اس کا حکم باطن میں ہوگا۔اس وقت وہ عامل بندہ ثابت اور صاحب حقیقت میں سے ہو جائے گا۔لیکن جس کا حکم باطن میں بھی نہ ہو، تو وہ حالت تسلیم یعنی بجالانے میں صرف فعل ہے۔(یعنی وہ فعل الٰہی اور تقدیر محض ہے۔جب بندہ اپنے تمام ارادوں اور خواہشوں سے باہر آ جاتا ہے۔اور فانی ہو جاتا ہے، اور علم

marfat.com

وتقدیر الٰہی کے اجراء سے نکل جاتا ہے، اس وقت بندہ تیسری حالت میں داخل ہو جاتا ہے، جس کی طرف حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ اشارہ فرماتے ہیں) اور اگر تم ''حق الحق'' کی حالت میں، جو محو وفنا کی حالت ہے، تو یہ حالت ''اللہ کے لیے شکستہ قلوب'' ابدال ہے (کہ وہ حق میں فنا ہو کر اسی کے فعل وارادہ بن گئے) یہی لوگ موحد، عارف کامل اور صاحب علم وعقل، سردارِ امراء وحکام شہر، نگہبان خلق، نائب خدا، محب خاص، پیارے اور اس کے محبوب ہیں، اللہ تعالیٰ کا ان پر سلام ہو۔

پس اس حالت میں امر کی پیروی خاص اپنی ہی مخالفت اور اپنی قوت وطاقت سے بیزاری کا اظہار کر کے ہوگی۔ اور یہ کہ دنیا وآخرت میں اپنے لیے قطعاً کوئی ارادہ قصد کسی چیز میں نہ ہوگا۔ پس تم بادشاہ (اللہ تعالیٰ) کے بندے ہو گے، نہ کہ بادشاہی یعنی مخلوق کے بندے۔ یوں ہی امر کے بندے ہو گے، نہ کہ ہوائے نفس کے بندے۔ جیسا کہ بچہ دایہ کے ہاتھ میں، یا مردہ غسال کے ہاتھ میں یا وہ مریض جو مفلوج الاعضاء ہو طبیب کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ (اسی طرح تم اللہ تعالیٰ کے دست رحمت میں) امر ونہی کے ماسواء میں ہو گے۔

مقالہ یازدہم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ

جب تم پر محتاجی کی حالت میں جماع کی رغبت، یا نکاح کے میلان ڈالا جائے اور تم اس بارِ گراں کی برداشت نہ پاؤ، تو تم اس وقت تک اس سے صبر کرو، جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشادگی نہ ہو۔ یا اللہ تعالیٰ اس رغبت کو زائل اور اس میلان کو تم سے دفع فرمادے گا، اپنی اس قدرت کے ساتھ جس سے تم پر یہ ڈالی یا تم میں اسے پیدا کیا پھر وہی تمہاری مدد فرمائے گا اور اس بارِ گراں کے برداشت کی طاقت مرحمت فرمائے گا۔ یہ ایصال مطلوب تم پر اس کا احسان، تحفہ اور کفایت کرنے والا ہوگا۔ پھر نہ تو دنیا

marfat.com

میں تم پر بوجھ ہوگا، اور نہ آخرت میں مشقت میں مبتلاء کرے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ تمہارے اس صبر، اور اپنی قسمت پر راضی رہنے کی وجہ سے تمہارا نام صابر اور شاکر (شکر کرنے والا) رکھے گا پھر اللہ تعالیٰ تمہیں معصیت سے حفاظت اور طاعت پر توانائی زیادہ فرمائے گا۔ پھر اگر اس صبر کرنے کے بعد تمہاری قسمت میں ہوگا تو وہ ضرور پہنچائے گا اور درانحالیکہ تم کفایت کرنے والے اور برکت پانے والے ہو گئے۔ پس وہ صبر، شکر میں بدل دے گا (چونکہ صبر میں تلخی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے نکال کر مقام رضا پر فائز فرمائے گا) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے والوں پر بخشش وعطا میں زیادتی کا وعدہ فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔

ترجمہ: اگر تم نے شکر کیا تو یقیناً اور زیادہ کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

اور اگر وہ تمہاری قسمت میں نہیں ہے، تو اس سے بے نیازی (غنا) اور دل سے اسے نکال پھینکنا، خواہ دل چاہے یا نہ چاہے بہتر ہے۔ اور صبر کو لازم کر کے ہوائے نفس کی مخالفت کرو، امر الٰہی کا قلادہ گردن میں ڈال کر قضاء وقدر پر راضی ہو جاؤ۔ اور بایں سبب اللہ تعالیٰ کے فضل وعطاء کے امیدوار ہو جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو بلا حساب انکا پورا پورا اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔

مقالہ دوازدہم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

جب اللہ تعالیٰ تمہیں مال عطا فرمائے اور تم اس مال سے محبت کر کے اس کی طاعت سے روگرداں ہو جاؤ، تو وہ تم کو بایں سبب اپنے قرب وحضور اور رحمت سے

marfat.com

دنیاوآخرت میں دور و محجوب کر دے گا۔ اور بہت جلد حال بدلکر تمہیں محتاج وفقیر بنا دے گا یہ تمہاری سزا ہوگی کہ کیوں تم منعم سے انحراف کر کے اس کی نعمت میں مشغول ہو گئے اور اگر تم نے اس کی فرمانبرداری کی، اور مال سے علاقہ نہ رکھا، تب اللہ تعالیٰ اس مال کو عطاء و بخشش بنا دے گا۔ اور اس میں ایک ذرہ بھی کم نہ کرے گا۔ اور یہ مال تمہارا خادم، اور تم مولیٰ کے خادم ہو گے۔ پھر تم دنیا میں ناز و نعمت سے عیش کرو گے اور آخرت میں خوشحال اور مکرم ہو کر جنّت میں صدیقین اور شہداء و صالحین کے ساتھ تمہارا مسکن ہوگا۔

مقالہ سیزدہم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

نعمت کو حاصل کرنے اور بلا کو دور کرنے میں مشغول نہ ہو، کیونکہ اگر تمہاری قسمت میں ہے، تو نعمتیں ضرور پہنچیں گی، خواہ تم اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو، یا اس کو تم ناپسند کرو۔ (اسی طرح) بلائیں بھی بہر حال پہنچیں گی، اگر تمہاری تقدیر میں اسے تم پر پہنچنا ہے، خواہ تم اسے ناپسند کرو، اسے دعاؤں کے ذریعہ دور کرنے کی کوشش کرو، یا خواہ صبر کرو، اور مولیٰ کے رضا کی جلدی کرو۔ بلکہ لازم ہے کہ بہر حال میں قضاء وقدر کے آگے اپنا سر جھکا دو۔ پس اگر تم نعمتیں پاؤ تو شکر میں مشغول ہو جاؤ اور اگر بلائیں پہنچیں، تو خواہ بتکلف صبر کرو یا بے تکلف صبر کرو، یا بلاء میں معدوم وفنا ہو جاؤ، جیسی بھی تمہارے حال کی کیفیت ہوگی اسی طرح پر جگہ بجگہ لیجا کر راہ مولیٰ کے ان مقامات کی سیر کرائی جائے گی، جس کی طاعت ومحبت اور دوستی کے ساتھ پیوست کر کے حکم دیا گیا ہے تاکہ "رفیق اعلیٰ" تک رسائی حاصل کرلو۔[1]

---

[1] "رفیق اعلیٰ" سے جماعت انبیاء ومرسلین اور ملاء اعلیٰ کے ملائکہ مراد ہے۔ اور بعض نے حدیث مبارک "اخترت الرفیق الاعلیٰ" میں ذات باری تعالیٰ مراد لی ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا "رفیق" رفق سے ماخوذ ہے، مراد اللہ تعالیٰ کی رفاقت اور رحمت ہے۔ (از شرح)

marfat.com

اس وقت تم اس مقام پر فائز ہو گے جو گزرا۔ اور جو صدیقین، شہداء، اور صالحین کے مقام میں گزرا۔ میری مراد اس سے "علیِ اعلیٰ" (بہت زیادہ بلند) کے بہت زیادہ قریب ہونا ہے، تا کہ تم ان حضرات قدس کے مقامات کی سیر کرسکو جو تم سے پہلے بارگاہ الٰہی جل جلالہ، وعز سلطانہ تک پہنچ گئے ہیں، اور تم اس سے زیادہ نزدیک ہو، اور تم تازہ بتازہ نعمتیں اور مسرت و امن اور عزت و خوشی اس کے قرب میں پاؤ۔ تم بلاؤں کو چھوڑ دو تا کہ زیارت کریں، ان کا راستہ چھوڑ دو تا کہ بلائیں پہنچیں تم دعاؤں کے زریعہ ان کے رُخ پر حائل نہ ہو۔ (اس میں اشارہ ہے کہ بلاء گویا کوئی شخص ہے جو تمہاری زیارت و ملاقات کے لیے آتا ہے، اور اس کے نازل ہونے میں حکمتیں پنہاں ہیں) تم ان کے آنے اور قریب ہونے سے آہ وزاری نہ کروَ، اور ان کی آفتوں سے مت ڈرو، کیونکہ ان کی آگ جہنم کی لپٹ مارنے والی آگ سے زیادہ بڑی نہیں ہے، حالانکہ یہ ثابت شدہ ہے اس حدیث میں جو خیر البریہ اور زمین نے جسے اُٹھایا، اور آسمان نے جس پر سایہ کیا۔

ان سب سے بہتر وافضل یعنی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا بے شک جہنم کی آگ مومن سے کہتی ہے، اے مومن جلدی گزر جا، بے شک تیرے نور سے میری لپٹیں سرد ہوتی ہیں۔ پس کیا مومن کا وہ نور جس سے جہنم کی آگ کی لپٹیں سرد پڑیں، اگر اپنے اس نور کے ساتھ دنیا میں رہے، وہ وہ نور ہے، جس سے مطیع و عاصی ایک دوسرے سے ممتاز و جدا ہوتے ہیں، تو یہی نور بلاؤں کی لپٹوں کو سرد کر دیتا ہے، اور تمہارے صبر کی برودت اور تمہاری مولیٰ سے موافقت چاہیے کہ انہیں جما دے، اور جو تم پر بلا کی سوزش ہے انہیں ٹھہرا دے۔ حالانکہ یہ تمہاری طرف نزدیکی کا پیام ہے اب جان لیا ہوگا کہ بلائیں تمہیں ہلاک کرنے کے لیے نہیں آتیں لیکن اس لیے کہ تمہیں آزمائیں اور تمہارے ایمان کی صحت ثابت ہو، اور تمہارے یقین کی بنیاد کو قوی کرے اور بشارت دے کہ تمہارا دل مولیٰ کی طرف ہے، اور مولیٰ تمہارے صبر و شکر

marfat.com

سے اپنی رضا و خوشنودی کا اظہار فرمائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ضرور بالضرور تم کو آزماؤں گا تا کہ پتہ لگ جائے کہ تم میں کون مجاہد ہے اور کون صابر۔ اور تمہاری خبروں کو ہم تمہارے عمل سے آزماتے اور حسن و قبح ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ تمہارا ایمان حق کے ساتھ ہے اور تم نے اس کے فعل میں اپنے کامل یقین کے ساتھ موافقت دکھادی اور یہ سب کچھ خدا کی توفیق اور اسی کے فضل و احسان کی وجہ سے ہوا ہے، تو اب تم ہمیشہ کے لیے صابر، موافق اور مسلم بن گئے۔ تو اب تم نہ اپنے لیے اور نہ کسی دوسرے کے لیے کوئی بھی نئی بات پیدا نہ کرو، جس کی وجہ سے امر و نہی سے باہر نکال دے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہو، تو گوش ہوش سے سنو، اور فرمانبرداری میں سرعت کرو، اور جلدی کرو، قوت دکھاؤ، عمل کرو بیٹھے نہ رہو، اور صرف تقدیر اور فعل الٰہی کے سپرد نہ کرو (یعنی عمل میں کوشش کرو، تا کہ جبریت کی گمراہی کے گڑھے میں نہ گر جاؤ) بلکہ اپنی کوشش اور طاقت کو امر کی ادائیگی میں صرف کرو۔ اب اگر تم عاجز رہے (اور کوشش و سعی کے باجود کما حقہ امر بجالا سکے) تو اب اپنے مولیٰ کی طرف پناہ لو اور اس سے التجا و گریہ زاری کر کے عذر خواہی کرو۔ پھر ادائے امر سے جو عاجز رہے ہو اس کے اسباب کی تفتیش و جستجو کرو، اور اس کی بندگی کی شرافت و عزت سے جوڑ کے رہے ہو اس کا سبب دریافت کرو۔ ممکن ہے یہ تمہاری دعاؤں کی بدولت (کہ اس میں دروغ کی آمیزش ہو) یا طاعت میں بے ادبی کی وجہ سے، یا اپنی حماقت و بکی اور شتابی و سستی کے سبب، یا اپنی قوت و قدرت پر بھروسہ اور گھمنڈ کر لینے کی وجہ یا اپنے عمل پر خود ہی غرور کیا ہو، یا اپنے نفس کو یا کسی اور مخلوق کو خدا کا شریک بنا لینے کے سبب سے ہو، جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اپنے دروازہ سے تمہیں روک دیا اور اپنی بندگی و خدمت سے تمہیں معزول کر دیا، اور اپنی توفیق کی مدد کو تم سے جدا کر لیا اور تم سے اپنا روئے مہربانی پھیر لیا۔ اور دشمن جانا، اور غصہ کا اظہار کیا، اور تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ یہ تمام باتیں اپنے مولیٰ سے غافل کر دیتی اور اس نظر کرم سے گرا دیتی ہیں جس

marfat.com

سے تمہیں پیدا کیا، پرورش کی، اور مال وجاہ اور مرتبہ عطا کیا۔ اے مومن! تم خوف زدہ رہو، تاکہ تم کو اپنے مولیٰ کے سوا کسی دوسرے مولیٰ کے ساتھ مشغول نہ کردے۔ خبردار! تمہارے مولیٰ کے سوا جو کچھ بھی ہے، وہ اس کا غیر ہے، پس اپنے پر کسی غیر کو اثر انداز نہ کرو، کیونکہ اللہ نے تمہیں اپنی ہی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے تو اپنی جان پر ظلم نہ کرو کہ اس کے حکم سے رُوگردانی کر کے غیر کے ساتھ شغل رکھو۔ پھر وہ تمہیں اس آگ میں جھونک دے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس وقت تم شرمندہ ہو گے، حالانکہ وہ شرمندگی کچھ نفع نہ دے گی، تم مدد کو پکارو گے پس کوئی پہنچنے والا نہ ہوگا اور خوشنودی کو تلاش کرو گے، کوئی خوش نہ کر سکے گا۔ پھر تم دنیا میں لوٹنا چاہو گے تاکہ تلافی کرو، اور اصلاح کر کے نیک بنو، مگر لوٹ نہ سکو گے۔ اپنی جان پر رحم کرو، اس پر مہربانی اور شفقت کرو، اور جو آلات وہتھیار مولیٰ نے عطا فرمائے ہیں، انہیں اپنے مولیٰ کی طاعت میں عقل، ایمان، معرفت اور علم سے استعمال کرو، اور ان کے انوار سے اقدار کی تاریکی کو روشن کرو، اور امر ونہی پر مضبوطی سے عمل کرو، ان دونوں کے ذریعہ اپنے مولیٰ کی راہ میں چلو، اور جو ان دونوں کے ماسواء ہے اسے اس کے سپرد کرو جس نے تمہیں پیدا کیا، اور نشو ونما کی۔ پس اپنے اس خالق کی جس نے مٹی سے تمہیں پیدا کیا، اور تمہاری پرورش کی، پھر نطفہ سے ایک معتدل قوی مرد بنایا، تو اس کا کفر اور نافرمانی نہ کرو، اور اس کے حکم کے سوا کسی اور کا ارادہ نہ کرو، اور اس کی نہی کے سواء کسی چیز سے ناخوش نہ ہو، اور اسی مراد کے ساتھ دنیا وآخرت میں قناعت کرو، اور صرف نہی کو ہی دنیا وآخرت میں مکروہ جانو۔ پس ہر مراد اسی مراد یعنی امر کے تابع ہو، اور ہر کراہت اسی مکروہ یعنی نہی کے تابع۔ پس جب تم امر الٰہی کے ہو گے تو ساری کائنات تمہارے حکم میں ہو گی۔ اور جب اسکی نہی کو مکروہ جانا تو تم سے تمام مکروہات دور بھاگیں گی، خواہ تم کہیں بھی ہو، اور کہیں بھی مقیم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کتب (سابقہ) میں فرمایا، اے ابن آدم میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں کسی شے کو کہتا ہوں ہو جا! تو

marfat.com

وہ ہو جاتی ہے۔تو تم میری فرمانبرداری کرو، تاکہ میں تمہیں اس صفت سے نوازوں کہ تم کسی شے سے کہو کُن (ہو جا) فَیَکُونُ (تو وہ ہو جائے)۔اور اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا، اے دنیا جس نے میری خدمت کی تو اس کی خدمت کر اور جس نے تیری خدمت کی، تو اسے سختی میں رکھ۔ پھر جب اللہ کی نہی آئے تو تم ایسے ہو جاؤ جیسے کہ تمہارے جوڑ ڈھلے، حواس ست دل شگافتہ، دل تنگ، مردہ جسم، ہوائے نفس سے دور، علامات بشریہ معدوم، نشانہائے طبیعت نابود، اثر میلان وشہودت فراموش کردہ، اندھیرے صحن والا، بنیادیں ویران شدہ، خالی گھر والا، چھت گری ہوئی، حواس میں نہ ادراک ہو نہ نشان۔اس وقت تمہاری سماعت (کان یا سننا) ایسی ہو کہ گویا بہرے ہو۔ اور بہرے ہی پیدا کیے گئے ہو۔اور تمہاری بصارت (آنکھ یا بینائی) پر گویا پردہ پڑا ہوا ہے، آشوب چشم ہے، گویا مادرزاد اندھے ہو اور تمہارے ہونٹ ایسے ہوں گویا ان میں زخم اور پھوڑے ہیں، اور تمہاری زبان ایسی ہو گویا وہ کند اور گونگی ہے، اور تمہارے دانت گویا ان میں پیپ بھرے ہوئے زخم اور ان میں شدت کا درد ہے، اور تمہارے ہاتھ گویا کہ شل ہیں، اور پکڑنے سے لاچار ہیں اور تمہارے پاؤں گویا ان میں اضطراب، لرزہ اور زخم ہیں، اور تمہاری شرمگاہ گویا وہ نامرد ہے اور کسی کام کے قابل نہیں ہے، اور تمہارا شکم (پیٹ) گویا وہ بھرا ہوا ہے اور کھانے سے مستغنی ہے، اور تمہاری عقل گویا وہ مجنون اور فاسد ہے، اور تمہارا جسم گویا مردہ ہے اور قبر کی طرف لے جا رہا ہے۔ سننا اور جلدی کرنا صرف امر میں ہو، اور بیٹھنا اور ست ہونا اور کوتاہی کرنا صرف نہی میں ہو۔اور خود کو مردہ جاننا اور معدوم سمجھنا اور فانی ہونا تقدیر اور فعل الٰہی میں ہو۔تو اے مومن! اس شربت کو پی، اور اس دوا سے علاج کر، اور اس غذا سے تقویت حاصل کر کہ شکم سیر ہو، اور شفاء پائے صحتمند ہو، تمام گناہوں سے اور ہوائے نفس کی بیماریوں سے۔(باذن اللہ تعالیٰ)

marfat.com

مقالہ چہارم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

اے ہوائے نفس کے مالکو! طالبان حق اور واصل باللہ قوم کی حالت کا دعویٰ مت کرو۔ تم تو ہوائے نفس کو پوجتے ہو، حالانکہ وہ مولیٰ کے بندے اور غلام ہیں۔ تمہاری نسبت اور چاہت تو دنیا میں ہے (کہ تمہارے مال و منال اور جاہ و منصب ملے) اور اس گروہ باصفاء کی رغبت عقبیٰ اور آخرت میں ہے۔ تم دنیا کو دیکھتے ہو، اور وہ آسمان و زمین کے رب کو دیکھتے ہیں۔ اور تمہاری محبت خلق سے ہے اور ان کی محبت حق سے ہے۔ اور تمہارا دل جو زمین میں ہے اس میں اٹکا ہوا ہے، اور ان کے قلوب رب عرش سے تعلق رکھتے ہیں۔ تمہاری حالت تو یہ ہے کہ جو تمہیں دیکھتا ہے وہ تم کو شکار کر لیتا ہے، اور وہ اُسے نہیں دیکھتے جسے تم دیکھتے ہو، بلکہ اشیاء کے پیدا کرنے والے کو دیکھتے ہیں، حالانکہ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ بچشم سر) دکھائی نہیں دیتا۔ پس وہ گروہِ باصفاء تو کامیاب ہو گیا اور ان کو دنیا و آخرت میں نجات حاصل ہو گئی، مگر تم دنیا کی حرصوں اور اس کی خواہشوں میں پھنس کر قیدی بنے رہے، لیکن وہ قوم خلق، ہوائے نفس ارادہ اور آرزو سے فانی ہو گئی، اور وہ بلند و بالا بادشاہ تک پہنچ گئی۔ پھر اس مولیٰ نے ان کو اس غرض و غایت پر واقف کر دیا جو انہیں منظور تھا۔ وہ طاعت، حمد، ثنا، اور شکر ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے نوازتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے لازم کر کے اللہ کی توفیق اور اس کی بے رنج مشقت آسانی سے ہمیشہ کرتے رہے۔ اب گویا طاعت ان کی روح اور غذا بن گئی، اور اس وقت دنیا ان کے حق میں نعمت و سرور بن گئی گویا دنیا ان کے لیے جنت ہے، اس لیے کہ جب وہ کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو اس سے پہلے اس کے فاعل کو دیکھ لیتے ہیں جس نے اسے پیدا کیا، اور پروان چڑھایا، تو اسی گروہ باصفاء کی بدولت زمین و آسمان قائم ہے، اور مردوں اور زندوں کو قرار حاصل ہے، کیونکہ اللہ نے

marfat.com

ان کو اپنی اس زمین میں جسے اس نے بچھایا ان کو اوتاد یعنی میخ بنایا۔ پس ان میں سے ہر ایک مانند پہاڑ کے ہے جو اپنی جگہ مستحکم ہے، تو اب ان کی راہ سے یکطرف اور یکسو ہو جاؤ، اور تم ان کے مزاحم نہ بنو جن کو آباء و اولاد نے اپنے ارادہ سے انہیں روک نہ رکھا۔ پس وہ بہتر ہیں اس سے جسے میرے رب نے پیدا کیا اور زمین میں بسایا اور پھیلایا۔ جب تک زمین و آسمان ہے ان پر اللہ سلامتی، تحیتیں اور برکتیں ہیں۔

مقالہ پانزدہم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی ایسی جگہ ہوں جو مسجد کے مشابہ ہے اور اس میں ایک قوم ایسی ہے جو خلق سے جدا ہو کر حق سے پیوستہ ہے۔ تب میں نے کہا کہ اگر ان میں فلاں شخص ہو تو ان کو وہ سکھائے اور راہ دکھائے، میں نے ایک مرد صالح کی طرف اشارہ کیا تو وہ لوگ میرے اردگرد جمع ہو گئے۔ پھر ان میں سے کسی ایک نے کہا تم کس حال میں ہو؟ تم کیوں کلام نہیں کرتے (اور ادب و ارشاد نہیں سکھاتے) تب میں نے کہا۔ اگر تم اس کے لیے مجھ سے راضی ہو (تو کہتا ہوں) پھر میں نے کہا جب تم خلق سے علاقہ توڑ کر حق سے پیوستہ ہو گئے تو اب تم اپنی زبانوں سے لوگوں سے کچھ سوال نہ کرنا، اور جب تم نے اسے چھوڑ دیا (یعنی زبانوں سے سوال نہ کیا) تب تم اپنے دل سے ان کی آرزو نہ کرنا کیونکہ دل سے آرزو رکھنا اور سوال کرنا، ایسا ہی ہے جیسا کہ زبان سے کیا۔ پھر جانو کہ ان اللہ کل یوم صوفی شان بے شک اللہ تعالیٰ ہر دن اور ہر وقت کام میں ہے (اور کارخانہ خلق اور اس کی قدرت میں تعطیل نہیں ہے) اور وہ ہر تغیر اور تبدیل اور بلند و پست میں مصروف ہے۔ پس وہ ایک گروہ کو علیین[1] تک بلند کرتا ہے،

---

[1] علیین، مرتبہ و مقام ہے۔ بعض کے نزدیک ساتویں آسمان کا نام ہے، یا دیوان و دفتر ملائکہ حفظ جو دو اٹھائے ہوئے ہیں اس کا نام ہے اس میں صالحین کے اعمال ثبت ہیں۔ اور قاموس میں ہے کہ علیین جمع علی کی ہے جو ساتویں آسمان پر ہے جہاں مومنین کی روحیں چڑھائی جاتی ہیں۔ (از شرح)

marfat.com

اور دوسرے گروہ کو اسفل السافلین (سب سے پست مقام) تک گراتا ہے۔ پس وہ گروہ جو علیین تک پہنچ گئے ہیں وہ ڈرتے ہیں کہ ان کو اسفل السافلیں میں نہ گرا دیا جائے، وہ آرزو رکھتے ہیں کہ انہیں وہاں باقی رکھا جائے اور ان کی حفاظت کی جائے جس بلندی پر بھی وہ ہیں۔ اور جو اسفل السافلین میں ہیں وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ یہیں باقی تو نہیں رہیں گے، اور جو پستی ان کو ہے اُس میں ہمیشہ تو انہیں نہیں رکھا جائے گا پس وہ تمنا رکھتے ہیں کہ اُن کو علیین تک اُٹھالیا جائے۔ پھر وہ بیدار ہو گیا۔

مقالہ شانزدہم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

ماحجبت من فضل الله والبدء بنعمه الا لاتكائك على الخلق والاسباب والصنائع والا كساب فالخلق حجابك عنالا كل بالسند وهو الكسب۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے فضل اور بے واسطہ نعمت سے جو حجاب اور پردے میں ہو، اس کی وجہ یہ ہے، کہ تم نے خلق اور اسباب پر صنعت و کاریگری پر اعتماد و بھروسہ کر لیا ہے۔

یہ خلق سے علاقہ ہی تمہارا حجاب ہے، جو انبیاء سلف کی سنت پر روزی مانع ہے۔ حالانکہ وہ سنت حرفت و کسب ہی ہے۔ (حدیث شریف میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر پیغمبر کا کوئی ہنر اور حرفت ہے، لیکن میری حرفت جہاد ہے)

فما دمت قائماً مع الخلق يعني راجياً لعطاء هم وفضلهم سائلا لهم متر ددا الى ابوالهمه فانت مشرك بالله خلقه فيعا قبك بحر مان الا كل بالسنته الذى شو الكسب من حلال الدنيا۔

ترجمہ: پس جب تک تم خلق کے ساتھ قائم ہو یعنی ان کی عطا کے امیدوار، اور ان کی بخشش کے خواستگار، اور ان کے دروازوں پر سالانہ پھیرے کرتے ہو، پس تم مشرک ہو کہ اللہ کے ساتھ اس کی خلق کو شامل کر لیا۔ (اس کا نام شرک خفی ہے) اب تم کو

marfat.com

بطریق سنت رزق پانے سے محروم ہونے کی وجہ پر عذاب کرے گا اور وہ جو بطریق سنت رزق ہے وہ اپنے ہاتھ سے دنیا میں روزی حاصل کرنا ہے۔

ثم اذا قبت عن القیام مع الخلق وشرکک ربک بھم ورجعت الی الکسب فتاء کل بالکسب وتوکل علی الکسب ولطمن الیه وتنسی فضل الرب فانت مشرک ایضاً الّا انّه شرک اخفیٰ من الاول فیعا قبک الله وجبک عن فضله والبدایته بهٖ۔

ترجمه: پھر جب تم نے مخلوق کے ساتھ قیام کرنے اور اپنے رب کے ساتھ ان کو شریک بنانے سے توبہ کر لی اور کسب کے ذریعہ روزی کو اختیار کر لیا، اور کسب سے کھانے لگے، تو تم کسب ہی پر اعتماد کر بیٹھے، اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور اپنے رب کے فضل کو بھول گئے، تو اب بھی تم مشرک ہی رہے، مگر یہ کہ شرک پہلے سے زیادہ خفی ہے۔
(کہ پہلے خلق پر اعتماد تھا، اب کسب پر اعتماد ہو گیا۔ بہر تقدیر شرک سے باہر نہیں ہوئے) پس تم کو اللہ سزا دے گا۔ اور اپنے فضل و بے واسطہ نعمت سے محروم و محجوب رکھے گا۔

فاذا تبت عن ذلك وازالت الشرك عن الوسط ورفعت اتكائك على الكسب والحول والقوة ورابت الله هو الرازق وهو المسبب والمسهل والمقوى على الكسب والموفق لكل خيرو الرزق بيده تارة يو اسلك بطريق الخلق علىٰ وجه المسئلة لهم فى حالته الا بتلاء اوالرياضة او عند سوالك له عزوجل۔

ترجمه: پھر جب تم نے اس سے بھی توبہ کر لی اور درمیان سے شرک کو زائل کر دیا، اور کسب سے اپنے اعتماد کو اٹھا لیا اور اپنی طاقت وقوت پر بھروسہ نہ رکھا، تب تم اللہ کو دیکھو گے کہ دراصل وہی رزق دینے والا ہے، وہی مسبب اور اس کو آسان کرنے والا اور کسب پر قوت بخشنے والا، اور ہر بھلائی کی توفیق رحمت فرمانے والا، اور اپنے خاص دست قدرت سے رزق عطا فرمانے والا ہے کبھی وہ تم کو بواسطے خلق پہنچاتا ہے کہ مخلوق

marfat.com

سے طلب کرا کے بوقت ابتلاء وآزمائش یا بوقت ریاضت ومجاہدہ یا اس وقت تم اللہ سے اس کے لیے دعا کرو۔

واخریٰ بطریق الکسب معاوضة واخریٰ من فضلیہٖ مباداة من غیران تریٰ الواسطة والسبب فرجعت الیه واستطرحت بین یدیہٖ عزوجل رفع الحجاب بینك و بین فضلهٖ و باداك وغداك بفضله عند كل حاجةٍ علیٰ قدر مایوافق حالك كفعل الطبیب الشفیق الرفیق الحبیب للمریض حمایة منه عزوجل وتنزیهالك من امیل الیٰ من سواه ویرضیك بفضله۔

ترجمہ: اور کبھی بطریق کسب وحرفت بطورعوض واجرت، اور کبھی بلاواسطہ خاص اپنے فضل سے بغیر اس کے تم کسی واسطے یا سبب کو دیکھو۔ پس لازم ہے کہ اسی کی طرف رجوع کرو، اور اس کے آگے اپنے پر پھیلا دو اس وقت اللہ تعالیٰ اس حجاب کو اُٹھا دے گا جو تمہارے اور اس کے فضل سے نعمتیں ہر ضرورت کے وقت بقدر موافق حال تمہارے عنایت فرمائے گا۔ جیسا کہ اس طبیب کا فعل ہوتا ہے جو مریض پر مہربان، شفیق اور دوست ہو۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے فضل سے بے واسطہ سبب تم کو نعمت پہنچانا اپنی جانب سے حفاظت فرمانا، اور اپنے ماسوائے کی طرف رغبت رکھنے سے دور رکھنا۔ اور اپنے فضل کیساتھ بطریق دوام تم کو خوش رکھنا ہے۔

فاذا یقطع من قبلك كل ارادة و كل شهوةولذت ومطلب ومحبوب فلا یبقیٰ فی قبلك سویٰ ارادته عزوجل فاذا اراداں یسوق الیك قسمك الذی لا بدلك من تنا وله ولیس هو رزقاً لاحد من حلقه اوجد عندك شهوة ذلك القسم وساقه الیك فیو اصلك به عندالحلجة ثم یوفقك بشكره ویعرفك انه منه وهو سائقه الیك ورازقه لك فتشكره وتعرف وتعلم فیزیدك خروجاً من الخلق وبعداً من الانام وخلو الباطن مما سواه۔

ترجمہ: پھر تمہارے دل سے ہر ارادہ اور ہر خواہش لذت، مطلب اور محبت کا علاقہ

marfat.com

منقطع ہو جائے گا، اور تمہارے دل میں ارادۂ الٰہی کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔ پس جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے گا کہ تمہیں تمہاری وہ قسمت جس کا پہنچنا یقینی ہے اور تمہارے سوا کسی مخلوق کا وہ رزق اور قسمت نہیں ہے تو تمہارے دل میں اس قسمت کی خواہش پیدا کر کے اُس کی طرف لے جائے گا، پھر وہ بوقت ضرورت تم کو مل جائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے شکر کی توفیق مرحمت فرمائے گا۔ اور اس کی معرفت کرائے گا کہ یہ اسی کی جانب سے ہے، اور وہی تم تک پہنچانیوالا اور کھینچ کر لانے والا ہے، اور وہی تمہارا روزی رساں ہے۔ پس اس وقت تم اس کا شکر بجا لاؤ گے۔ اور صاحب معرفت وعلم ہو جاؤ گے۔ پھر تو اللہ تعالیٰ اس شکر اور اس معرفت وعلم کے ذریعہ اور زیادہ مخلوق سے باہر نکالے گا، اور لوگوں کے اختلاط سے دور کرے گا، اور باطن یعنی دل کو ماسوا اللہ سے پاک وصاف بنادے گا۔

ثم انا قوی علمك و یقینك و شرح صدرك و نور قلبك و زاد شریك من مولاك و مكانك لدیه وھو امانتك عنده واھلیتك لحفظ لاسرار علمت متیٰ یاتیك فسیك قیل حین و كرامة لك واجلالاً لحر متك فضلا منه و منةً وھدایة۔

ترجمہ: پھر جب تمہارا علم ویقین مضبوط وقوی ہو جائے اور تمہیں شرح صدر اور قلب میں نورانیت حاصل ہو جائے اور اپنے مولا سے تمہارا قرب اور زیادہ ہو جائے اور تمہاری قدر ومنزلت جناب باری میں اور زیادہ ہو جائے اور اسرار الٰہیہ کی حفاظت کیلئے تمہاری امانت واہلیت اور بڑھ جائے تب تم کو قبل از وقت بنادے گا کہ تمہاری قسمت کب آئے گی (اور وہ کشف کردے گا کہ فلاں چیز تمہارے نصیب میں ہے اور فلاں وقت ضرور پہنچے گی) اور یہ تمہارے لیے بزرگی وکرامت اور تمہاری عزت بڑھانے کیلئے اللہ کی طرف سے فضل واحسان اور ہدایت ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ۔

marfat.com

ترجمہ: چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اور بنائے ہم نے ان میں سے پیشوا جو ہمارے حکم کی ہدایت کرتے ہیں۔ جس وقت کہ وہ صبر کرتے اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔

(اس آیت سے معلوم ہوا کہ مولیٰ کی طاعت پر صبر کرنے والے اور اس کی ربوبیت کے احکام پر یقین رکھنے والے یقینی طور پر دین کے امام، مقتدا، اور ہادی ہیں)۔(شرح)

وَ قَالَ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ وقال اللہ عزوجل واتقوا اللہ ویُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ۔

ترجمہ: اور فرمایا جن لوگوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا ہم انہیں ضرور اپنی راہ کی ہدایت دیں گے امر و نہی کی حفاظت کرنے میں اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ تمہیں ان احکام کو بتاتا ہے جو دنیا اور آخرت میں تمہاری صلاح کے لیے متضمن ہیں۔

ثم یرد علیک التکوین فتکون بالاذن الصریح الذی لاغبار علیه والد لالات اللائحة کالشمس المنیرة و بکلام لذیذ الذمن کل لذیذ و الهام صدق من غیر تلبس مصفی من هوا جس النفس ووساوس الشیطان اللعین۔

ترجمہ: بعدازاں تمہیں کائنات سپرد کی جائے گی (اور کرامت وخرق عادت کے طور پر کائنات میں تصرف وقدرت عنایت فرمائی جائے گی) پھر تم کائنات میں اس صاف وصریح اجازت کے ساتھ جس پر کوئی غبار اور شک وشبہ نہ ہوگا اور ان روشن دلائل کے ساتھ جو مثل آفتاب روشن ہوں گی، اور اس کلام لذیذ کے ساتھ جو ہر لذیذ سے زیادہ لذیذ ہوگا، اور اس سچے الہام کے ساتھ جس میں کوئی دھوکہ وفریب نہ ہوگا۔ جو نفسانی خواہشات اور شیطان کے وسوسوں پاک وصاف ہوگا تصرف کرو گے۔

قال اللہ تعالی بعض کتبه یا ابن آدم انا اللہ لا الہ الا انا اقول للشئی کن فیکون اطعنی اجعل تقول للشئی کن فیکون وقد فعل ذلک بکثیر من انبیائه واولیائه وخواصه من بنی آدم۔

marfat.com

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتب انبیاء سابقین میں فرمایا اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں جس شے کو کہتا ہوں ہوجا (کن) پس وہ ہوجاتی ہے (فیکون) میری فرمانبرداری کر، میں تجھے بھی بنادوں گا کہ تو جس شے سے کہے گا کن یعنی ہوجا۔ فیکون یعنی وہ ہوجاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں سے بے شمار انبیاء اولیاء اور خواص کو اس صفت ومرتبہ سے نوازا۔

فائدہ: منجملہ ان میں ایک حضور غوث پاک قدس سرہ کی ذات مبارک بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کو کائنات میں تصرف واقتدار حاصل ہے۔ درحقیقت ہر حال ومقام جو ان مقاموں میں مذکور ہیں وہ اپنے حال شریف کا بطور کنایہ اظہار ہے۔

خوشتر آید آنکہ حال دلبراں — گفتہ آید در لباس دیگراں

دل کو بھاتا ہے وہ حال جانِ جاں — دوسروں کے پردہ میں جو ہو بیاں

(ازشرح)

مقالہ ہفت دہم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

جب اللہ تعالیٰ تک واصل ہوجاؤ، اور اس کی قربت وتوفیق سے اس کے مقرب بن جاؤ، جانتے ہو! وصول الی اللہ کے معنی کیا ہیں؟ یہ ہیں کہ تم مخلوق، ہوائے نفسانی، ارادہ، اور آرزو سے نکل کر فعل الٰہی، اور اس کے ارادہ کے ساتھ ہوجاؤ، بغیر اس کے کہ تمہاری طرف سے کوئی جنبش ہو، نہ اپنے لیے اور نہ کسی مخلوق الٰہی کے لیے، بلکہ جو جنبش بھی ہو اس کے حکم وفعل اور امرِ الٰہی کے ساتھ ہو۔ اس فنا کی حالت کو "وصول الی اللہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پس اللہ ﷻ تک وصول اس کے مانند نہیں ہے کہ اس کی کسی مخلوق تک وصول ہو، جسے عقل عام جانتی اور پہنچاتی ہے کیونکہ خود ذات باری کی یہ شان ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (کہ وہ کسی شے کی مثل نہیں ہے، نہ ذات

marfat.com

میں نہ صفات میں اس کا جسم نہیں ہے، تو اس کی صفات کیلئے بھی جسم نہ جانو، باوجودیکہ وہ سننے والا بغیر کان کے اور دیکھنے والا بغیر آنکھ کے ہے) پاک و برتر ہے خالق کہ وہ کسی اپنی مخلوق کے مشابہ ہو یا اس کی کسی صفت پر قیاس کیا جائے پس وصول الی اللہ عرفاء اور اہل وصول ہی جانتے ہیں جیسی بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو معرفت کرائی۔ لہٰذا ہر ایک کی قرب و معرفت جداگانہ ہے، جس میں کوئی ان کے سوا ہمشریک نہیں۔ (اگرچہ وصول کے ایک ہی معنی ہیں لیکن باطن میں ہر ایک کی تجلی مختلف ہے) پس ہر ایک رسول و نبی اور ہر ولی کے ساتھ جناب باری عزاسمہ کی قربیت کے لیے ایسے اسرار ہیں جنہیں ان کے سوا کوئی دوسرا ان پر مطلع نہیں ہوتا حتیٰ کہ بعض اوقات مرید کے لیے بھی سر ہوتا ہے جس پر اس کا شیخ بھی مطلع نہیں ہوتا۔ اسی طرح شیخ کے لیے بھی سرّ ہوتا ہے، جس پر اس کا مرید مطلع نہیں ہوتا۔ حالانکہ مرید کی سیر اپنے شیخ کے دروازے کی دہلیز کے قریب پہنچ چکی ہوتی ہے (مگر مرید اپنے مرشد کی حالت سے واقف نہیں ہوتا) پس جب مرید اپنے شیخ و مرشد کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تو وہ شیخ سے جدا اور اس سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ پھر اسے حق تعالیٰ لے کر اس کا متولی بن جاتا ہے اور اسے تمام مخلوق سے قطع کر دیتا ہے۔ اس وقت شیخ مثل شیر دہندہ دایہ کے ہوتا ہے جو صرف دو سال تک دودھ پلاتی ہے۔ اسی طرح ہوائے نفسانی اور ارادہ کے زوال کے بعد مخلوق سے علاقہ نہیں رہتا۔ شیخ کی احتیاج و ضرورت اس وقت تک ہے جب تک کہ مرید میں ہوائے نفسانی اور ارادہ ہے، تاکہ وہ اسے توڑے، لیکن ان کے زائل ہونے کے بعد اس کی احتیاج ختم ہو گئی۔ اس لیے کہ نہ تو اب کدورت باقی ہے نہ کمی (فنائے کامل جسے سیر الی اللہ کہتے ہیں، اس کی نہایت ہو گئی اور سالک مرتبہ کمال کو پہنچ کر باب ولایت میں داخل ہو گیا، تو اس کے بعد بقاء شروع ہوئی۔ (اب اس کا کام سیر فی اللہ رہتا ہے۔ اب بامداد نورِ محمدی ﷺ قسم قسم کی تجلیات ربانی اسے مرتبہ کمال تک پہنچا دیتی ہیں۔ اور اسے مقام بقاء حاصل ہو جاتا ہے)۔ پس جب تم اس طریق پر

marfat.com

جسے ہم نے بیان کیا حق تک وصول پا گئے تو اب تم ماسواء سے ہمیشہ کے لیے مامون ومحفوظ ہو گئے۔

تو اب قطعی طور پر نہ ضرر میں، اور نفع میں، نہ عطا میں، نہ منع میں، اور نہ خوف میں اور نہ اُمید میں، کسی حال میں بھی وجود باری تعالیٰ کے سوا کسی غیر کا وجود قدرت نہ دیکھو گے، بلکہ حقیقۃً اللہ عزوجل ہی کو مالک تقویٰ اور صاحب آمرزگار پاؤ گے۔ اب تم ہمیشہ اس کے فعل کی طرف نظر کرنے والے اور اس کے حکم کے نگہبان اور اس کی طاعت میں مشغول اور دنیا و آخرت میں اس کی تمام مخلوق سے جدا رہو گے۔ تو اپنے قلب کو کسی شے مخلوق سے وابستہ نہ کرو، اور تمام خلق کو مقہور و قیدی جانو، اس شخص کی مانند جسے کسی ایسے بادشاہ نے گرفتار کیا ہو، جس کا ملک بڑا اور حکم سخت ہے جس کا دبدبہ و شوکت ہولناک ہے پھر وہ اس شخص کو پکڑ کر گردن اور پاؤں ملا کر طوق سے جکڑ دے، پھر اسے صنوبر کے درخت پر اس دریا کے کنارے سولی پر چڑھا دیا جائے جس کی موجیں بلند، چوڑائی کشادہ پانی خوب گہرا، اور رفتار بہت تیز ہو۔ پھر بادشاہ ایسی کرسی پر جلوہ فرما ہو، جس کی قدر و مرتبت عظیم، بہت اونچی ہو، جس تک اُچھلنا اور پہنچنا بہت دشوار ہو، پھر اس کے ایک جانب تیروں نیزوں، پیکانوں اور طرح طرح کے ہتھیاروں کے انبار اتنے لگے ہوئے ہوں جس کی حد و دشمار کو بادشاہ کے سوا کوئی دوسرا نہ جان سکتا ہو۔ پس وہ اس مصلوب شخص پر ان ہتھیاروں میں سے جو چاہتا ہے پھینکتا ہے، تو کیا کوئی پسند کر سکتا ہے جس نے اس مصلوب شخص کو دیکھا کہ اس بادشاہ ذیجاہ کی طرف سے نظر ہٹا لے اور اس کا خوف و امید نہ رکھے، اور (اس کے برعکس) اس مصلوب شخص سے خوف و امید باندھ لے کیا ایسا انسان (جو مصلوب شخص سے ڈرے اور آرزو رکھے) عقل معاملات میں جسے بے عقل و بے ادراک کہتے ہیں وہ مجنون، دیوانہ اور انسان کے سوا جانور نہیں ہے؟۔ پس اللہ سے پناہ مانگو بصیرت کے بعد اندھا ہونے اور وصول الی اللہ کے بعد قطع ہو جانے اور نزدیکی و قرب کے حصول کے بعد،

marfat.com

دور اور راندہ درگاہ ہونے، اور ہدایت کے بعد گمراہ ہونے، اور ایمان کے بعد کفر کرنے سے (اب مثال مذکور کی مطابقت میں فرماتے ہیں کہ) دنیا مثل دریائے عظیم کے ہے جو اس طرح جاری ہے جیسے ہم نے اوپر بیان کیا، ہر روز اس کا پانی زیادہ ہوتا ہے، وہ بنی آدم ہوائے نفسانی اور اس میں اس کی وہ لذتیں ہیں جو اسے دنیا میں پہنچتی ہیں (کہ آدمی کو دنیا میں ہر روز اور ہر دم زیادہ ہی ہوتی رہتی ہیں) اب رہے نیزے اور قسم قسم کے ہتھیار! تو وہ بلائیں ہیں جو تقدیر اس کی طرف لے جاتی ہے۔ پس دنیا میں بنی آدم پر بلائیں، نامرادیاں، درد و آلام اور مشقتیں غالب ہیں، اور جو نعمتیں اور لذتیں اس کو ملتی ہیں سو وہ بھی آفتوں سے ملی ہوئی ہیں۔ جب کہ ہر دانا اس پر اعتبار کرتا ہے، تو تم اگر صاحب یقین ہو، تو سمجھ لو گے کہ دنیا کی زندگانی کچھ نہیں، زندگانی صرف آخرت ہی کی ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آخرت کی زندگانی کے سوا کوئی زندگانی نہیں ہے خصوصاً یہ حکم مومن کے حق میں تو ضرور ہے (اگرچہ یہ مومن و کافر ہر بنی آدم کو شامل ہے) جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مرد پرہیزگار کے منہ میں لگام دی گئی ہے (یعنی اسے شہوات نفسانیہ اور اس کی لذتوں سے دنیا میں روکا گیا ہے) ان اخبار و مشاہدہ کے باوجود پھر کیونکر دنیا میں عیش و زندگانی کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔ حقیقی راحت تو ہر وہ راحت ہے جو اللہ عزوجل کی طرف خلق سے جدا ہونے، اور امر الٰہی کی موافقت، اور اس کے سامنے دامن پھیلانے میں ہے۔ پس تم اس دنیا سے جب خارج ہو جاؤ گے۔ تو اس وقت تم ناز و وقار، حسن منظر، لطف و خیر اور فضل و کرم کے سزاوار بن جاؤ گے۔

مقالہ ہیژدہم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا بطریق وصیت فرماتے ہیں کہ:
جو ضرر و تکلیف بھی تمہیں پہنچے کسی سے اس کی شکایت نہ کرو، خواہ وہ تمہارا دوست

marfat.com

ہو یا دشمن۔ اور رب تعالیٰ پر تہمت نہ رکھو کہ کیوں اس نے ایسا کیا، اور تم پر کیوں بلائیں نازل کر دیں، بلکہ نیکی و شکر کو ظاہر کرو، کیونکہ تمہارے نزدیک بغیر نعمت کے اظہار شکر کا جھوٹ تمہارے اس سچ سے بہتر ہے جو شکایت کے طور پر اپنا حال بیان کرو وہ کون شخص ہے جو اللہ کی نعمت سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو۔ تو تم شمار نہیں کر سکتے اور کتنی نعمتیں تمہارے پاس ایسی ہیں، جن کو تم پہچان ہی نہیں سکتے۔ (اور جو پہچانتے بھی ہو اور انہیں غلبہ نفس اور ناشکری کی تاریکی کی وجہ سے تمہارے انصاف کی نظر ان پر نہیں پڑتی) لہٰذا کسی مخلوق سے آرام نہ لو۔ اور کسی سے محبت نہ کرو، اور جو بھی تمہارا حال ہو، اس پر کسی کو خبردار نہ کرو، بلکہ تمہارا انس، تمہارا آرام اور تمہارا شکوہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہو کسی تیسرے کی طرف نظر اُٹھے ہی نہیں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کی بھیجی ہوئی بلاء کے سوا کسی طرف نظر نہ کرو، لیکن جو اللہ کے دوست اور مقرب ہیں، وہ داخل ہیں غیر نہیں، ان کی طرف توجہ کرنا ایسا ہی ہے گویا تم نے عین ذات باری کی طرف توجہ کی)۔ (شرح)

پس تحقیق واقعی یہی ہے کہ کسی کو کچھ سپرد نہیں، نہ ضرر اور نہ نفع، نہ فائدہ مندی، نہ نفع رسانی، نہ عزت نہ ذلت، نہ بلند کرنے نہ پست کرنے، نہ فقر، نہ مالداری۔ یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ ہی کے دست قدرت میں ہے، اسی کے حکم و اجازت سے جاری ہوتے ہیں۔ ہر چیز جو کسی مدت معین تک جاری و پائندہ رہتی ہے، وہ اسی کی طرف سے ہے۔ اور اسی کے پاس ہر شے کا اندازہ ہے۔ (اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کر سکتا) جسے وہ موخر نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کسی ضرر میں مبتلاء کر دے تو بجز اس کے کوئی دور نہیں کر سکتا۔ اور اگر وہ کسی خیر و نیکی کی توفیق بخشے، تو اس کے فضل و کرم سے کوئی رد نہیں کر سکتا۔ اب اگر تم اللہ ﷻ سے شکوہ کرو، حالانکہ تم عافیت میں ہو اور تمہارے پاس اس کی بکثرت نعمتیں ہیں، تمہارا یہ شکوہ زیادتی طلب میں ہو اور جو نعمت و عافیت تمہارے پاس موجود ہے اسے حقیر جان کر، یا اس سے چشم پوشی کرنے کی وجہ سے ہو،

marfat.com

تو اللہ تعالیٰ تم پر غضب فرمائے گا، اور اس نعمت وعافیت کو تم سے دور کر دے گا، اور تمہارے شکوہ کو درست بنا دے گا۔ (یعنی تم نے بلا ومحنت کی شکایت کی، باوجودیکہ نعمت وعافیت تمہارے پاس موجود تھی، تو وہ ان کو چھین لے گا، اور زجر وتوبیخ اور کفران نعمت کی سزا میں) تمہاری بلاء کو دونا کر دے گا، اور تمہاری سزا کو سخت کر دے گا، اور ناراض ہو جائے گا، اور دشمن جانے گا، اور اپنی نظر سے گرا دے گا تو چاہئے کہ بکوشش شکوے سے پرہیز کرو، اگرچہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاؤ، اور قینچی سے تمہارا گوشت وپوست پارہ پارہ کر دیا جائے۔ اے انسان! اپنے کو بچا۔ بچا پھر بچا، اور اللہ سے ڈر، ڈر پھر اس سے ڈر۔ جلدی جلدی بھاگ اور شکوہ سے خوب بچ۔ کیونکہ ابن آدم پر جو طرح طرح کی بلائیں اُترتی ہیں ان میں سے اکثر اس کے شکوہ کی وجہ سے ہوتی ہیں جو اس نے اپنے رب سے کی ہوتی ہیں۔ کیونکہ تم اس سے شکوہ کر سکتے ہو، وہ ارحم الراحمین ہے، سب سے بہتر انصاف فرمانے والا حاکم ہے، وہ حلیم (بردبار) ہے، (گناہوں کی سزا میں باوجود کمال قدرت کے جلدی نہیں کرتا) خبردار! (اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے، وہ ہر ظاہر وباطن کا دانا وخبردار ہے) بندوں پر مہربان اور رحم فرمانے والا اور نرمی کرنے والا ہے وہ کسی بندہ پر ظلم نہیں فرماتا وہ اس بردبار طبیب کی مانند ہے جو دوست ومشفق نرم خو اور قریب ہو۔ کیا تم شفیق والد یا رحم کرنے والی شفیقہ والدہ پر ظلم کی تہمت رکھ سکتے ہو؟ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر اس کے والد ووالدہ سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ بارگاہ الٰہی کے ادب کو اچھا جانو۔

اے مسکین! نزولِ بلاء کے وقت بالقصد، اور بجبر صبر کر، اگر رغبت کے ساتھ صبر کرنے سے کمزور ہو، (مطلب یہ ہے کہ اولاً صبر بتکلف یوں کرو کہ زبان پر تلخ شکایت نہ لاؤ۔ اور نہ گریہ وزاری کرو، اگرچہ دل میں اس کی کراہت موجود ہو، مگر جب تم صبر کے عادی ہو جاؤ گے تو دل سے بھی صبر کرنے لگو گے) پھر صبر کر، اگر رضا وموافقت سے عاجز ہو، اگر تجھ میں ابھی وجود باقی ہے، تو رضا وموافقت کو اختیار کر پھر

marfat.com

جب تو اپنے وجود کو بھی گم کر دے، تب فنا ہو جا۔

اے کبریت احمر، یعنی مقام فنا! تو کہاں ہے، تجھے کہاں پایا جائے؟ (اس کے بعد حضور غوث پاک تنبیہ کرتے ہوئے التزام مقام رضا و قضاء کی ترغیب دیتے ہیں) کیا تم نے ارشاد باری کی طرف کان نہیں دھرے؟ تم نے سنا نہیں کہ وہ فرماتا ہے کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ۔ تم پر کفار کے ساتھ جنگ کو فرض کیا گیا، حالانکہ تم اُسے ناپسند رکھتے تھے وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ قریب ہے کہ جو بات تمہیں ناگوار ہو، وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور قریب ہے کہ جو بات تمہیں پسند و محبوب ہو، وہ تمہارے لیے بُری ہو وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ حقائق اشیاء اور اللہ تعالیٰ عواقب امور کو جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے کیونکہ تم سے اشیاء کی حقیقت کا علم لپیٹ دیا ہے اور محجوب کر دیا ہے۔ جب تم حقیقت حال نہیں جانتے، تو اس میں تصرف کر کے جناب باری میں بے ادبی نہ کرو، اور اسے برا جانو کہ اپنے دل سے کسی کو بُرا جانے یا کسی کو محبوب۔ بلکہ جو کچھ بھی تم پر اُترے خواہ وہ خیر ہو یا شر، سب میں شریعت کی پیروی کرو۔ اگر تم تقویٰ کی حالت میں ہو، یہ بات سلوک میں پہلا قدم ہے اور ولایت کی حالت میں امر کی پیروی کرو، اور ہوائے نفسانیہ کی آگ کو بجھا دو (کہ یہ مرتبہ ولایت اور قرب وصول کا لازمہ ہے) اور امر کی حدود سے تجاوز نہ کرو، یہ دوسرا قدم ہے۔ اور فعل الٰہی کے ساتھ رہو، اور اس کی موافقت کرو، اور فنا ہو جاؤ، تو یہ ابدال، غوث اور صدیق ہونے کی حالت ہے، یہی مقامات کی انتہا ہے۔ تو اب قضاء و قدر کے راستہ سے ہٹ جاؤ، ان کی راہ میں مزاحم نہ ہو، اپنے نفس اور اس کی خواہش کو رد کر دو اور اپنی زبان کو شکوہ سے باز رکھو۔ پس جب تم نے ایسا کر لیا، تو اگر قضاء و قدر نیک اور موافق طبع ہے، تو مولیٰ اللہ تعالیٰ تمہاری حیات طیبہ اور لذت و سرور کو زیادہ کر دے گا۔ اور اگر قضاء و قدر بد ہے، یعنی مخالف طبع ہے، تو اللہ تعالیٰ اس میں اپنی طاعت میں تمہاری نگہبانی فرمائے گا، اور تم کو اس حال میں گم کر دے گا (کہ تم درد و الم کا احساس

marfat.com

نہ کر سکو گے) یہاں تک کہ وہ قضاء قدر گزر جائے، اور اس کی مدت مقررہ ختم ہو جائے، جیسے رات گزر جاتی ہے اور دن کے چہرہ سے پردہ دور کر دیتا ہے۔ یا جیسے موسم سرما میں سردی گزر جاتی ہے تو موسم گرما آجاتا ہے، یہ تمہارے لیے عبرتناک ایک نمونہ ہے (انہیں کیفیات پر اپنے حالات کو قیاس کرو) اور اس سے عبرت پکڑو۔

پھر آدمی کا نفس گناہ، بدکاریوں، جرائم اور معاصی وخطایا کے اقسام سے آلودہ ہے وہ اس کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ عزت وجلال اور فضل وکرم والے مولیٰ تعالیٰ کا ہم نشین اور مصاحب بنے، مگر جب کہ گناہوں اور لغزشوں کی نجاستوں سے پاک ہو جائے اور اس کا آستانہ قدس وہی چوم سکتا ہے جو دعوؤں کے میل سے صاف ہو۔ جیسا کہ بادشاہوں کی مجلس کے وہی لائق ہوتے ہیں جو گندگیوں اور میل وبدبو کے اقسام سے پاک ہوں۔ پس بلائیں گناہوں کی نجاستوں کو دھونے والی اور پاک وصاف بنانے والی ہیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک دن کا بخار سال بھر کے گناہ کا کفارہ ہے۔

(جب بخار کی مدت اس کے عمر کی مقدار سے بڑھ جائے، اور تمام گناہوں کو دھو دے تو یقیناً درجات کی بلندی کا موجب ہو جائے گا۔ (واللہ اعلم۔ شرح)

مقالہ نوزدہم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ

جب تمہارا ایمان اور یقین کمزور ہو جائے تو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، پھر تمہارے اس وعدہ کو پورا کیا جاتا، اور اس کے خلاف نہیں کیا جاتا، تاکہ تمہارا ایمان زائل اور تمہارا یقین جاتا نہ رہے، اور جب تمہارے دل میں ایمان ویقین قوی ہو جائے اور تمہیں اس میں استحکام حاصل ہو جائے، اور تمہیں اپنے اس قول سے مخاطب فرمائے کہ انک الیوم لدینا مکین امین ہمارے پاس آج مرتبہ والا امانت والا ہے پھر بار بار ایک حال سے دوسرے حال کے بعد یہ خطاب دھرایا جائے تب تم بندگان

marfat.com

خاص میں سے بلکہ اخص الخواص میں ہو جاؤ گے، اس وقت کوئی اپنا ارادہ و مطلب باقی نہ رہے گا اور نہ ایسا کوئی عمل جو عجب اور غرور میں ڈالے، اور نہ کوئی عبادت کہ تم اسے دیکھو (کہ اس پر خود اعتماد کرو) اور نہ کوئی مرتبہ جس سے تم خوش ہو۔ اس حال میں تمہارا قصد یہی ہوگا کہ اور بلند، پھر تم اس برتن کی مانند ہو جائے گے کہ جو سوراخدار ہے جس میں پانی ٹھہرتا ہی نہیں ہے۔ پس تم میں نہ کوئی ارادہ، اور نہ کوئی عادت، اور نہ کسی شے کی طرف قصد و ہمت دنیا و آخرت میں برقرار رہے گی، اور تم اللہ کے سوا ہر چیز سے پاک و صاف ہو جاؤ گے، اور تم کو اللہ سے راضی رہنے کا مرتبہ دیا جائے گا، اور یہ کہ تم اللہ سے راضی رہو گے، اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے تمام افعال میں لذت و نعمت حاصل ہو گی۔ (یعنی اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہارے ساتھ کرے، مثلاً نعمت دے یا بلا بھیجے وغیرہ سب ہی تم کو لذیذ و نعمت معلوم ہوں گی) اس وقت امتحان حال کے لیے کسی شے کا وعدہ دیا جائے گا جب تم اس وعدہ الٰہی سے آرام و سکون پاؤ گے، اور وصول موعود کا شوق پیدا ہو جائے گا اور خود میں اپنی خواہش کی نشانی پاؤ گے، (خواہ وہ کتنی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو) تو اس وعدہ کو اس سے اعلیٰ کی طرف منتقل کر دیا جائے گا، اور اول سے بے نیازی کے ساتھ بدل دیا جائے گا۔ (اور تمہیں بے احتیاطی دی جائے گی) اور تمہارے لیے معارف و علوم کے دروازے کھولے جائیں گے اور مخفی اسرار، حکمت کے حقائق اور وہ مخفی مصلحتیں جو پہلے وعدہ کو اس کے متصل اعلیٰ کی طرف منتقل کرنے میں تھیں، ان سب پر مطلع کیا جائے گا۔ اس وقت تمہارے مرتبہ میں اور حال کی حفاظت میں، پھر مقام کی نگہداشت میں زیادتی ہوگی، اور حفظ اسرار میں تمہاری امانت بڑھ جائے گی، (شرح صدر قلب کی نورانیت زباں کی فصاحت، اور حکمت بالغہ میں زیادتی ہوگی) اور تم پر محبت ڈالنے میں افزونی ہوگی تب تم تمام مخلوق جو جن و انسان اور ان کے ماسواء ہیں دنیا و آخرت میں سب کے محبوب بنا دیئے جاؤ گے اس لیے کہ خود جو حق کے محبوب ہو گئے۔ حالانکہ مخلوق حق کے تابع اور ان کی محبت اس کی محبت میں داخل ہے۔ جیسا کہ

marfat.com

مخلوق کی عداوت اللہ کی دشمنی میں داخل ہے۔

اسی طرح جب تم اس مقام پر فائز ہو جاؤ جہاں تمہارے لیے قطعاً کسی شے کا ارادہ نہ رہے، تو تمہارے لیے کسی شے کا ارادہ پیدا کیا جائے گا۔ پھر جب اس شے کے لیے ارادہ متحقق ہو جائے گا، تو پھر اس شے کو زائل و معدوم کر دیا جاتا ہے اور تمہیں اس سے پھیر دیا جاتا ہے پس وہ شے دنیا میں تم کو نہیں دی جاتی بلکہ اس کے بدلہ آخرت میں وہ شے عطا فرمائی جاتی ہے، جو "علی اعلیٰ" تک بہت قریب کر دے جس سے فردوس اعلیٰ اور جنۃ الماویٰ میں تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ اور اگر تمہاری ہستی اس صفت کے ساتھ ہے کہ تم اس مراد کے طالب نہیں ہو، اور اس کی خواہش و تمنا نہیں رکھتے ہو، حالانکہ تم دنیا کے اس گھر میں ہو جو فناء و تکلیف والا گھر ہے بلکہ تمہاری امید اس حال میں کہ دنیا میں ہو اس وجہ کریم کی طرف ہی ہو، جس نے ہر شے کو پیدا کیا اور وجود بخشا۔ اور کسی کو محروم کیا اور کسی کو عطا فرمایا۔ اور جس نے زمین کو بستر کیا اور آسمان کو بلند کیا۔ اس لیے کہ وہی مراد و مطلوب اور آرزو ہے۔ بسا اوقات اس مراد کے بدلہ دنیا میں اس سے کم یا اس کے ہم پلہ دے دیا جاتا ہے، اس وقت جب کہ تم دل شکستہ ہو جاؤ کہ یہ مراد و مطلوب اور تمنا حاصل نہیں ہوگی (حالانکہ تم پہلے ہی سے اس کے خواستگار نہ تھے) اور کبھی اس کے عوض آخرت میں دی جاتی ہے، اس طور پر جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

مقالہ بستم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ آپ کا ارشاد کہ چھوڑ اس چیز کو جو تجھے شک میں ڈالے، اور اس طرف ہو جو شک میں نہ ڈالے۔ چنانچہ جب وہ چیز جو شک میں مبتلاء کرے، اور وہ چیز جو شک میں نہ ڈالے، دونوں باہم جمع ہو جائیں تو انہیں چھوڑ کر اس عزیمت کو اختیار کرو جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے، اور اسے ترک کر دو، جو شک میں

marfat.com

مبتلاء کر دے، لیکن جب صرف وہی شک وشبہ والی چیز ہو جو دل میں خلجان اور سوختگی پیدا کر دے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ گناہ دلوں کو بیقرار کر دیتا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ گناہ وہ ہے جو دل میں سوختگی پیدا کر دے تو اس میں توقف کرو۔ (اور اس کے ارتکاب میں جلدی نہ کرو) اور اس میں امر الٰہی کا انتظار کرو۔ پس اگر اس کے لینے کا حکم دیا جائے تو لے لو۔ اور اگر منع کر دیا جائے تو رُک جاؤ، (جب منع کر دیا جائے) تب وہ ایسا معلوم ہونا چاہیے گویا اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ اور اپنے پروردگار کے دروازہ کی طرف رجوع کرو، اپنے رب کی جناب سے رزق تلاش کرو۔ اگر تم صبر کرنے یا موافقت کرنے، اور راضی ہونے اور فانی ہونے سے عاجز ہو جاؤ، تو اللہ عزوجل بے نیاز ہے کہ وہ یاد دلائے پس وہ تمہارے اور دوسروں کے حال سے بے خبر نہیں ہے، اللہ عزوجل تو کفار ومنافقین اور سرکشوں کو بھی روزی دیتا ہے، تو وہ کیونکر تم کو اے مومن وموحد فراموش کر دے گا، تم تو اس کی اطاعت قبول کرنے والے اور دن رات ہر وقت اس کے حکم کو قائم کرنیوالے ہو۔ (اس حدیث کی تشریح میں) ایک اور وجہ بھی ہے، وہ یہ ہے کہ چھوڑ اس کو جو تجھے شک میں ڈالے واسطے اس کے جس میں شک نہیں ہے۔ یعنی اس کو چھوڑ جو مخلوق کے ہاتھ میں ہے (کہ اس کا وصول شک وشبہ میں ہے، اور یقین نہیں ہے کہ دے گا یا نہ دے گا، طمع کے یہی معنی ہیں کہ ایسی چیز جس کا وصول شک وشبہ میں ہو۔ شرح)

(پس وہ چیز جو ان کے ہاتھ میں ہے) اسے طلب نہ کرو، اور نہ اس سے اپنے قلب کا علاقہ رکھو۔ اور مخلوق سے نہ تو امید رکھو، اور نہ ان سے خوف۔ اللہ کے فضل وکرم کو اختیار کرو، کیونکہ وہ ایسی چیز ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے (اس کا وصول یقینی ہے) تمہیں زیبا ہے کہ تمہارا مطلوب بھی ایک ہی ہو، دینے والا بھی ایک، اور قصد وارادہ بھی ایک ہی سے ہو، وہ تمہارا رب ہے۔ جس کے دست قدرت میں بادشاہوں کی پیشانیاں ہیں، اور مخلوق کے قلوب اسی کے ہاتھ میں ہیں، وہی ابدان اور اجساد کا حاکم

marfat.com

ہے۔ (اور اسی کے دست تصرف میں ہیں) اور مخلوق کے اموال کا مالک وہی ہے۔ مخلوق تو اس کے وکیل امین ہیں۔ عطا میں ان کے ہاتھوں کی جنبش اسی کے اذن، اور اسی کے حکم وتحریک سے ہے۔ یہی حال تمہیں نہ دینے کا ہے (کہ مخلوق اسی کے عدم اذن وحکم وتحریک کی وجہ سے نہیں دیتی) ہر کہنے والے سے اللہ عزوجل نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل وکرم کا سوال کرو۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں تو وہ تمہارے کسی رزق کے مالک نہیں ہیں، تو اللہ تعالیٰ ہی سے روزی مانگو، اُسی کی پرستش کرو، اور اسی کے شکر گزار بنو۔ اور فرمایا (اے محبوب سید عالم ﷺ) جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو (آپ فرمادیں کہ) میں تو بہت ہی قریب ہوں ہر پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔ اور فرمایا مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول فرماؤں گا۔ اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ہی وہ رزاق ہے جو مضبوط قوت والا ہے اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عنایت فرماتا ہے۔

مقالہ بست ویکم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں شیطان معلون کو دیکھا، اور میں ایک بڑی جماعت میں ہوں (آپ کی جماعت کثیرہ سے مُراد، خدا کا وہ لشکر ہے جسے اذکار واعمال اور صفات حمیدہ کہا جاتا ہے کہ یہی آپ کے معاون ومددگار اور حامی ومحافظ ہیں، اور آپ کی ان معاون مددگار اور حامی محافظ ہیں۔ آپ کی ان خوبیوں تک شیطان ملعون کی رسائی نہیں ہوسکتی چنانچہ فرماتے ہیں) میں نے اس کے قتل کا قصد کیا، تو شیطان نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھے قتل کرتے ہیں میرا کیا گناہ ہے؟ اگر بدی کی تقدیر جاری ہوچکی ہے تو میری کہاں طاقت وقدرت ہے کہ اسے نیکی سے بدل دوں، اور اسے نیکی کی طرف لیجاؤں۔ اور اگر نیکی

marfat.com

کی تقدیر جاری ہو چکی ہے تو تب بھی میں کہاں قادر ہوں کہ اسے بدل دوں اور بدی کی طرف لے جاؤں۔ کونسی شے میرے ہاتھ میں ہے؟

فائدہ: شیطان ملعون کا یہ عذر وحیلہ ہے کہ اس طرح پر وہ لوگوں کو نفرین ولعنت اور اپنی عداوت سے روکتا ہے حالانکہ اس کا یہ عذر وحجت باطل ہے، اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اس لیے کہ حکم الٰہی یہی ہے کہ اس پر لعنت کی جائے اور اسے دشمن جانا جائے، اور اس ذریعہ سے لوگوں کو اس کے گمراہ کرنے اور نقصان پہنچانے سے قتل کیا جائے جیسا کہ تمام مفسدوں اور موذیوں کو مارتے اور قتل کرتے ہیں اور بحکم شریعت وہ مستحق قتل ہیں۔ (از شرح)

سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیطان کو زنخوں (ہیجڑوں) کی صورت پر دیکھا۔ (خنثیٰ یعنی زنخہ اسے کہتے ہیں جس میں نر اور مادہ دونوں کی علامتیں ہوں، اسی سبب سے شیطان زن ومرد میں یکساں ہے، جس صفت میں آتا ہے اسے گمراہ کرتا ہے۔ شرح)

وہ نرم گفتار تھا (یعنی اس کے کلام میں درشتی اور سختی نہ تھی۔ یا تو وہ طبعی سست گفتار ہے یا بایں سبب کہ سلطان ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سطوت ودبدبہ کی وجہ سے اسے کمزوری اور انکساری کا اظہار کرنا پڑتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ وَّکَانَ کَیْدُ الشَّیْطَانِ ضَعِیْفاً اسی طرح چرب زبانوں، حیلہ گروں اور بازی گروں کا کلام ہوتا ہے کہ وہ نرم کلامی سے کسی کو اپنی جگہ سے لے جاتے ہیں۔ شرح)

شیطان کا چہرہ لمبوترا اور اس کی ٹھوڑی پر چند تار بالوں کے تھے، اس کی شکل ذلیل وخوار، بدرو تھا، گویا کہ میرے آگے شرمندگی اور خوف کے مارے ہنستا تھا۔ (آپ کا ابلیس کو اس ذلت وحقارت کے ساتھ دیکھنا، حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دین کی عزت اور آپ کی حقانیت کے ظہور کی وجہ سے تھا کہ آپ ...

marfat.com

وخوار ظاہر ہوا۔ شرح)

فائدہ: آپ نے یہ خواب بروز یکشنبہ (اتوار) بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ ۴۹۱ھ کو دیکھا۔ آپ کی عمر شریف کے حساب سے آپ اس وقت اکیس سال کے ہوں گے کیونکہ آپ کی ولادت چار سو ستر یا اکہتر ہجری میں ہوئی ہے۔ گویا یہ واقعہ آپ کی اس ابتدائی عمر شریف کا ہے، جس وقت آپ تحصیل علم میں مشغول تھے، اور آپ بچپنے ہی سے مظہر خوارق وکرامات اور مصدر خیرات وبرکات تھے، رضی اللہ عنہ (از شرح)

مقالہ بست ودوم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے مومن بندہ کو اس کے ایمان کی مقدار وانداز ہ کے مطابق آزماتا رہتا ہے۔ پس جس کا ایمان بہت بڑا ہوتا ہے، اور اس کے ثمرات ونتائج وافر ہوتے ہیں اور انوار وتجلیات کا بکثرت ظہور ہوتا ہے تو اس کی بلائیں بھی بڑی ہوتی ہیں رسول کی بلاء نبی کی بلاء سے بہت بڑی ہے اس لیے کہ اس کا ایمان بہت بڑا ہے۔

فائدہ: رسول اسے کہتے ہیں جو خلق کی ہدایت کیلئے اس کی طرف مبعوث ہو اور وہ صاحب کتاب وشریعت ہو۔ اور نبی وہ ہے جو بے کتاب وشریعت ہدایت کے لیے مبعوث ہو۔ (شرح) اسی طرح ابدال کی بلاء سے نبی کی بلاء بہت بڑی ہے اور ولی کی بلاء سے ابدال کی بلاء بہت بڑی ہے۔ ہر ایک کو اس کے ایمان ویقین کی مقدار پر ابتلاء ہے۔ اس کی دلیل وبنیاد نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ ہم گروہ انبیاء باوجود تفاوت درجات ومراتب از روئے محنت وبلاء لوگوں سے زیادہ سخت ہیں۔ پھر جو ان کے زیادہ مماثل ہو، وہ اس بلاء میں بھی سخت تر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیشہ بلاؤں کو ان پیشوایان کرام کے لیے برقرار رکھتا ہے، تاکہ وہ ہمیشہ بارگاہ الٰہی کے حضور میں رہیں اور بیداری وہوشیاری سے بے خبر نہ ہو جائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں محبوب رکھتا ہے

marfat.com

پس وہ محبت والے حق کے محبوب ہیں، اور محب اپنے محبوب کی دوری کو پسند نہیں کرتا۔ پس بلائیں ان کے قلوب کو اللہ کی طرف کھینچنے والی ہیں، اور ان کے نفسوں کو مقید رکھتی ہیں تا کہ ان کے مطلوب کے سواء کسی دوسرے کی طرف مائل ہونے اور اپنے خالق کے سواء سے آرام وسکون پانے اور مائل ہونے سے باز رکھیں۔ پھر جب یہ ان کے حق میں دائمی طور پر رہتی ہیں، تو ان کے نفوس شکستہ اور خواہشیں فناء ہو جاتی ہیں اور باطل سے حق جدا ہو جاتا ہے۔ پس خواہشیں اور ارادے اور لذت کی طرف میلان اور تمام راحتیں دنیا وآخرت میں منقبض اور سکڑ جاتی ہیں۔ پھر وہ دل میں راہ نہیں پاتیں، اور وہ وعدہ الٰہی سے آرام وسکون حاصل کرتے، اور اس کی قضاء سے راضی رہتے، اور اس کی عطاء پر قناعت کرتے اور اس کی بلاء پر صبر کرتے، اور اس کی مخلوق کے شر سے امن میں رہتے ہیں، اور دل ان سے محفوظ رہتا ہے۔ پس دل کی شوکت قوی ہو جاتی ہے۔ پھر اعضاء وجوارح پر دل کی ولایت قائم ہو جاتی ہے، اس لیے کہ بلاء قلب ویقین کو قوی کرتی، اور ایمان وصبر کو ثابت وبرقرار رکھتی، اور نفس وہوا کو کمزور کرتی ہے۔ اس لیے کہ جب بھی مومن کو کوئی تکلیف پہنچتی، اور اس کی جانب سے صبر ورضا اور تقدیر الٰہی پر سپردگی پائی جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور اس کی عزت افزائی کرتا ہے۔ پھر اس کے پاس اللہ کی مدد، عمل میں افزونی، اور عمل کے اسباب کی توفیق آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اگر تم نے شکر کیا تو ضرور بالضرور میں اور زیادہ کروں گا اور جب نفس میں کوئی جنبش ہوتی ہے کہ کسی نفسانی خواہش کی طلب کریں، اور دل کی کسی لذت کی آرزو کریں، تو دل اس خواہش کو قبول کرتا ہے۔ حالانکہ یہ اجابت قلب، امرِ الٰہی[1] اور اذنِ ربی کے بغیر ہوتی ہے، تب اسے حق سے غفلت وبے خبری اور اس کی

1۔ امر و اذن میں فرق یہ ہے کہ امر میں طلب ہے اور کسی کام کا حکم دیتا ہے، خواہ امر بطریق وجوب ہو یا استحباب اور اذن میں طلب نہیں ہے، بلکہ اس سے مانع کا اٹھا دینا ہے یہ اباحت میں ہے۔ پس اذن کا پایہ امر کا مرتبہ سے کم ہے لہٰذا عرفاء کہتے ہیں کہ اذن قوت واجتہاد بخشتا ہے اور امر فضل وجود لاتا ہے۔ (شرح)

marfat.com

نافرمانی (معصیت) حاصل ہوتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نفس کو بسبب طلب شہوت، اور قلب کو بسبب اجابت قلب، دونوں کو رسوائی، بلاؤں، غلبہ مخلوق، رنج و آفت اور درد و مرض میں ڈال دیتا ہے پس قلب و نفس ہر ایک کو اس میں اسے اپنا اپنا حصہ پہنچتا ہے۔ لیکن اگر دل نفس کی خواہش کو قبول نہ کرے یہاں تک کہ حق کی جانب سے اذن آجائے، خواہ بطریق الہام، جو اولیاء کے لیے ہے، یا بطریق وحی صریح جو نبیوں رسولوں کے لیے ہے تو وہ اس پر عطا و منع میں عمل کرتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ قلب و نفس کو رحمت و برکت، عافیت و خوشنودی، نور و معرفت، قرب و بے نیازی اور آفتوں سے سلامتی کے ساتھ سرفراز فرماتا ہے پس تم اسے جان لو، اور یاد رکھو، اور ان بلاؤں سے ڈرو، اور اللہ کی ناراضگی سے خوف کرو، جو شہوت و لذت کے لیے نفس و ہوا کے قبولیت کی جلدی میں ہے، بلکہ توقف کرو، اور اس میں اذن مولیٰ کا انتظار کرو، پس تم دنیا و آخرت میں انشاءاللہ سلامت رہو گے۔

مقالہ بست و سوم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

کم اور تھوڑے رزق پر راضی رہو، اور اسے خوب لازم کر لو۔ (یعنی اس پر قناعت کرو اس سے زیادہ بڑے کی آرزو کرو) یہاں تک کہ کتاب (یعنی قضاء و قدر) کا لکھا ہوا اپنی مدت کو پہنچے۔ پھر اس سے اعلیٰ و نفیس تر سے بدلہ جائے، اور اس پر تم فخر کرو جس میں بقاء ہے اور وہ دنیا و آخرت میں بے رنج و غم اور بلا خطرہ و زیادتی محفوظ رہے گی پھر اس سے بھی تمہاری ترقی ہوگی یہاں تک کہ اس سے آنکھوں کی ٹھنڈک پاؤ گے جو بہت برکت والی ہوگی۔

جان لو! کہ ترک سوال سے تمہاری قسمت ضائع نہیں ہوگی۔ اور جو تمہاری قسمت میں نہیں ہے، وہ سوال، کوشش اور قوت و طاقت میں تمہارے حرص کرنے سے مل نہ

marfat.com

جائے گی تو صبر کرو، اور موجودہ حال پر قناعت کرو، اور اسی پر راضی رہو۔ تم نہ کچھ لو اور نہ کچھ دو، یہاں تک کہ تمہیں اس کا حکم دیا جائے۔ اور نہ خود بخود جنبش کرو، اور نہ خود بخود ساکن رہو، کہ کہیں تمہارے اس حال میں یا اس مخلوق کے حال میں جو تم سے بدتر ہے مبتلاء نہ کر دیا جائے، اس لیے کہ تم نے اس طلب وسعی میں حد سے زیادہ تجاوز کیا اور ظلم کیا، حالانکہ ظالم کو اللہ تعالیٰ چھوڑتا نہیں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے ہی ہم ظالموں کو ایک دوسرے پر مسلط کرتے ہیں۔ (تو ہم تمہارے ساتھ بھی تمہارے ظلم کے بدلے ایسے ہی کریں گے) اس لیے کہ تم اس بادشاہ عظیم کے گھر میں اور اس کی حکومت ہو، جس کی شوکت وقوت شدید وسخت ہے، اور اس کا لشکر کثیر و بے اندازہ ہے، اس کی مشیت نافذ، اور اس کا حکم غالب اور اس کی بادشاہت پائندہ، اور س کی حجت دائمی، اس کا علم و دانش باریک و دقیق، اس کی حکمت رساں، اس کا فیصلہ راست وہموار، اور زمین و آسمان میں ایک ذرہ برابر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ظالم کے ظلم سے درگزر نہیں کرتا۔ تمہارا ظلم تو اعظم اور تمہارا جرم تو بہت بڑا ہے۔ اس لیے کہ تم نے اپنی ہستی میں خود بخود تصرف کر کے خدا کا شریک اس کی مخلوق میں سے اپنے نفس کو بنالیا۔ (اَفَمَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ کا اسی طرف اشارہ ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ الایہ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ کسی کو شریک گرداننے کو نہیں بخشتا، اس کے سوا جو چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ تو تم بکوشش شرک سے بچو اور اس کے قریب تک نہ جاؤ۔ اور اپنے حرکات وسکنات میں اس سے اجتناب کرو، خواہ رات ہو یا دن، خلوت ہو یا جلوت، ہر آن شرک خفی وجلی سے پرہیز رکھو، اعضاء وقلب کو ہر حال میں معصیت سے بچاؤ۔ گناہوں کو چھوڑ دو خواہ ظاہری ہوں یا باطنی گناہ خدا سے نہ بھاگو، پس وہ تم کو پکڑ لے گا، اور اس کے فیصلہ میں جھگڑا نہ کرو، پس وہ تم کو پارہ پارہ کر دے گا، اور اس کے حکم میں تہمت نہ باندھو، پس وہ تم کو ذلیل ورسوا کر دے گا، اس سے غافل نہ ہو، پس وہ تم کو فراموش کر دے گا، اور تم کو مبتلاء آلام کر دے گا۔ اور اس کے گھر

marfat.com

(مملکت) میں کوئی نئی بات پیدا نہ کرو، ورنہ ہلاک کر دے گا۔ اور اس کے دین میں اپنی خواہش سے کوئی بات نہ کرو، پس وہ تم کو مردود کر دے گا۔ تمہارا دل تاریک کر کے ایمان و معرفت سلب کر لے گا، اور تم پر شیطان لعین کو، اور تمہارے نفس اور خواہشوں کو، اور تمہارے عزیز اور پڑوسیوں کو، اور تمہارے دوست اور پیاروں کو، اور اپنی تمام مخلوق کو حتیٰ کہ تمہارے گھر کے بچھوؤں، سانپوں اور جنوں، اور دیگر حشرات الارض کو مسلط کر دے گا۔ پس تمہاری دنیاوی زندگی کو مکدر و خراب کر دے گا، اور آخرت میں تمہارے عذاب کو طول دیدیگا۔ (اعاذنا اللہ منہا)

مقالہ بست و چہارم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی سے ضرور ڈرو اور بچو، اور صدق و حق کے ساتھ اس کے دروازہ کو لازم کر لو، اور اپنی طاقت و سعی کو اس کی طاعت میں صرف کرو۔ عذر خواہ بن کر تضرع و زاری کر کے، حاجتمندی اور خشوع و خضوع اظہار کر کے، جمعیت خاطر ہو کر اس کی مخلوق کی طرف نظر نہ کر کے اس کی فرمانبرداری کرو۔ اپنی خواہشوں کی پیروی نہ کرو، اور دنیا و آخرت میں بدلہ کے طالب نہ ہو۔ اور منازلِ عالیہ اور مقامات شریفہ کے ارتقاء کے خواہاں نہ ہو۔ اور اس کا یقین رکھو کہ تم اس کے غلام ہو، اور بندہ و غلام کا جو کچھ ہے اس کا مالک، اس کا مولیٰ ہے۔ اپنے مولیٰ پر غلام کسی چیز کے حق کا خواستگار نہیں ہوتا۔ (یعنی غلام کو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے مولیٰ سے اجر و ثواب، جاہ مرتبہ طلب کرے وہ مولائے حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ ظاہر ہے کہ تمام اسباب و آلات، اور اعضاء و جوارح قوت و طاقت، اور اعمال و افعال کی قدرت و توفیق سب اسی کی پیدا کردہ ہے، بندہ کس چیز پر اجر و ثواب طلب کرتا ہے؟ اگر وہ عنایت فرماتا ہے تو یہ اس کا فضل و کرم ہے۔ (شرح)

marfat.com

ادب واحترام کو اچھا جانو، اپنے مولیٰ پر تہمت نہ رکھو۔ ہر شے اس کے اندازہ میں ہے اسے کوئی مقدم نہیں کرسکتا، جسے اس نے موخر کیا، اور نہ کوئی موخر کرسکتا ہے، جسے اس نے مقدم کیا۔ اور جتنا تمہارے لیے مقدر فرمایا، وہ اپنے وقت اور اپنی مدت پر وہ شے آئی گی خواہ تم چاہو، یا انکار کردو۔ اور جو ہونے والا ہے اس پر حرص نہ کرو، اور جو تمہارے سوا دوسرے کا ہے اس پر افسوس نہ کرو۔ پس جو شے تمہارے پاس نہیں ہے، وہ اس سے خالی نہیں کہ یا تو وہ تمہارے لیے ہوگی، یا دوسرے کے لیے۔ پس اگر وہ تمہارے لیے ہے تو تمہیں ضرور پہنچے گی، اور تم کو اس کی طرف کھینچکر لے جایا جائے گا، پس عنقریب وہ حاصل ہونے والی ہے۔ اور جو چیز تمہاری نہیں ہے، تو وہ پھیر دی گئی ہے، اور تمہیں اس سے پھیر دیا گیا ہے، تو وہ تمہیں کیسے حاصل ہوگی۔ پس تم اس چیز کے بارے میں جس کے تم درپے ہو حسن ادب کو ملحوظ رکھو۔ اپنے موجودہ وقت میں اپنے مولیٰ کی طاعت کرو۔ اپنے سر کو نہ اُٹھاؤ اور نہ ماسوا کی طرف اپنی گردن جھکاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ الایہ یعنی اس چیز کی طرف اپنی نظریں نہ اُٹھاؤ جس کی اقسام سے کافروں کو بہرہ مند کیا، وہ دنیاوی زندگی کی زیبائش ہے، تا کہ اس میں ہم ان کو آزمائیں، اور تمہارے رب کا رزق تو بہتر و پائندہ ہے۔ بلاشک وشبہ اللہ عزوجل نے تمہیں منع کیا ہے کہ جس حال میں قائم ہو، اس کے سوا کی طرف التفات کرو، حالانکہ تمہارا رزق تو اس کی طاعت میں ہے، جسے اللہ نے تمہیں اپنے خزانہ اور اپنے رزق وفضل سے عطا فرمایا، اور تمہیں فرمایا کہ اس کے ماسوا جو کچھ ہے وہ ایسا فتنہ ہے جس سے وہ فتنہ میں مبتلا کرتا ہے۔ لہٰذا اپنی قسمت پر راضی رہنا تمہارے لیے بہتر ہے۔ وہی سزاوار وافضل ہے۔ پس لازم ہے کہ ایسا کرو، یہی تمہاری عادت، خصلت مسکن، شعار، پیراہن، مراد، مقصد، خواہش، آرزو اور تمنا ہونی چاہیے۔ تب تم ہر مقصود کو پاؤ گے، اور اسی نہج پر ہر مقام تک پہنچو گے، اور ہر نیکی، نعمت، تازہ بتازہ مال، سرور اور اگرانمایہ چیز کی طرف ترقی ہوگی۔ کوئی جان واقف نہیں کہ کیا چیز اس کی بھلائی کے

marfat.com

لیے پوشیدہ رکھی گئی ہے جس میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ یہ بدلہ ان اعمال کا جو وہ کرتے تھے۔ گناہوں کے ترک اور عبادت پنجگانہ کے بعد کوئی عبادت کامل تر اور اس سے بڑی نہیں ہے۔ (اس سے مراد یا تو اسلام کے ارکان خمسہ ہیں، یا نماز پنجگانہ بسبب ان کی فضیلت میں مبالغہ کے) ان دونوں عمل کے بعد کوئی عمل ان سے زیادہ شرافت والا، اور اللہ کی طرف محبوب نہیں ہے، اور نہ کوئی اور اس کے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ جس کا میں نے تم سے ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تم کو اس کی توفیق مرحمت فرمائے جس کو وہ محبوب رکھے اور اپنے احسان کے ساتھ جس پر وہ راضی رہے۔

مقالہ بست و پنجم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

کسی کو ہرگز ہرگز یہ نہ کہو کہ اے تہید ست، اور اے وہ شخص جس سے دنیا اور اہل دنیا نے منہ پھیر لیا ہے۔ یا اے گمنام، یا اے بھوکے پیاسے، یا اے برہنہ تن، یا اے تفتہ جگر، یا اے پراگندہ حال جو کسی زمین کے گوشہ یا مسجدوں و ویران جگہ میں پڑا ہوا ہو، اور ہر دروازہ سے دھتکارا ہوا ہو، اور وہ ہر مراد سے دور، شکستہ دل اور اس کے دل میں ہر حاجت و مراد کا اژدحام ہو۔ (مطلب یہ کہ جس شخص کو ایسے حال میں مبتلاء دیکھو، اسے از راہ تحقیر و تذلیل ان الفاظ سے نہ پکارو۔ اس کے بعد حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ ہدایت فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ نہ کہو) بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے فقیر و محتاج بنادیا، اور مجھ سے دنیا کو لپیٹ دیا، اور مجھے پریشان و پراگندہ بنادیا، اور مجھے جمعیت خاطر نہیں دی اور مجھے ذلیل و رسوا کر دیا، اور مجھے دنیا سے گزارہ کے موافق نہیں دیا، اور گمنام کر دیا، اور میرا ذکر مخلوق اور میرے بھائیوں میں بلند نہیں کیا، اور دوسروں کو اپنے پاس سے بھرپور فراخی کے ساتھ نعمتیں دیں جس میں وہ دن رات مگن رہتے ہیں، اور مجھ پر ان کو اور میرے شہر والوں کو فضیلت دی، حالانکہ ہم دونوں مسلمان و

marfat.com

مومن ہیں اور ہم دونوں کی ایک ہی ماں حوا، اور ایک ہی باپ حضرت آدم علیہما السلام ہیں، جو لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔ (اس کے بعد اب اس مردفقیر کے جواب میں فرماتے اور اس کو دیتے ہیں:۔)

اے مرد فقیر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ ایسا ہی کیا۔ اس لیے کہ تیری عادت سخت تھی (یا یہ کہ تیری مٹی سخت اور بے ریگ تھی) اور رطوبت ونمی تو اللہ کی رحمت میں ہے، جو تجھ پر برابر پہنچ رہی ہے، اور صبر، رضا، یقین، موافقت، علم، انوارِ ایمان اور توحید تیرے پاس تہ بہ تہ ہے، پس تیرے ایمان کا درخت اور اس کا پودا، اور اسکا تخم ثابت، مضبوط واستوار پتے لانے والے، پھل دینے والے، پھلنے پھولنے والے، شاخ در شاخ ہونے والے، سایہ دینے والے، بلند و بالا اور ہر دن زیادتی اور نمو میں ہے، اسے کیا ضرورت ہے کہ اس کی جڑ میں خس وخاشاک کی کھاد ڈالی جائے، جس سے وہ بڑھے اور تربیت حاصل کرے، یقیناً اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں اس حال پر فارغ ہو چکا ہے، اور آخرت میں ہمیشہ باقی رہنے والا گھر عطا کر چکا ہے، اور تجھے اس کا مالک بنا چکا ہے، اور آخرت میں تیری عطا میں وہ نعمتیں ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا، اور نہ کسی دل میں گزرا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا تَعلَم نَفسٌ الآیہ۔ یعنی کوئی جان واقف نہیں کہ اس کے لیے کیا کیا چیزیں مخفی کی گئیں ہیں، جن سے آنکھوں کو ٹھنڈک ہو، بدلہ اس کا جو وہ عمل کرتے تھے، یعنی جو وہ دنیا میں عمل کرتے تھے اوامر کی ادائگی سے اور مناہی (ممانعت) کے ترک پر صبر کرنے اور معاملہ کو اللہ پر سپرد کرنے اور قسمت کو اسی پر سونپنے اور تمام امور میں اسی کی موافقت کرنے سے۔ (یعنی ان تمام اعمال کا آخرت میں وہ بدلہ ہے۔)

لیکن اے مردِ فقیر! تیرے سوا وہ دوسرے لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مال و دولت دی، انہیں مالک بنایا، آرام وآسائش میں رکھا، اور انہیں وافر نعمتیں دیں، یہ اللہ نے اس لیے کیا کہ ان کے ایمان کے محل کی زمین شور اور پتھریلی تھی، پانی اس میں ٹھہر نہیں سکتا تھا، اور نہ درخت جم سکتے تھے، اور نہ کھیتی ومیوے پرورش پا سکتے تھے، تو ان پر

marfat.com

خس و خاشاک کی وہ کھاد ڈالی جس سے کھانس پھونس اور درخت نشوونما پا سکیں یہی دنیا اور اس کے ساز و سامان کا حال ہے، تاکہ اس ساز و سامان دنیا سے وہ چیز جو اسکے دل کی زمین میں ایمان کا درخت اور عملوں کے پودے پیدا ہوئے ہیں محفوظ رہیں۔ اگر اس کھاد کو اس کی زمین سے دور کر دیا جائے، تو گھانس پھونس اور درخت یقیناً خشک ہو جائیں، اور میوے اُگنے بند ہو جائیں، اور گھر ویران ہو جائیں۔ (اس سے معلوم ہوا کہ عالم میں مسلمان اغنیاء اور مالداروں کا وجود دنیا کی آبادی میں دخل انداز ہے، اگر ان غنیوں کا وجود نہ رہے تو دنیا ویران ہو جائے) حالانکہ اللہ تعالیٰ دنیا کی آبادی کو چاہتا ہے پس غنی کے ایمان کے درخت کی جڑیں کمزور ہیں۔ اور اے مردِ فقیر! غنیوں کے ایمان کا درخت اس چیز سے خالی ہے، جس سے تیرے ایمان کا درخت شاداب ہے، تو اس غنی کے ایمان کی قوت و بقاء اسی سے ہے جو اس کے پاس دنیا کی قسم قسم کی نعمتیں ہیں۔ بس باوجود درخت کے ضعیف البیان ہونے کے، اگر دنیا کی ان نعمتوں کو جدا کر لیا جائے تو درخت ہی سوکھ جائے تو غنی کا ایمان کفر و انکار سے بدل کر منافقوں، مرتدوں اور کافروں کے ساتھ شمول کر جاتا۔ بارِ الٰہ! مگر اس وقت کہ اللہ تعالیٰ غنی کی طرف صبر و رضا اور یقین و علم اور قسم قسم کے معارف کا لشکر بھیج دے، پھر ان سے ان کا ایمان قوی و مضبوط ہو جائے۔ پھر اس وقت تونگری اور نعمتوں کی جدائیگی کا خطرہ نہ رہے گا۔

مقالہ بست و ششم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

- اپنے چہرہ سے برقع[1] اور چادر کو نہ اُٹھاؤ، یہاں تک کہ تم خلق سے نہ نکل جاؤ اور

1- برقع اور قناع زنانہ پردہ ہے، عرب کی عورتیں چہرہ پر برقع ڈالکر اوپر سے قناع یعنی چادر اوڑھتی تھیں۔ یہاں عورتوں کا پردہ یعنی برقع اور چادر سے اس طرف اشارہ ہے کہ مرد کو کمال کے ظہور اور برہان توحید کی تحقیق تک عورتوں کے حکم میں ہے، اور اسے مردانگی کا دعویٰ درست نہیں ہے۔ کیونکہ معرفت کے اسرار و انوار عورت کے حکم میں ہیں کہ مردوں سے انکا چھپانا اور پوشیدہ رکھنا لازم ہے۔ اسی لیے آپ فرماتے ہیں کہ اپنے حال کے چہرہ سے پردہ نہ اُٹھاؤ، اور بغیر محبت کے کمال کا دعویٰ نہ کرو۔ (شرح)

marfat.com

فانی نہ ہو جاؤ۔ (مطلب یہ کہ خلق کی تعریف اور ان کی بُرائی، ان کے ضرر و نفع اور طمع سے دست کش نہ ہو جاؤ ایسا نہ کرو) تمام احوال میں اپنی پشت مخلوق کی طرف پھیر دو۔ اور خواہشات کو فنا کر دو۔ پھر اپنے ارادوں کو زائل کر دو، اس کے بعد دنیا و آخرت کی تمام کائنات سے فانی بن جاؤ۔ اور سوراخ دار برتن کی مانند ہو جاؤ، جس میں اپنے رب کے ارادہ کے سوا کوئی ارادہ باقی ہی نہ رہے۔ پھر اپنے رب سے پر ہو جاؤ۔ (جب خودی سے اپنے کو خالی کر لو گے، تب نور پروردگار سے بھر جاؤ گے۔ اور جب اپنے سے فانی ہو جاؤ گے تب اللہ تعالیٰ کے ساتھ باقی بن جاؤ گے، کیونکہ ہر فناء کو بقاء لازم ہے بحکم اِذَا خَرَجَ الزُّوْرُ دَخَلَ النُّوْر جب صفات بشریت کی تاریکی جاتی رہے گی، تب ربوبیت کے انوار کا پرتو داخل ہو جائے گا) پس تمہارے دل میں اپنے رب کے سوا کسی کی جگہ نہ رہے، تو اپنے دل کے نگہبان بنا دیئے جاؤ، توحید اور عظمت و جبروت کی تلوار تمہیں دیدی جائے۔ (تا کہ اس کے غیر کو قطع کر سکو، اور اس کے سوا کسی کو قادر، موثر اور متصرف نہ جانو)۔

اس کے بعد جس کو بھی تم دیکھو کہ تمہارے سینہ کی فضاء کی راہ سے تمہارے دل کی دروازہ کے قریب ہو گیا ہے، تو اس کا سر گدھی سے توڑ دو۔ پھر تمہارا نفس اور تمہاری خواہش و ارادہ اور آرزو و دنیا و آخرت میں تمہارے سامنے سر نہ اُٹھا سکے، اور نہ اس کی کوئی بات سنی جائے اور نہ اس کی رائے کی پیروی کی جائے۔ بجز امر رب کی پیروی اور اس پر قیام اور اس کی قضاء پر راضی ہونے کے، بلکہ قضاء و قدر میں فنا ہو جاؤ، (یہ مقام مقام رضا سے بالاتر ہے) تو تم رب کے بندے اور اس کے حکم کے غلام ہو جاؤ نہ کہ خلق کے بندے اور ان کی رائے کے غلام۔ پھر جب امر تم میں اس طرح راسخ ہو جائے، تو تمہارے دل کے گرد غیرت کے تنبو لگا دیئے جائیں گے، اور عظمت کی خندقیں کھود دی جائیں گی، اور جبروت کا غلبہ ہو جائے گا، اور حقیقت توحید کے لشکروں سے دل کو گھیر دیا جائے گا اور اس کے گرداگرد حق کے پاسبان قائم کر دیئے جائیں گے،

marfat.com

تا کہ دل کی طرف یہ مخلوق راہ نہ پا سکے۔ یعنی شیطان، نفس، ہوا، ارادہ، باطل تمنا، جھوٹے دعوے، جو طبیعتوں اور بُرے کام سکھانے والے نفسوں کی طرف سے پیدا ہوتے ہیں، اور گمراہیاں جو خواہشات نفسانیہ سے پیدا ہوتی ہیں ان میں سے کوئی بھی دل کی طرف نہ جا سکیں۔ پس اس وقت اگر تقدیر میں خلق کا تمہارے پاس آنا لکھا ہے، تو تمہاری طرف متواتر، پے در پے یکے بعد دیگرے آئیں گے، اور سب کا تم پر اتفاق ہوگا (کہ تم صاحب فضل اور صاحب ولایت ہو) تا کہ وہ نور تاباں اور نشانہائے روشن اور حکمت بالغہ سے حصہ پائیں۔ وہ ظاہر طور پر کرامتوں اور خوارق[1] عادات جو محکم اور استوار ہیں دیکھیں گے، اور اس کے سبب قربتوں طاعتوں، مجاہدوں، ریاضتوں، اور اپنے رب کی عبادتوں میں زیادتی کی جائے۔

تم کو ان تمام مخلوق کی بدیوں سے محفوظ رکھا جائے گا اور ان کی خواہشات، ان کی خود بینی سے اور ان کی کثرت رجوعات پر فخر ومباہات اور ان کے دل میں تمہاری مقبولیت اور ان کے متوجہ ہونے کے سبب نفس کے میلان سے بچایا جائے گا۔ اسی طرح اگر تمہارے مقدر میں حسین وجمیل بیوی مع اس کے گزر اوقات اور اس کی مشقتوں کے ہے، تو اس کے شر سے محفوظ رکھا جائے گا اور ان کے بوجھ، اور اس کی اولا قرابت داروں کے شر سے محفوظ رکھا جائے گا، اور تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایسی بخشش ہوگی جو ہر شر سے محفوظ، برکت والی اور ہر کدروت سے پاک وصاف، اور ہر خباثت وفساد، اور ہر کینہ وانتقام سے مبراء اور پس پشت خیانت سے محفوظ ہوگی، اس وقت وہ بیوی تمہاری مطیع ہوگی، وہ اور اس کی اولاد مسخر ہوگی، اور تم اس کا بوجھ برداشت کرسکو گے، اور اس کی اذیت وتکلیفیں دور کردی جائیں گی۔ اور اگر اس بیوی

---

[1]- خوارق عادت کرامات کی تفسیر ہے، اور عادت سے مراد وہ سنت الٰہیہ ہے جو کائنات میں جاری ہے ممکن ہے کہ کرامات سے مراد آفاقی ہوں، اور خوارق عادات سے مراد نفسی یعنی جانوں سے ہوں۔ اور عادات دل کی عادت پر محمول ہو۔ یا اس سے مراد وہ صفات کاملہ اور اخلاق عظیمہ ہوں جو علامت ولایت اور کمال نفس کا نشان ہے، جیسا کہ ان معجزات کے درمیان فرق بتانے میں کیا جاتا ہے جو نبوت کی علامات ہیں۔ ۱۲ (مترجم)

marfat.com

سے اولاد بھی مقدر ہے، تو وہ نیک و پاکیزہ اولاد ہوگی، جو تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنے گی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے ان کی بی بی کو ان کے لیے شائستہ بنا دیا۔ اور فرمایا اے مولیٰ ہماری بیبیوں سے ایسی اولاد مرحمت فرما جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہو، اور بنا ہم کو نیکوکاروں کا پیشوا۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اے میرے رب اس اولاد کو اپنی مرضی کا بنا۔ ان آیات میں دو دعائیں ہیں جن پر عمل کیا جائے گا، یعنی وہ تمہارے حق میں مقبول ہوں گی۔ خواہ تم اس کی دعا مانگو یا نہ مانگو اس لیے کہ یہ ان دعاؤں کا محل اور اس کی نعمتوں کا مقام ہے۔ اور اس نعمت سے معاملہ و مقابلہ کرنے کا وہی سب سے زیادہ لائق ہے جو اس مرتبہ کا اہل ہو، اور اس مقام پر اسے قائم کیا گیا ہو، اور اس کے لیے فضل و قرب مقدر کیا گیا ہو۔

اسی طرح اگر کوئی دنیاوی شے مقدر کر دی گئی ہے، تو وہ نقصان نہیں پہنچائی گی اس لیے کہ یہ تمہارا حصہ ہے۔ پس جو تمہاری قسمت میں ہے، تو وہ تقدیر الٰہی، اور اس کے ارادہ سے پاک و مصفے بن کر تمہیں ضرور ملے گی۔ اور اس کا وارد ہونا شامل حال بن چکا ہے پس اس کے پہنچنے اور تمہیں اس پر عمل کرنے پر ثواب ملے گا، جیسا کہ تمہیں فرض نماز اور فرض روزے ادا کرنے پر ثواب دیا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ چیز جو تمہاری قسمت میں نہیں ہے اس میں حکم دیا جاتا ہے کہ اسے اس کے حقداروں کی طرف پھیر دو۔ مثلاً دوست، پڑوسی، برادر، مستحق فقراء اور وہ لوگ جنہیں زکوٰۃ لینا جائز ہے، اور ان کے حال کا اقتضاء ہو۔

پس تم احوال کو کھولو گے اور اسے ممتاز کرو گے (اور تم ہر ایک کو ظاہر طور پر جان لو گے) خبر مشاہدہ کے برابر نہیں ہے۔ (یعنی کشف احوال اور ان کے ممتاز کرنے میں محض لوگوں سے سنی سنائی خبروں پر اعتماد و بھروسہ نہ کرنا چاہیے، بلکہ بچشم خود مشاہدہ و معائنہ کرنا چاہیے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس کلام کی مراد یہ ہے کہ ان حالات و مقامات اور معارف و حقائق کا تذکرہ محض سنی سنائی باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ بچشم

marfat.com

خود معائنہ اور حقیقت حال کا مشاہدہ کرنے کے بعد ہے۔) پس جس وقت تم معائنہ و مشاہدہ کر لو گے تب تمہیں اپنا امر روشن، لطیف و پاکیزہ، جس پر قطعاً غبار نہ ہو، اور وہ دھوکہ وفریب آمیزش اور شک وشبہ سے پاک وصاف ہو، نظر آئے گا۔ تو تمہیں لازم ہے کہ صبر ورضا حفظ حال، گمنامی، پستی، سکون وقرار، خاموشی، خوف ورجاء اور خشیت الٰہی کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ خدا سے ڈرو، اسی سے خوف کرو۔ پھر کہتا ہوں کہ اسی کا ڈر دل میں جاگیزیں کرو، اور اس کے بابِ عالی کے سامنے نگوں ساری، چشم پوشی، شرمساری کو اختیار کرو۔ یہاں تک کہ تقدیر کا لکھا پورا ہو۔ پھر تمہارا ہاتھ پکڑا جائے اور سامنے لایا جائے اور تم سے تمہاری مشقتیں دور کی جائیں اس کے بعد فضائل وکمالات، جود و احسان اور رحمت وکرم کے دریا میں غوطہ دیا جائے، اور تمہیں انوار واسرار کی پوشاکیں پہنائی جائیں، نادر علوم لدنیہ سے سرفراز کیا جائے، پھر مقرب بارگاہ بنایا جائے، گفتگو وکلام سے نوازا جائے، اور ایسی نعمتوں سے نوازا جائے جس سے تم غنی ہو جاؤ، اور تمہارے دل میں برداشت کی قوت دے کر مقام رفیع تک لے جایا جائے، جہاں تم سے خطاب ہو کہ بے شک آج تم ہماری بارگاہ میں مقرب امانتدار ہو۔ پس اس وقت اپنی حالت کو سیدنا یوسف صدیق علیہ السلام کے اس حال پر قیاس کرو، جس وقت کہ ان سے مصر کے عظیم بادشاہ فرعون کی زبان سے خطاب کرایا گیا، بادشاہ کی زبان تو اسے کہہ رہی تھی اور اس کلام کو ادا کر رہی تھی، لیکن عرفاء کے نزدیک درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی مخاطب تھا پھر اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی ظاہری بادشاہت سپرد کی، تو آپ نہ صرف مصر کی بادشاہت، اور وہاں کے باشندوں کے مالک بنے، بلکہ معرفت وعلم قرب الٰہی اور مخصوص اسرار وانوارِ ربانی کے لائق بن گئے اور خدا کی بارگاہ میں آپ کا مرتبہ بلند ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ الآیہ یعنی ہم نے یوسف علیہ السلام کو مصر کی بادشاہت عنایت فرمائی، جہاں ان کی خواہش ہو وہاں بود وباش اختیار فرمائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے باشندوں کی جانوں کی

marfat.com

ملکیت کے بارے میں فرمایا کَذٰلِكَ لِنَصرِفَ عَنہُ السُّوءَ وَالفَحشَاءَ اِنَّہٗ مِن عِبَادِنَا المُخلِصِینَ یعنی اس طرح (ہم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کی بیوی کے فریب سے بچایا) تاکہ ہر برائی و بے حیائی کو ان سے پھیر دیں کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے علم و معرفت کی بادشاہت کے بارے میں حضرت یوسف علیہ السلام کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا ذالکما مما علمنی ربی الآیہ یہ تو وہی علم ہے جسے میرے رب نے مجھے سکھایا، میں نے اس قوم کی ملت چھوڑ دیا جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتی۔

تو اے مرد صدیق اکبر! جب تمہیں اس خطاب سے نوازا جائے، اور علم عظیم سے بھرپور حصہ مرحمت ہو، اور اس توفیق و احسان، قدرت ولایت عامہ اور نفس پر نافذ حکومت وغیرہ پر مبارکبادیاں ملیں، اور باذن الٰہی آخرت سے پہلے دنیا میں اشیاء پر قدرت حاصل ہو، اور آخرت میں دارالسلام اور عظیم المرتبت جنت میسر ہو، تو اس افضال واحسان پر اپنے مولائے کریم عزوجل کے چہرہ کی طرف ہی نظر ہو، کیونکہ وہی مطلوب ومقصود ہے، جس کی نہ غایت ہے اور نہ منتہیٰ۔ (اور اس سے بڑھ کر کوئی اور نعمت ہے ہی نہیں)

مقالہ بست و ہفتم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارجاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

اے مرد مسکین! خیر و شر کو ایک درخت کی دو شاخوں کے پھل سمجھو یعنی ایک ٹہنی اور شاخ تو میٹھا پھل دے، اور دوسری تلخ و کڑوا۔ تو تمہیں چاہیے کہ شہروں، ملکوں، اور زمین کے ان گوشوں سے دور رہو، جہاں اس درخت کی وہ شاخ پھیلی ہوئی ہے (جس کے پھل کڑوے ہیں) اور لوگ اس پھل کو توڑتے ہیں، تو تم اس زمین کے حصہ اور اس کے رہنے والوں سے دوری اختیار کر کے اصل درخت کے قریب ہو جاؤ (کہ درخت

marfat.com

ہی دونوں شاخوں کا اصل ومرجع ہے) اور اس درخت کے نگہبان اور اس کے خادم ایسے بن جاؤ کہ ہمہ وقت اس کے نزدیک ہی رہو۔ پھر ان دونوں شاخوں، اور ان کے پھلوں اور ان کے پھیلاؤ کو جانکر شیریں پھل والی شاخ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس کے بعد صرف اسی سے اپنی غذا وقوت حاصل کرو، اور دوسری شاخ اور اس کے پھلوں کی طرف ہاتھ بڑھانے سے کامل پرہیز کرو کہ کہیں تم اس کے پھل کھا کر اس کی تلخی اور کڑواہٹ سے ہلاک نہ ہو جاؤ۔ پس جب تم نے اس پر دوام حاصل کر لیا۔ تب تم ہر آفت وبلاء سے جو اسی تلخ پھل سے پیدا ہوتی ہیں محفوظ ومامون اور سلامت رہو گے۔ اور اگر تم درخت سے غائب ودور رہے اور ہر طرف سرگرداں رہے، اور اُن تلخ پھلوں کی طرف تمہارے ہاتھوں نے دست اندازی کی، تو تم اسے لے کر کھا لو گے کیونکہ تلخ وشیریں پھل باہم ملے جلے ہیں، وہ جداگانہ نہیں ہیں۔ پس بسا اوقات تمہارا ہاتھ تلخ پھل پر پڑ جائے گا۔ پھر اسے اپنے منہ تک لے جا کر تھوڑا سا کاٹ کر چبا لو گے اسی وقت اس کی تلخی تالو اور حلق کے باطنی حصے، دماغ اور نتھوں تک سرایت کر جائے گی اور وہ اپنا اثر تم میں شروع کر کے رگوں میں پھیل کر جسم کے تمام حصوں میں حلول کر جائے گی پھر تم اس سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ حالانکہ تم تلخی محسوس کرتے ہی بقیہ پھل کو اپنے موتھ سے نکال کر پھینکو گے، اور اس کے اثر کو کلیاں کر کے زائل کرنا چاہو گے، تب بھی وہ اثر جو جسم میں سرایت کر چکا ہے، اسے دور نہ کر سکو گے، اور یہ ازالہ کی کوشش سودمند نہ ہوگی۔

فائدہ: آپ کے اس کلام مبارک میں اس طرف تنبیہ ہے کہ محض بدی کرنے اور معصیت میں پڑنے ہی سے اس کا اثر تمام وجود میں سرایت کر جاتا ہے اور اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ اور اس کا پشیمان ہونا، اور اس کا ترک کرنا بعد اثر ونفوذ مفید نہیں ہوگا، جیسا کہ مذکور ہوا۔ لیکن کامل توبہ، اور مکمل طور پر اس سے باز رہنا اور دست کش ہو جانا، ایسا [illegible] کہ اس نے کیا ہی نہیں تھا۔ اس کے لیے توبۃ النصوح کی حاجت ہے۔ ایسا ہونا

marfat.com

بھی بہت غنیمت ہے، خصوصاً اُن بندگان خدا کے لیے جو اپنی جانوں پر ظلم کر چکے ہیں۔۱۲ (شرح)

اور اگر تم نے شروع ہی میں شیریں پھل کھایا، اور اس کی حلاوت جسم میں سرایت کر گئی، اور اس سے متمتع ہو گئے، تو تم شادکام بن گئے، یہ صرف ایک بار کا چکھنا یا کھانا کافی نہ ہو گا، بلکہ ضروری ہو گا کہ تم اسے بار بار کھاؤ گے، تو اس وقت جب کہ دوبارہ کھانے کا ارادہ کرو گے، تو تلخ پھل سے محفوظ نہ ہو گے۔ لہٰذا تمہیں یہی زیبا ہے کہ وہ طریقہ اختیار کرو جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں (کہ دنیا اور اہل دنیا سے دوری اختیار کر کے اصل درخت کے قریب ہو جاؤ) پس درخت سے دوری میں بھلائی نہیں ہے، اور سلامتی اس سے قریب ہونے اور اس کے ساتھ قائم رہنے میں ہے، تو (اب خوب جان لو کہ) نیکی و بدی، خیر و شر اللہ ﷻ ہی کا فعل ہے، اور وہی اس کا فاعل و متصرف اور بندوں کو اس طرف لے جانے والا ہے۔

فائدہ: اس تمثیل میں درخت سے مراد ذات باری تبارک و تعالیٰ ہے اور دو شاخوں سے اس کی صفات جلالیہ و جمالیہ اور ہدایت و اضلال ہے۔ اور پھل سے مراد خیر و شر ہے، جو پہلا شیریں، اور دوسرا تلخ ہے۔ اور درخت کی نزدیکی سے مطلب ذات صمدیت سے توبہ و استمداد اور استفادہ علم و معرفت کی طرف کنایہ ہے، تاکہ خیر و شر کے درمیان تمیز کی قوت حاصل ہو سکے۔ اور اسی تمثیل میں شہروں، ملکوں اور اطراف زمین سے مطلب، ان سے میل جول، علاقہ اور عقل، وہم کے احکام پر اور نفس کی خواہش و تمنا پر عمل کرنا ہے، جو کہ حیرانگی اور سرگردانگی اور آفت و ہلاکت میں واقع ہونے کا موجب ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ درخت سے تقدیر الٰہی مراد ہو جس کے دو گوشے ہیں یعنی خیر و شر۔ اور درخت سے نزدیکی، بطریق خدمت و ملازمت و قوت، یہ کنایہ قضا و قدر میں فنا ہونے سے ہو، واللہ علم۔ (شرح)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اللہ نے ہی تمہیں اور

marfat.com

تمہارے اعمال کو پیدا فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ اللہ تعالیٰ نے ہی اُونٹ وبکری اوراس کے ذبح کرنے والے کو پیدا فرمایا اور بندہ کے اعمال اوراس کی کمائی اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کردہ ہیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُدخُلُوا الجَنَّۃَ بِمَا کُنتُم تَعمَلُون۔ جنت میں داخل ہو جاؤ یہ جزاء ہے تمہارے عملوں کی پاکی ہے اسے جو اس نے اسقدر رحم وکرم فرمایا کہ عمل کی نسبت بندوں کی طرف فرمائی، اوراس کی جزا میں داخل جنت ہونے کا مستحق بنایا، ورنہ حقیقۃً دخول جنت اور توفیق عمل اسی کی رحمت وکرم سے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی بھی اپنے عمل کے بدلے جنت میں نہ جائے گا۔ کسی نے دریافت کیا، یارسول اللہ کیا آپ بھی نہیں؟ فرمایاہاں میں بھی نہیں! مگر یہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں مجھے ڈھانپ لے۔اس کے بعد حضور نے اپنا دست مبارک اپنے سرِ انور پر رکھا۔ یہ حدیث سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

اب جب کہ تم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار، اس کے حکم کے پیرو، ممنوعات الٰہیہ سے مجتنب، اوراس کی قضاء وقدر کے تابع ہو گئے، تو وہ تم کو اس کے شر سے محفوظ رکھے گا، اور تم پر اس کی نیکیاں اور بھلائیاں زیادہ فرمائے گا، اور دین ودنیا کی تمام بُرائیوں سے بچائے گا۔ دینی بُرائیوں سے بچانا اس طرح پر کہ کَذٰلِکَ لِنَصرِفَ عَنہُ السُّوءَ وَالفَحشَاءَ اِنَّہٗ مِن عِبَادِنَا المُخلَصِین۔ (اسی طرح تا کہ اس سے ہر بُرائی وبے حیائی کو پھیر دے کیونکہ وہ مخلص بندوں سے ہے) اور دنیاوی بُرائیوں سے بچانا اس طرح پر کہ (تمہیں اللہ کیوں عذاب کرے گا اگر تم نے اس کا شکر کیا اوراس پر ایمان لے آئے) مسلمان شکر کرتا ہے، کیونکہ بلائیں بھی اسی کی طرف سے ہیں، اور وہ بلاء سے عافیت کی طرف زیادہ نزدیک ہے، اس لیے کہ یہ زیادتی رحمت وکرم کا محل ومقام ہے، بسبب اس کے کہ وہ شکر گزار ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے لَئِن شَکَرتُم لَاَزِیدَنَّکُم اگر تم نے شکر گزاری کی تو ضرور ضرور اور زیادہ کروں گا پس جب کہ تمہارا ایمان آخرت میں جہنم کی آگ کی اس لپٹ کو بجھاتا ہے جو ہر نافرمان کی سزا کے لیے

marfat.com

ہے، تو وہ کیونکر دنیا میں بلاؤں کی آگ کو نہ بجھایا جائے گا۔ اللّٰھم! یا اللہ مگر وہ بندے جو مجذوب اور ولایت واصطفاء اور برگزیدگی کے لیے چن لیے گئے ہیں لہٰذا ان کو بلائیں پہنچنا ضروری ہیں، تا کہ نفس کی گندگی، میلان طبع اور خواہشات نفسانیہ اور ان کی لذتوں سے انہیں پاک وصاف کردے، اور خلق سے اطمینان، اور ان کے قرب سے خوشنودی، اور ان سے سکون وآرام، اور ان کے ساتھ راحت وقرار سب سے بے پروا کردے۔ لہٰذا ان کو مبتلائے آلام کیا جاتا ہے، تا کہ وہ تمام مخلوق اور ان کی آلائشوں کو چھوڑ دیں، اور ان سب کو نکال کر قلب کو پاکیزہ کردے، اور رب تعالیٰ کی وحدانیت خوب جاگزیں ہو جائے، حق کی معرفت حاصل ہو، اور گونا گوں اسرار وعلوم غیبیہ اور انوار قرب کی منزل بن جائے۔ اس لیے کہ دل ایسا مقام ہے جس میں دوئی کی گنجائش نہیں، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے، اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے، نیز ارشاد باری ہے اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً الآیہ۔ بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں جاتے ہیں، تو اسے خراب کرتے اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کرتے ہیں، پس وہ عزت والوں کو عمدہ گھروں سے اور بہتر زندگانی سے باہر کر دیتے ہیں یہی حالت ولایت قلب کی ہے کہ اس کو شیطان، نفس، خواہشات، اور وہ اعجاء جوان کے تابع ہو کر حرکت کریں، اور نافرمانیوں، ناحق اور باطل گمراہیوں کا ارتکاب کرا کے خراب کر دیتا ہے۔ پھر جب دل سے وہ حکومت جاتی رہتی ہے، تو اعضاء آرام پاتے اور دار السلطنت یعنی دل ماسوی اللہ سے خالی ہو جاتا ہے، اور وہ صحن جسے سینہ کہتے ہیں پاکیزہ ہو جاتا ہے۔ اب دل توحید ومعرفت اور علوم ربانیہ کا مخزن بن جاتا ہے، اور صحن صدر یعنی سینہ غیبی عجائبات اور واردات کا محمل ومقام ہو جاتا ہے۔ یہ تمام کیفیات انہی بلاؤں کا نتیجہ اور ثمرہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء (علیہم السلام) دیگر لوگوں کے مقابلہ بلاؤں میں زیادہ سخت ہوتے ہیں، پھر جوان کے مشابہ ہو وہ ان کی مثل ہے۔ نیز نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہمیں تم سے زیادہ اللہ کی معرفت، اور تم سے

marfat.com

زیادہ شدید اس کا خوف ہے۔ پس ہر وہ شخص جو بادشاہ کے زیادہ قریب ہوگا، اسے اس کا خوف اور خطرہ زیادہ ہوگا، اس لیے کہ بادشاہ کی نظر میں ہے، اس کی معروفتیں، اس کی حرکتیں، اور اس کی نشست و برخاست سب اس کی نظر میں ہیں۔

اب اگر تم یہ کہو کہ تمہارا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام مخلوق ایک شخص کی مانند ہے، اس سے ان کی کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ تو اس کلام کا کیا فائدہ ہے؟ (کہ وہ مقربوں کے احوال کو دیکھتا اور جانتا ہے، حالانکہ وہ تمام مخلوق کے احوال کو ایک شخص کی مانند دیکھتا ہے، اس میں مقربوں کی کیا تخصیص ہے؟) تو جواب میں کہا جائے گا کہ جب اس مقرب کی منزلت بلند ہوگئی، اور اس کا مرتبہ بزرگ ہوگیا، تو اس کا خطرہ بھی عظیم ہوگیا، کیونکہ اس مقرب پر سب سے بڑھ کر شکر گزاری واجب ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ اس پر فضل و نعمت فرمائی ہے، تو اب اس کی خدمت میں ادنیٰ بے توجہی، اور شکر میں کوتاہی کرنا، یہ اس کی طاعت میں کمی و نقصان کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی حرم مطہرات سے فرمایا یعنی اے نبی کی بیبیو! تم میں سے جو کوئی بھی کھلی نافرمانی کرے، تو اسے دونا عذاب ہوگا۔ تو نبی محرم کی حرم مطہرات سے یہ فرمانا اس لیے ہے کہ نبی کے ساتھ متصل ہونے کی بناء پر ان پر اس کی نعمتیں پوری ہو چکی ہیں۔ پس وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے متصل ہو اور اس کا مقرب بن جائے، اس کی کیا کیفیت ہوگی؟ اللہ تعالیٰ اس سے بلند و بالا ہے کہ اسے اس کی کسی مخلوق سے تشبیہ دی جائے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ، کوئی شے اس کی مثل ہے ہی نہیں۔ وہ سمیع و بصیر ہے۔

مقالہ بست و ہشتم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

کیا تم آرام و آسائش، آسودگی و خوشی، امن و سکون اور ناز و نعمت چاہتے ہو؟ حالانکہ ابھی تم دنیا کی بھٹی میں پگھلنے اور بہنے اور نفس کو مارنے، مجاہدہ، تمناؤں کے

marfat.com

از للہ اور دنیا وآخرت کے بدلے میں پڑے ہوئے ہو اور ابھی ان میں سے تم میں بہت کچھ باقی ہے، جو بالکل ظاہر و روشن ہے۔ اے جلد باز و آہستہ آہستہ چلو، تیز روی اختیار نہ کرو، تم پر دروازہ اس وقت تک بند رہے گا جب تک کہ ان آلائشوں میں سے کچھ باقی ہے۔ خواہ ایک ذرہ برابر ہی کیوں نہ ہو۔ مکاتب، غلام اس وقت تک رہتا ہے جب تک ایک حبہ بھی اس پر باقی ہے۔ (مکاتب، اس غلام کو کہتے ہیں، جس کو تحریر دے دی جائے کہ اتنی مقدار میں اگر روپیہ ادا کر دو گے، تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ اگر ایک درہم بھی باقی ہے، تو آزاد نہ ہوگا) لہٰذا اس وقت تک تم در قرب وقبول سے محروم ہو جب تک کہ کھجور کی گٹھلی کے چوسنے کی برابر بھی دنیا باقی ہے، دنیا تو تمہاری مراد وتمنا اور مقصود ہے، تو اس کی کسی چیز کو شوق ومحبت سے دیکھنا، اور طلب کرنا اور تمہارے نفس میں رغبت ہو کہ دنیا وآخرت میں کسی چیز کا بدلہ ملے۔ پس جب تک انمیں سے کچھ بھی باقی ہے، تو اس وقت تک فنا حاصل کرنے کے دروازہ پر ہو۔ لہٰذا ابھی صبر کرو، تاکہ علیٰ وجہ الکمال فنا حاصل ہو جائے، اور بھٹی سے تم نکل جاؤ۔ اور تمہاری زرگری مکمل ہو جائے۔ پھر زیور (بقاء) سے آراستہ کر کے خلعت پہنائی جائے، خوسبوؤں سے بسایا جائے۔ پھر بزرگ وبرتر بادشاہ کی طرف اُٹھایا جائے وہاں تمہیں خطاب ہو کہ بیشک آج تم ہماری بارگاہ میں صاحب منزلت امانتدار ہو پس محبت کی جائے، نرمی برتی جائے، اور فضل کے غذا و پانی سے سیراب کیا جائے، اور مقرب بنا کر نزدیک کر لیا جائے، اور اسرار کھول دیئے جائیں، اور تم سے کچھ پوشیدہ نہ رہے، اور اتنا دیا جائے کہ تم تمام چیزوں سے بے نیاز ہو جاؤ۔

کیا تم نے سونے کے ٹکڑوں کی طرف غور نہیں کیا، جو جدا جدا، اور بکھرے ہوئے ہیں اور دست بدست گردش میں رہتے ہیں کہ صبح کسی کے ہاتھ میں ہیں، تو شام کسی کے پاس کبھی عطاروں کے ہاتھ میں ہیں، تو کبھی سبزی فروشوں کے پاس۔ کبھی گوشت فروشوں میں تو کبھی کھال رنگنے والوں میں۔ کبھی تیل فروشوں میں، تو کبھی

marfat.com

کناف یعنی بھنگیوں چوڑھوںمیں، کبھی بہترین حرفت والون میں، تو کبھی ذلیل وادنٰی خبیث کاریگروں میں۔ پھر ان ٹکڑوں کو جمع کیا جاتا ہے، اور انہیں زرگر کی کٹھالی میں رکھ کر تیز آگ سے پگھلایا جاتا ہے پھر کُٹھالی سے نکال کر کوٹا اور نرم کیا جاتا ہے، نرم وملائم ہو جانے کے بعد زرگر سانچہ میں ڈالکر زیور بناتا ہے۔ پھر آب (جلا) دی جاتی اور چمکایا جاتا، اور خوشبو سے بسایا جاتا ہے پھر عمدہ مقامات میں رکھا جاتا ہے۔ خزانے، صندوق اور کسی مخفی گوشہ میں رکھ کر مقفل کیا جاتا ہے۔ یا کسی دلہن کے زیب گلو کر کے آراستہ وپیراستہ کیا جاتا ہے، کبھی وہ دلہن کسی بڑے بادشاہ کی ہوتی ہے، پس وہ ٹکڑے رنگریزوں کے ہاتھوں سے بادشاہ کے قریب اور اس کی مجلس میں لے جائے جاتے ہیں۔ یہ کب ہوتا ہے جب کہ وہ ٹکڑے پگھلتے، کٹتے اور نرم ہوتے ہیں۔ تو اسی طرح اے مومن تمہاری حالت ہے! جب تم نے قضاء وقدر کی راہ میں صبر اختیار کیا، اور ہر حال میں اس پر راضی رہے، تب تم کو دنیا میں اپنے مولیٰ کا قرب نصیب ہوگا، اور معرفت وعلوم اور اسرار کی نعمتوں سے نوازا جائے گا، اور آخرت میں انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کی معیت میں زیرِ سایۂ الٰہی دار السلام میں مسکن ہوگا۔ جو اس کا گھر اور اسکی نزدیکی اور آرام پانے کا مقام ہے۔ تو تم جلدی نہ کرو، اصلی اللہ علیہ وسلم قضاء وقدر پر راضی رہو، اور حق تُڑ الزام نہ رکھو، تاکہ اس کےعفو وکرم کی برودت، اور اس کی معرفت ولطف وکرم اور احسان کی حلاوت حاصل ہو۔

مقالہ بست ونہم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ فقر یعنی محتاجی کفر میں ڈال دے۔ بندہ اللہ پر ایمان لاتا ہے، اور اپنے تمام امور اسی کے سپرد کر دیتا ہے، اور اعتقاد رکھتا ہے کہ وہی رزق کو آسان کرتا ہے، اور یہ کہ جو بھی پہنچتا ہے اس میں غلطی ناممکن ہے، اور جس میں

marfat.com

خطا ہوئی اور نہ پہنچی، تو ناممکن ہے کہ وہ اسے پہنچے۔ (یعنی جو بندہ کے نصیب و مقدر میں نہیں ہے وہ ہرگز اسے نہ ملے گی اول کے اعتقاد کا فائدہ یہ ہے کہ بندہ اپنی سعی و کوشش اور زور بازو پر اعتقاد نہ رکھے اور دوسرے پر یہ کہ جو نہ ملے اس پر حسرت وافسوس نہ کرے۔ (شرح)

اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، تو اس کے لیے وہ راہ پیدا کرتا ہے (ومن یتق اللہ یجعل له مخرجا) اور وہی بے ساز و گمان اسے روزی دیتا ہے (ویرزقه من حیث لا یحتسب) اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے وہی اس کا کارساز ہے (ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبُهٗ) بندہ اسے کہتا اور س پر اعتقاد رکھتا ہے۔ حالانکہ بندہ عافیت کی حالت میں ہوتا ہے، اور فقر و محتاجی سے دور ہوتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بلاء و فقر میں اسے مبتلاء کرتا ہے۔ پس وہ سوال کرتا، اور گریہ وزاری کرتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس سے اس بلاء و فقر کو دور نہیں کرتا۔ اس وقت اس حدیث کے الفاظ متحقق ہوتے ہیں کہ ''قریب ہے کہ فقر کفر میں ڈال دے''۔ پھر جس بندہ پر اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتا ہے اس سے اس بلاء و فقر کو دور کر دیتا ہے، تب وہ عافیت و غنا پا لیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اسے شکر و حمد و ثناء کی توفیق بخشتا ہے۔ پس وہ مرتے دم تک اسی حال میں ہمیشہ رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جسے آزمائش میں ڈالنا چاہتا ہے، تو اس کی بلاء، فقر کو دائمی کر دیتا ہے۔ پس وہ اپنے ایمان کی مدد سے محروم ہو جاتا ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض اور تہمت اور اس کے وعدہ میں شک و تردد کرنے کی وجہ سے کفر میں پڑ جاتا ہے، پس اللہ کا منکر اس کی آیتوں کا کافر ہو کر اس حال میں موت آئی کہ اس کا رب ناراض تھا۔ اسی طرف رسول اللہ ﷺ کا یہ اشارہ ہے کہ بروز قیامت اس شخص پر سب سے سخت عذاب ہوگا، جسے اللہ نے دنیا کی محتاجی اور عذاب آخرت کے مابین رکھا۔ ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ وہ فراموش شدہ محتاج ہے جس سے اس کے نبی نے بھی پناہ مانگی (کہ محتاجی کفر و عذاب آخرت کا موجب بنے)۔

marfat.com

تیسرا وہ مرد مومن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ اسے اپنا برگزیدہ و منتخب بنا کر اپنے خواص اور اپنے محبوبوں اور دوستوں میں کر دے، جو انبیاء کا وارث اور اولیاء کا سردار اور اس کے بندوں میں بزرگ ہو تو وہ ان کے علماء اور حکماء ہیں جو دوسرے گناہگاروں کی شفاعت اور ان کی نگہبانی کریں گے۔ وہ اپنے پیروکاروں کے مقتداء ان کے معلم اور مولائے عزوجل کی طرف ہادی، سنن ہدیٰ کے مرشد، راہ ضلال سے بچانیوالے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صبر کے پہاڑ، رضا و موافقت اور تقدیر الٰہی میں فناء کے دریا ان کی طرف بھیجے۔ پھر وہ اللہ سے وافر عطائیں پاتے، اور دن رات ناز و نعم میں پرورش پاتے، کبھی ظاہر میں اور کبھی باطن میں گوناگوں مہربانیاں، قسم قسم کی عطایا سے سرفراز ہوتے رہتے ہیں، یہ سلسلہ بدستور وقت بقاء تک جاری رہتا ہے۔

مقالہ سی ام

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ تم نے کتنی مرتبہ کہا کہ کونسا عمل اور حیلہ ہے جسے کریں تو تم سے کہا جاتا ہے کہ اپنی جگہ برقرار ہو، اور اپنی حد سے تجاوز نہ کرو، یہاں تک کہ تمہارے معاملہ میں جو اللہ نے مقدر فرمایا ہے اس پر ثابت قدم رہنے کی حالت میں اپنی طرف سے کشائش اور فراخی بھیج دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِصبِرُوا نیکیوں کی سختیوں پر صبر کرو، وَ صَابِرُوا اور ان زور آوروں پر جو دین کے دشمن ہیں صبر کو اختیار کرو، وَرَابِطُوا، اور سرحدات اسلام و کفر پر گھوڑے باندھو، وَاتَّقُوا اللہ اور اللہ سے ڈرو۔ اے مرد مومن! تمہیں اللہ نے صبر کی تلقین فرمائی۔ پھر صبر و مرابط محافظت و ملازمت میں مبالغہ فرمایا، پھر ترک صبر سے ڈرایا، چنانچہ فرمایا وَاتَّقُوا اللہ یعنی صبر کے ترک میں اللہ سے ڈرو۔ مطلب یہ کہ صبر کا دامن نہ چھوڑو، کیونکہ نیکی اور سلامتی صبر میں ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایمان صبر کی مثال، جسم میں سر کی سی ہے۔ اور صبر کی فضیلت میں

marfat.com

ایک قول یہ ہے کہ ہر شے کے ثواب کی حد مقرر و معین ہے، بجز صبر کے ثواب کے، کہ اس کا ثواب بے انتہا اور غیر معین ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے؛

اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ صابروں کو ان کا اجر بلا حساب بہت عنایت فرمائے گا۔

پس جب تم نے صبر کی محافظت میں، اور حدودِ الٰہیہ کی نگہداشت میں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کیا، تو وہ تم کو اپنے وعدہ کی طرف لے جائے گا، جو اُس کی کتاب قرآنِ کریم میں ہے، وہ یہ کہ:

مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔

ترجمہ: جس نے اللہ سے تقویٰ کیا، وہ اس کے لیے راہ پیدا کر دے گا، اور بے ساز و گمان اُسے روزی دے گا۔

اور تم کو صبر کی بدولت کشائش عطا فرما کر متوکلین میں گردانے گا۔ بیشک اللہ نے تم سے کفایت کا وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط

ترجمہ: جس نے اللہ پر بھروسہ کیا، تو اُسے وہی کافی ہے۔

چنانچہ تم اپنے صبر و توکل کی بدولت محسنین میں ہو جاؤ گے۔ بیشک اللہ نے محسنین کی جزاء کا تم سے وعدہ فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہے:

وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ط

ترجمہ: ہم یونہی احسان کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔

اور بایں سبب اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنا لے گا، اس لیے کہ اُس کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ محسنوں کو محبوب بنا لیتا ہے۔

اب تو معلوم ہو گیا کہ صبر دنیا و آخرت میں ہر نیکی و سلامتی کی اصل و بنیاد ہے

marfat.com

اور مومن اسی سے رضاء و موافقت کی حالت تک پھر افعال الٰہی میں فناء کے مقام تک عروج حاصل کر کے بدلیت اور غیبت کی حالت تک رسائی کرتا ہے۔ تو تم س کے ترک سے ڈرو! کہ کہیں دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا نہ ہو جاؤ، اور دونوں جہان کی بھلائیاں فوت کر دو۔

مقالہ سی ویکم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

جب تم اپنے دل میں کسی شخص کی عداوت یا محبت پاؤ، تو اس کے اعمال کا کتاب وسنت سے مقابلہ کرو۔ پس اگر وہ ان میں مخالف و ناپسندیدہ اور مبغوض ہوں، تو اللہ ورسول کی موافقت پر خوشی محسوس کرو۔ اور اگر اس کے اعمال ان میں محبوب ہوں اور تمہیں اس سے عداوت ہو، تو جان لو کہ تم اہل ہوا ہو، کہ اپنی خواہش سے اس سے عداوت رکھتے ہو، اور خصوصیت کے ساتھ اپنی عداوت کی بنا پر قائم ہو اور اللہ ورسول کے نافرمان و مخلص ہو لہٰذا اللہ تعالیٰ سے اپنی اس بیجا عداوت سے توبہ کرنی چاہیے۔ اور اس شخص کی محبت کے علاوہ دیگر اللہ کے محبوبوں، ولیوں اور برگزیدہ نیکوکار بندوں کی محبت کی استدعا کرنی چاہیے تا کہ ان کی محبت میں اس کے موافق ہو جاؤ۔

فائدہ: اس کلام میں یہ اشارہ ہے کہ مسلمان کو چاہیے اللہ کے ولیوں سے بایں وجہ محبت کرنی چاہیے کہ وہ اللہ کے دوست و محبوب ہیں، اور کسی ایک سے بھی دشمنی نہ کرنی چاہیے، اور سینہ سے تعصب کا غبار نکال دینا چاہیے تا کہ گمراہی کی ذلت میں نہ گرے۔ (شرح)

اسی طرح اس شخص کے بارے میں کرو، جس سے تم محبت رکھتے ہو، یعنی اس کے اعمال کا کتاب وسنت سے مقابلہ کرو۔ پس اگر ان میں محبوب نظر آئیں، تو تم بھی اسے محبوب رکھو اور اگر مبغوض و ناپسندیدہ ہوں، تو اس سے عداوت و بغض رکھو، تا کہ اپنی خواہش سے اس کی محبت کرنے والے، یا اپنی خواہش سے اس سے عداوت رکھنے والے

marfat.com

نہ بنو۔ کیونکہ اپنی خواہش کی مخالفت کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

ترجمہ: خواہشات کی پیروی نہ کرو کہ وہ تم کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دے۔

مقالہ سی و دوم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

کتنی تعجب خیز بات ہے کہ تم بہت کہتے ہو کہ ہر وہ شخص جسے میں محبوب رکھتا ہوں اس کے لیے میری محبت ہمیشہ برقرار نہیں رہتی۔ پس ہمارے درمیان کوئی نہ کوئی مانع اور پردہ حائل ہو جاتا ہے، یا تو اس کی غیبوبت، یا اس کی موت، یا عداوت ہوتی ہے اور اگر مال کی قسم سے ہے، تو اس کے تلف ہونے، یا ہاتھ سے ضائع ہونے سے ہوتا ہے؟

تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ اے حق کے وہ محبوب! جس پر عنایت کی گئی، اور وہ منظورِ الٰہی بن گیا، اور جس کی وابستگی دوسروں کے لیے قابل رشک، اور جس پر دوسروں نے حسد کیا، کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ غیور ہے، اس نے تم کو اپنے لیے پیدا فرمایا، اور تمہارا حال یہ ہے کہ تم اس کے غیر سے محبت کرتے ہو۔ کیا تم نے اس کا یہ ارشاد نہ سنا کہ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ کہ وہ انہی کو دوست رکھتا ہے جو اسے دوست رکھتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔

ترجمہ: اور میں نے جن وانسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا کہ وہ میری عبادت کریں۔

کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہ سنا کہ جب اللہ تعالیٰ بندہ کو محبوب بناتا ہے، تو اسے آزمائش میں مبتلاء کرتا ہے، پس اگر تم صبر کرو، تو وہ ذخیرہ کردے گا۔ کسی نے دریافت کیا یارسول اللہ ذخیرہ کیا ہے؟ فرمایا بندہ کو مال واولاد کچھ نہ چھوڑے، یہ

marfat.com

اس لیے کہ بندہ مال واولاد سے محبت رکھتا ہے۔ گویا وہ اپنے رب کی محبت میں شاخ در شاخ بناتا، اور دوسروں کو شامل کرتا ہے۔ پس وہ محبت الٰہی میں کمی کر کے اسے پارہ پارہ کر دیتا ہے، چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے غیر کے مابین مشترک کر دیتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کسی شریک کو قبول نہیں فرماتا، کیونکہ وہ غیور اور ہر شے پر قاہر اور غالب ہے۔ پس اپنے شریک کو ہلاک کر کے اسے معدوم کر دیتا ہے، تاکہ بندہ کے دل کو اپنے لیے خاص کر کے غیر کی شرکت سے خالی کر دے۔

فائدہ: اس مقام پر ممکن ہے کہ کسی کو یہ شبہ ہو کہ شریعت میں تو اولاد سے مہر و محبت کی ترغیب وتحریص واقع ہے، بلکہ اس کے ترک وعدم پر وعیدیں پائی جاتی ہیں، چنانچہ حدیث میں مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت پناہ میں عرض کیا، میں چند فرزند رکھتا ہوں، لیکن میں کسی کو نہ تو گود میں لیتا ہوں اور نہ اپنے سینے سے لگاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مَن لَا یَرحَم لَا یُرحَم جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شفقت و مہربانی اور حقوق کی ادائیگی جو شریعت میں مذکور ہے، وہ اور چیز ہے، اور محبت و باطنی تعلق وانہماک اور دل کا اس میں مشغول ہونا دوسری چیز ہے۔ چنانچہ جب وہ یادِ حق سے مانع بن جائے، اور اس پر غالب ہو جائے، اور حقوق الٰہی اور اس کی محبت کے ترک کا موجب بن جائے تو یہ ممنوع و مکروہ ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا امام شہید کربلا ابو عبداللہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہما سے ایک حکایت مروی ہے کہ انہوں نے سیدنا حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ الکریم سے دریافت کیا، آپ مجھے دوست رکھتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیوں تمہیں دوست نہ رکھوں، جب کہ تم میرے پسر، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند (نواسہ) ہو۔ پھر دریافت کیا، کیا اللہ تعالیٰ کو بھی آپ دوست رکھتے ہیں؟ فرمایا یہ دریافت کرنے کی بات ہے! خدا کی دوستی تو سب پر مقدم و مختار ہے۔ عرض کیا، تعجب ہے کہ دو دوستیاں ایک دل میں کس طرح سما سکتی ہیں؟ حضرت امیر ساکت و خاموش اور حیران ہو گئے۔ پھر دریافت کیا کہ اگر آپ کو اختیار

marfat.com

دیا جائے کہ یا تو ہمارے وجود کو اختیار کیا جائے یا اپنے ایمان کو تو کسے اختیار فرمائیں گے؟ فرمایا میں اپنے ایمان کو اختیار کروں گا۔ عرض کیا آپ کی محبت حق تعالیٰ کے ساتھ ہی منحصر ہے اور جو ہمارے ساتھ ہے، وہ محبت نہیں ہے، بلکہ شفقت و مہربانی ہے، جو آپ رکھتے ہیں اس پر حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ الکریم نے تحسین فرمائی، اور فرمایا اس قسم کی باتیں بجز اہل بیت نبوت کے کسی کی میسر نہیں ہو سکتیں۔ (از شرح)

پس اس وقت اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد متحقق ہوگا کہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ۔ ''وہ ان کو محبوب رکھتا اور وہ اس کو محبوب رکھتے ہیں''۔ یہاں تک کہ جب دل شرکاء اور ہمسروں سے پاک وصاف ہو جائے گا یعنی اہل وعیال، مال واولاد، لذت وخواہشات، جستجوئے قدرت وحکومت، بزرگی وحالات، منازل ومقامات، باغات ودرجات اور قربت ونزدیکی سب سے خالی ہو کر فنا حاصل کر لے گا، تب دل میں کوئی ارادہ اور آرزو باقی نہ رہے گی۔ اس وقت وہ اس برتن کی مانند ہو جائے گا جو سوراخدار ہو، جس میں پانی نہ ٹھہرے، اس لیے کہ فعل الٰہی سے دل شکستہ ہو گیا ہے، جب بھی اس میں کوئی ارادہ پیدا ہوگا، تو اسے فعل الٰہی اور اس کی غیرت اسے توڑ دے گی۔ پھر اس کے گرداگرد عظمت وقہر اور ہیبت وجلال کے پردے چھا جائیں گے، اور ان کے پیچھے سطوت وکبریائی کی خندقیں کھود دی جائیں گی۔ پھر قلب کی طرف کسی شے کا ارادہ راہ نہ پا سکے گا۔ پس اس وقت دل کو یہ اسباب ضرر ونقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ یعنی مال واولاد اور اہل وعیال (جو دنیاوی آلات واسباب ہیں) اور کرمات وحکم اور دیگر تعبیرات (جو اسباب وتعلقات دینیہ ہیں، جنہیں دل سے تعلق رکھنے کی وجہ سے شریک وسہیم شمار کیا گیا ہے، تا کہ شہود کبریائی کے وقت قلب دپاکیزہ اور ارادوں سے فنا ہو کر) ان میں سے کوئی بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ اس لیے کہ یہ تمام دل سے باہر ہوتے ہیں، اور (چونکہ دل میں ان کی گنجائش نہیں ہوتی ہے اس لیے) ان سے اللہ تعالیٰ غیرت نہیں فرماتا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کسی اولاد کا انتقال ہو گیا، اس وقت

marfat.com

آپ وعظ ونصیحت میں مشغول تھے، جب آپ کو آپ کے فرزند کے انتقال کی خبر پہنچائی گئی، تو آپ نے فرمایا تجہیز وتکفین کر کے لے آؤ۔ چنانچہ آپ نے نماز پڑھائی اور پھر آپ وعظ ونصیحت میں مشغول ہو گئے۔ لوگ کہنے لگے عجب بات ہے کہ اولاد کی موت سے بھی اثر پذیر نہیں ہوئے۔ آپ نے اسی حال میں فرمایا، ہم نے اسے پہلے ہی دل سے نکال رکھا ہے، اور دل میں اسے جگہ دی ہی نہیں ہے، تو اب دل کہاں سے اثر پذیر ہوگا۔ (از شرح)

بلکہ یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے بندہ کے لیے کرامت، اور اس پر لطف ونعمت اور رزق ومنفعت ہوں گی، جو اس پر آتی جاتی رہتی ہیں۔ پس وہ اس ورود ونزول سے مکرم بنائے جاتے، رحمت فرمائی جاتی، اور نقصان وآفات سے بچائے جاتے ہیں۔ یہ اس کرامت کی بناء پر ہے، جو اللہ کے دربار میں انہیں حاصل ہے، اور ان کے لیے نگہبان، کوتوال، محافظ، پناہ اور دنیا وآخرت میں شفیع ہو جاتے ہیں۔

مقالہ سی وسوم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

تمام انسان چار قسم کے ہیں۔ ایک وہ مرد جس کی نہ زبان ہو نہ دل۔ وہ تو عامی، جاہل، نکما اور بیوقوف ہے، جس کی کوئی قدر وقیمت اللہ کے نزدیک نہیں، اور ظاہر وباطن میں کوئی نیکی وبھلائی نہیں ہے، وہ اور اس کی مانند۔ دیگر آدمی روی، بیکار اور ناکارہ ہیں، جن کا کوئی وزن نہیں ہے، بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں گھیر لے، اور ان کے دلوں کو ایمان کی ہدایت فرما دے، اور ان کے اعضاء کو اپنی طاعت کے لیے جنبش میں لے آئے۔ پس تم اس گروہ میں شامل ہونے سے خوف کرو۔ ان میں نہ رہو، اور ان پر اعتبار نہ کرو، اور نہ ان کی طرف اپنا رجحان کرو، کیونکہ وہ عذاب کے لائق، اور قہر وغضب کے مستحق، آگ میں جھونکے جانے والے جہنمی ہیں،

marfat.com

اللہ سے ہم ان کی پناہ چاہتے ہیں، مگر یہ کہ تم دین اللہ عزوجل کے علماء جو نیکی سکھانے والے، دین کی ہدایت اور اسے مضبوط بنانے، اور خلق الٰہی کو اس کے دین کی طرف بلانے والے ہیں، ان کی طرف ہو، اور ان کی صحبت لازم پکڑو۔ اس کے بعد ان کی طرف جاؤ اور انہیں طاعت الٰہی کی طرف بلاؤ اور معصیت الٰہی سے انہیں ڈراؤ۔ پس تم اللہ کے دربار میں بہادر داعی اور عالم ہو جاؤ گے۔ پھر وہ تمہیں انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی مانند ثواب عطا فرمائے گا، رسول اللہ ﷺ نے امیر المومنین سیدنا علی مرتضی سے ارشاد فرمایا، اگر تمہارے ذریعہ اللہ نے ایک شخص کو بھی ہدایت مرحمت فرمائی، تو یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر آفتاب طلوع کرے۔

دوسرا امرد (گروہ) وہ ہے جو زبان تو رکھتا ہو لیکن دل نہ ہو۔ جس سے دانائی اور حکمت کی باتیں تو کرے، مگر خود اس پر عمل نہ کرے، دوسروں کو تو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے، مگر خود اس سے بھاگے، اور دوسرے کے عیب کو تو بُرا جانے اور خود اسی بُرائی میں ہمیشہ قائم رہے۔ لوگوں کو تو اپنی نیکی و پارسائی جتلائے، اور خود اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی معصیت کے ساتھ جنگ کرے۔ (اس کلام میں اشارہ ہے کہ جو شخص معصیت کا قصد کرتا ہے، گویا وہ اللہ رب العزت سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، جس کا نتیجہ بجز ہلاکت اور زیاں کاری کے کچھ نہیں ہے۔ شرح) جب وہ خلوت میں ہو، تو بھیڑیا ہو، کر اس پر کپڑے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ڈرایا۔ فرماتے ہیں کہ میری اُمت پر سب سے زیادہ ڈرنے والی چیز علماء سوء ہیں۔ نعوذ باللہ من ہذا۔ تم ان سے دور رہو، اور ان سے بھاگو، ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی چرب زبانی سے اُچک لیجائیں، اور اپنے گناہوں کی آگ میں جلا ڈالیں، اور تمہیں ان کی باطنی اور دلی خباثت مار ڈالے۔

اور تیسرا امرد (گروہ) وہ ہے کہ جس کا دل ہو، مگر زبان نہ ہو، تو وہ مومن ہے، جسے اللہ نے اپنی مخلوق سے چھپایا ہے، اور اس پر اپنی ردائے رحمت ڈال رکھی ہے اور اسے

marfat.com

اپنے نفس کے عیبوں پر بصیرت عطا فرمائی اور اس کے دل کو منور فرمایا، اور لوگوں سے میل جول اور مصاحبت کی تختیوں اور ان کی گفتار و کردار کی برائیوں سے اُسے باخبر کیا ہے، وہ یقین رکھتا ہے کہ سلامتی، خاموشی اور گوشہ نشینی میں ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ نیز ارشاد ہے عبادت کے دس حصے ہیں، جن میں نو حصے خاموشی میں ہیں۔ پس یہ مرد اللہ کا ولی ہے اس میں اسرار الٰہی پنہاں ہیں۔ سلامتی والا بڑا عقلمند ہے، خدا کا ہمنشیں ہے، اس پر نعمتیں ہیں، ساری بھلائیاں اللہ کے حضور میں ہی ہیں۔ پس اس کے قریب ہو، اس کی مصاحبت، اس کی مجالست اور اس کی خدمت لازم پکڑو، اسی سے دوستی کرو، اسی سے اپنی حاجت بر آری کرو، اور اسی سے نفع کی خواستگاری کرو۔ پس اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنا کر اپنا برگزیدہ کر لے گا، اور اپنے محبوبوں اور نیکوکار بندوں کے زمرہ میں اپنی صحبت کی برکت سے داخل فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور چوتھا مرد (گروہ) وہ ہے، جو عالم ملکوت، اور عالم ملائکہ وارواح میں عظمت و بزرگی کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے، وہ صاحب قلب و زبان ہر دو ہے۔ جیسا کہ حدیث میں مروی ہے کہ جس نے علم حاصل کیا، اور اس پر عمل کیا، وہ عالم ملکوت میں عظمت سے یاد کیا جائے گا۔ وہ عارف باللہ اور اس کی آیتوں کا عالم ہے۔ اس کے دل میں نادر غریب علمی نکات محفوظ کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر وہ اسرار منکشف فرمائے ہیں، جن کی دوسروں کو اطلاع نہیں بخشی گئی۔ انہیں اپنا برگزیدہ اور مخصوص کیا۔ اور اپنی طرف منعطف کر کے اپنی راہ دکھائی اور اپنا مقرب بنایا، اور ان کے سینوں کو اسرار وعلوم معرفت کی قبولیت کے لیے کشادہ فرمایا، اور انہیں اپنا دانشمند بنایا، اور بندوں کے لیے انہیں داعی، نذیر، حجۃ و برہان، مہدی، شافع، مشفع، صادق ومصدق اور انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم کا قائم مقام بنایا۔ پس یہ گروہ صافی بنی آدم کے جوہر اور خلاصہ ہیں، تو تم ان کی خدمت ملازمت اور صحبت کو لازم جانو، اور ان سے نفرت اور

marfat.com

ان کی مخالفت اور ان سے کنارہ کشی اور ان کی دشمنی سے پرہیز کرو اور ڈرو، اور ان کی بات قبول نہ کرنے، اور ان کی نصیحت فرمان کی طرف رجوع نہ کرنے سے اجتناب کرو۔ کیونکہ جو کچھ وہ فرماتے ہیں، اسی میں سلامتی ہے اور انہی کی صحبت میں فلاح ہے، اور ان کے سواء میں ہلاکت وضلالت ہے، بجز اس کے جسے اللہ تعالیٰ توفیق خیر دے، اور اپنے درست کردار و گفتار، اور اپنی مہربانی سے ان کی مدد کرے۔

میں نے تمہارے لیے لوگوں کی یہ چار قسمیں بیان کردی ہیں، اب تم خود ہی غور وفکر کرو، اگر تم میں اس کی صلاحیت ہے۔ اور اپنے نفس کی حفاظت کرو، اگر تم اس کی نگہداشت کرسکو، اس پر مہربانی کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں کی راہ دکھائے جن سے وہ دنیا و آخرت میں راضی اور انہیں پسند فرماتا ہو۔

مقالہ سی و چہارم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم اپنے رب سے ناخوش ہو، اور اس پر الزام و اعتراض کرتے ہو، اور اس کی طرف ظلم نسبت، اور رزق وغناء کے پہنچنے میں دیر ہونے کی شکایت، اور آفات و بلاء کے دُور نہ کرنے کا شکوہ کرتے ہو۔ کیا تم نادان ہو نہیں جانتے کہ ہر مدّت کے لیے وقت معیّن ہے؟ اسی طرح ہر بلاء و مصیبت کی ایک غایت ونہایت اور اُس کے پورے ہونے کا وقت معیّن ہے، جسے کوئی آگے پیچھے نہیں کرسکتا، بلاؤں کے وقتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا کہ عافیت پاسکو، اور سختی کے وقت کو نرمی و نعمت سے پھیر نہیں سکتا، اور فقر کی حالت کو غناء سے بدل نہیں سکتا۔ ادب کو ملحوظ رکھو، اور اس کے فعل میں اس پر الزام تراشی سے توبہ کرو، کیونکہ اس کے دربار میں بندوں سے اپنا پورا حق لے لینا، اور بمقتضائے طبع بغیر گناہ کے انتقام و بدلہ لے لینا نہیں ہے۔ جیسے کہ بندے باہم ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل تو ازل سے منفرد

marfat.com

ویگانہ ہے۔ اشیاء عالم کو بعد میں خلق فرمایا ہے، اور اس کی مصلحتوں، اور مضرتوں کو بھی بعد میں پیدا فرمایا، وہی اس کی ابتداء وانتہاء اور اس کی مدت وانجام کو جانتا ہے۔ اللہ عزوجل اپنے فعل میں دانا اور حکیم ہے۔ اس کی کارسازی بالکل درست وصحیح ہے، اس کے فعل میں کوئی مناقضہ اور ضد ومخالفت نہیں ہے۔ اس کا کوئی کام بے فائدہ نہیں ہے اور نہ اس نے کوئی شے باطل وفضول پیدا کی۔ اس کی طرف کسی عیب ونقص کی نسبت بھی جائز نہیں ہے، اور نہ اس کے افعال میں ملامت وسرزنش جائز ہے۔ اگر تم اس کی موافقت ورضاء اور اس کے فعل میں فناء ہونے سے عاجز ہو، تو کشادگی کا انتظار کرو، یہاں تک کہ تقدیر مقرہ وقت تک پہنچے۔ زمانہ گزرنے، اور مدتوں کے پورا ہونے سے موجودہ حالت اپنے ضد ومخالف حال کی خبر دیتی ہے، جیسے کہ موسم سرما کا خاتمہ گرمی کی، اور رات کا خاتمہ دن کی خبر دیا کرتا ہے۔ اب اگر تم دن کی روشنی اور شعاع، مغرب وعشاء کے درمیان طلب کرو تو یہ حاصل ہونے سے رہا۔ بلکہ رات کی تاریکی میں اور اضافہ ہی ہوتا رہے گا، یہاں تک کہ تاریکی اپنی انتہاء کو پہنچ کر فجر طلوع ہو جائے، پھر خود بخود دن کی روشنی وچمک نمودار ہو جائے گی۔ خواہ تم اسے طلب کرو، اور اسے چاہو، یا خاموش رہو، یا ناپسند کرو (یہ تو ہونا ہی تھا) اب اگر تم اس وقت رات کے اعادہ کی طلب کرو، تو تمہاری یہ خواہش نہ تو پوری ہوگی اور نہ یہ دی ہی جائے گی، اس لیے کہ تم نے شے کو اس وقت طلب کیا، جو اس کا وقت ولمحہ نہ تھا۔ لہٰذا تم حسرت ودرماندہ اور ناراض وشرمندہ ہو کر رہ جاؤ گے۔ پس تم ان تمام باتوں کو چھوڑ دو، اور اپنے رب سے حسن ظن اور موافقت اختیار کرو، کیونکہ صبر پسندیدہ ہے، جو چیز تمہاری قسمت میں ہے، وہ چھینی نہیں جائے گی، اور جو تمہاری قسمت میں نہیں ہے وہ ملنے کی نہیں۔ مجھے اپنی حیات کی قسم! تم جو دعا کرتے ہو، اور دعا میں گریہ وزاری اپنے رب کی عبادت وطاعت اور امتثال امر میں کوشش کرتے ہو، کیونکہ فرمان باری ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ دعا کرو میں قبول کروں گا۔ نیز فرمایا وَ اسْئَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ اللہ سے اس کا فضل

marfat.com

مانگو۔اس کے علاوہ بہت سی آیات واحادیث ہیں۔

تو یہ تمہاری دعا، اور رب تعالیٰ کا دعا کا قبول فرمانا، درحقیقت سب کچھ اپنے وقت ومدت میں ہی ہوتا ہے جب بھی وہ ارادہ فرمائے۔دعا کرنے میں یا تو تمہارے لیے دنیا وآخرت کی بھلائیاں اور مصلحتیں پنہاں ہوتی ہیں (کہ اگر دنیا میں اس کی قبولیت تمہارے لیے مفید ہو، تو دنیا میں وہ قبول کرلی جاتی ہے، اور اگر دنیا میں مضر ہو، تو آخرت میں اسے شرف قبولیت حاصل ہوتا ہے، اور وہاں کے لیے اٹھار کھی جاتی ہے) یا یہ کہ قضاء الٰہی اور اس کی مدت کے ختم ہونے کے موافق ہوجاتی ہے۔لہٰذا قبولیت کی تاخیر میں خدا پر اتہام والزام نہ رکھو، اور دعا کرنے میں سستی نہ کرو، کیونکہ اگر دعا کے ذریعہ (دنیا میں) فائدہ نہ ہوگا، تو نقصان بھی نہ ہوگا۔اب اگر جلدی تمہاری دعا قبول نہ ہوئی، تو دیر سے تو اس کا ثواب ملے گا۔(آپ کا یہ کلام بطریق تزال اور توجہ ونظر میں نرمی کے لیے ہے) جس میں دعا کرنے والے کی نفسانی خواہشات کو ملحوظ رکھا ہے، ورنہ آخرت کا نفع تو باقی اور دائمی ہے، اور دنیا کے فانی نفع کے مقابلہ میں اکمل واتم ہے۔شرح)

حدیث مبارک میں مروی ہے کہ بندہ روزِ قیامت اپنے نامہ اعمال میں ایسی نیکیاں دیکھے گا جنہیں وہ جانتا نہ ہوگا۔اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ تیرے یہ ان سوالوں کا بدلہ ہے جنہیں تو نے دنیا میں مانگا، جن کی دنیا میں قضاء مقدر نہ تھی۔یا جس طرح بھی مروی ہو۔(یعنی حدیث کے راوی کے الفاظِ حدیث محفوظ نہیں)۔بہرحال کم سے کم یہ حال تو ضرور ہوگا۔یقیناً تم تو اللہ کو یاد کرنے والے، اسے واحد ماننے والے ہو، اسی حیثیت سے تو تم نے اس سے سوال کیا اور اس کے غیر سے سوال نہ کیا، اور اپنی حاجت کو دوسروں کے آگے نہیں رکھا۔پس تم ہر وقت دن اور رات میں، صحت و بیماری میں، تنگی وفراخی میں، سختی ونرمی میں، غرضکہ ہر حال میں تمہاری دو حالتیں ہوں گی۔یا تو سوال سے باز رہو گے اور کوئی دعا نہ مانگو گے اور قضاء وقدر پر راضی وموافق رہو گے، اور فعل الٰہی کے آگے سرنگوں رہو گے، جس طرح مردہ غسال کے ہاتھ میں، یا

marfat.com

بچہ دایہ کی گود میں، یا سواری کی لگام سوار کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ جس طرف چاہے وہ پھیر لے۔ پس تقدیر بھی اس طرح تم کو جدھر چاہے پھیرتی رہے (اور تم ہر حال میں راضی وخوش رہو) اب اگر فراخی مقدر میں ہے، تو تمہاری طرف سے شکر وثناء ہو گی، اور خدا کی جانب سے مزید عطاء۔ جیسا کہ فرمان باری ہے لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اگر تم نے شکر نعمت کیا تو اور زیادہ دوں گا اور اگر سختی وبلاء مقدر میں ہے تو تمہاری طرف سے بتوفیق الٰہی صبر وموافقت ہو گی اللہ تعالیٰ تمہیں ثابت قدم رکھے، اور اپنی نصرت ومدد، اور اپنے فضل ورحمت کا سزاوار بنائے۔ جیسا کہ اس کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ بیشک اللہ صبر کرنے والو کے ساتھ ہے۔ یہ معیت رب بطریق نصرت وثابت قدمی ہے۔

جیسا کہ فرمایا: اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ۔ اگر تم نے الہ کے دین کی مدد کی تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا کہ تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ جب کہ تم نے اپنے نفس کی مخالفت کر کے اللہ کی مدد کی، اور اس پر اعتراض کو ترک کر دیا، اور اس کے فعل پر ناخوشی کا اظہار نہ کیا، گویا تم اللہ کی جانب سے اپنے نفس کے دشمن بن گئے اور اس کے آگے شمشیر بکف کھڑے ہو گے۔ جب بھی نفس نے کفر وشرک کی طرف جنبش کی، تو اپنے رب کی موافقت اور اس کے فعل ووعدہ پر اطمینان وبھروسہ کر کے صبر ورضا اختیار کر کے اس کا سر کچل دیا، تو اس وقت تمہارا مددگار وحامی رب تبارک وتعالیٰ ہو گا۔ اب رہی صلوٰۃ یعنی فضل ورحمت فرمانے کی دلیل، تو اس کا ارشاد ہے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ الآیہ ان صبر کرنے والو کو خوشخبری دے دیجیے، جب ان کو کوئی مصیبت پہنچی ہے تو کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ مژدہ ہو کہ ان پر ان کے رب کی جانب سے درود وبرکت اور رحمت ہے: وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

marfat.com

اور دوسری حالت یہ ہے کہ تم اپنے رب کی بارگاہ میں تضرع وزاری کرو، اس کی تعظیم اور امتثالِ امر کے لیے کہ اس کا فرمان ہے اپنے رب سے دعا مانگو۔ تو اس میں شے کا اپنے محل ومقام میں رکھنا ہے، اس لیے کہ وہ تمہیں اپنی طرف سوال کرنے کی ترغیب دے رہا ہے کہ تمام اُمور میں اسی طرف رجوع کرو تو اس رجوع ودعا کو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے سبب راحت وسکون بنادے گا، کیونکہ اسے تمہاری جانب سے اپنی طرف قاصد وپیغامبر اور اپنی بارگاہ میں وسیلہ وذریعہ بنایا ہے۔

بشرطیکہ تم بوقت تاخیر قبولیت دعا، الزام وتہمت اور ناخوشی سے اجتناب کرو۔ تو اب دونوں حالتوں کے درمیانی فرق کو ملحوظ رکھو، ان کی حدوں سے تجاوز نہ کرو کہ اس کی بارگاہ میں کسی اور حال کی گنجائش نہیں ہے۔ تو ظالموں اور سرکشوں میں شامل ہونے سے ڈرو۔ پس وہ ہلاک کردے گا، اور وہ کچھ پروانہ کرے گا (کہ وہ بے نیاز ہے) جیسا کہ گزشتہ امتوں کے نافرمانوں اور سرکشوں کو دنیا میں شدید بلاء کے ذریعہ اور آخرت میں دردناک عذاب کا ذریعہ ہلاک کیا۔

اے میرے حال کے واقف تجھی پر میرا بھروسہ ہے تو ہی عظمت وپاکی والا ہے۔

فائدہ: امام قشیری رسالہ تسلیۃ المصائب میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک گروہ کا اس میں اختلاف ہے کہ سوال ودعا افضل ہے یا سکوت رضا؟ بعض کہتے ہیں کہ دعا افضل ہے، اس لیے کہ دعا فی نفسہٖ عبادت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "الدعاء مُخ العبادۃ" دعا عبادت کا مغز ہے۔ تو عبادت میں مشغول ہونا اور اسے قائم کرنا اس کے ترک سے افضل واولیٰ ہے۔ پھر اس کی قبولیت تو یہ رب تعالیٰ کا حق ہے، اگر اس نے بندہ کے مقدر میں اس کی خواہش کے مطابق قبولیت نہیں رکھی ہے، تو کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ وہ بندہ ہے، رب تعالیٰ پر اس کا کوئی حق نہیں۔ دعا سے مقصود اظہار فقر واحتیاج اور عبودیت ہے، اور یہ دعا سے حاصل ہے۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اجراء حکم اتم، اور سابقہ قضاء وقدر، اور اختیار مولیٰ کے تحت

marfat.com

سکوت وخاموشی اولیٰ ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو شخص دعا وسوال کرنے سے مجھے محفوظ رکھتا ہے، تو میں اس کے سوال کرنے سے کہیں زیادہ دیتا ہوں۔ اور ایک گروہ کہتا ہے کہ زبان تو دعا میں مشغول رہے، مگر دل مقامِ رضا پر ہو، تا کہ ہر دو فضیلت جمع ہو جائیں۔ (از شرح)

مقالہ سی و پنجم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ فرماتے ہیں کہ:

ورع اور تقوے کو لازم پکڑو، ورنہ تمہاری گردن میں ہلاکت پیوست ہے جس سے کبھی رُستگاری نہ پاؤ گے، بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں ڈھانپ لے اس لیے کہ حدیث میں ثابت ہے کہ اصل ومدار دین پرہیز گاری اور ورع میں ہے۔ اور دین کی ہلاکت طمع وحرص میں ہے۔ بے شک جو چراگاہ کے گرد گھومے، بہت جلد وہ اس میں واقع ہو جائے گا، جیسے کہ وہ جانور جو کھیتی کے کنارے ہو نزدیک ہے کہ وہ اپنا منہ کھیتی میں ڈال دے، تو یہ بات بعید نہیں کہ کھیتی محفوظ نہ رہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حرام میں واقع ہونے کے خوف سے نو حصے حلال کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم گناہ میں مبتلاء ہونے کے خوف سے مباح کے ستر دروازے چھوڑ دیتے تھے۔ (یہ کمال احتیاط اور خوف خدا میں مبالغہ تھا) یہ کام حرام کی نزدیکی کے خوف سے پرہیز گاری او ورع کے لیے کرتے تھے۔ ان کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہیکہ خبردار! ہر بادشاہ کے لیے ایک ممنوعہ اور محفوظ از اغیار چراگاہ ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ممنوع چراگاہ یہ حرام کردہ اشیاء ہیں۔ پس جو اس چراگاہ کے گرد وقریب ہوا، نزدیک ہے کہ وہ اس میں واقع ہو جائے۔ اب جو بھی بادشاہ کے حصار میں داخل ہوا، تو اس نے پہلے دروازہ سے تجاوز کیا، پھر دوسرے سے پھر تیسرے سے، یہاں تک کہ وہ محل سرائے کے قریب ہو

marfat.com

گیا۔ پس وہ شخص بہتر ہے جو اس دروازہ پر ٹھہرا ہوا ہے، جو صحراء کے متصل ہے۔ کیونکہ اگر اس پر تیسرا دروازہ بند کر دیا جائے، تو سے کچھ نقصان نہیں ہے کہ وہ محلسرائے کے دیگر دروازوں کے بعد ہے، جس کے پیچھے بادشاہ کا خزانہ اور اس کی سپاہ ہے۔ لیکن جب وہ پہلے دروازہ پر ہو گا، اور اسے بند کر دیا جائے، تو صحرا میں تنہاء رہ جائے گا، تو خطرہ ہے کہ دشمن اور بھیڑیئے اسے پکڑ لیں اور وہ ہلاک ہو جائے۔ بس یہی حال اس شخص کا ہے جو عزیمت کی راہ پر گامزن اور اس پر عمل پیرا ہو، تو اگر اس سے توفیق ورعایت کی مدد چھین لی جائے اور س سے مایوس کر دیا جائے، تو وہ رخصت میں پڑا رہ جائے گا۔ (یعنی عزیمت سے رخصت میں آجائے گا اور اسی میں رہے گا) لیکن شریعت کے دائرہ سے باہر نہیں ہو گا اور معصیت کے ارتکاب میں گرفتار نہیں ہو گا، اگرچہ مقامِ قرب اور مرتبہ فضیلت سے دور ہو جائے گا۔) پس اگر س حال میں اسے موت نے آ لیا، تو وہ حق کا فرمانبردار اور عبادت گزار بندہ ہو گا۔ نیک عمل سے اس کی گواہی دلوائی جائے گی۔ اور جو شخص رخصت پر ٹھہرا رہا، اور اس نے عزیمت کی طرف پیش قدمی نہ کی، تو اگر س سے توفیق چھین لی جائے، اور س کی مدد منقطع کر دی جائے، تو اس پر ہوا، اور شہوات نفس غالب آجائیں گی، تو وہ حرام کا مرتکب ہو جائے گا، اور شریعت سے نکل جائے گا، اور شیاطین اور گمراہ دشمنانِ خدا کے گروہ میں شامل ہو جائے گا۔ اب اگر وہ توبہ سے پہلے موت کے چنگل میں آگیا، تو ہلاک شدگان میں ہو گا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت وفضل میں ڈھانپ لے۔ لہٰذا رخصت پر قائم رہنے میں خطرہ یہ خطرہ ہے اور عزیمت پر ثابت قدم رہنے میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔

(عزیمت ہی کا دوسرا نام تورع ہے)

مقالہ سی وششم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

marfat.com

اپنی آخرت کو اصل پونجی (راس المال) بنالو، اور اپنی دنیا کو اس کا نفع۔ پہلے اپنے اوقات کو آخرت کی تحصیل میں صرف کرو۔ پھر اگر کچھ وقت فاضل رہے، تو اسے اپنی دنیا میں اپنی روزی کے حصول میں خرچ کرو۔ ایسا نہ کرو کہ اپنی دنیا کو تو اصل پونجی (راس المال) بنالو، اور اپنی آخرت کا اس کا نفع۔ (یعنی اپنی تمام عمر اور تمام اوقات دنیا کی تحصیل میں صرف کردو) پھر اگر کچھ وقت زائد بچا تو اسے اپنی آخرت میں صرف کرو کہ نماز پنجگانہ اس میں ادا کرو، اس طرح پر کہ گویا ایک دم ہی لوٹ دیا ہے، جن کے ارکان ساقط، واجبات مختلف، رکوع وسجود ناقص، ارکان میں سکون وطمانیت، مفقود، یا اگر سستی وکاہلی اور مشقت لاحق ہوگئی، تو ادا کیے بغیر سو گئے۔ (قضاء سے مراد یا تو نماز کا اپنے وقت میں ادا کرنا ہے، یا نماز کا وقت فوت کر کے دوسرے وقت میں اسے ادا کرنا ہے، مطلب یہ کہ نماز تو اپنے وقت میں ادا کی، اور نہ اس کی قضاء کی) رات بھر مردار کی مانند سوتے رہے، اور دن بھر لغو وبیکار رہے، اور اپنے نفس وہوا، اور شیطان کی پیروی کرتے رہے، لہٰذا اپنی دنیا کے بدلے آخرت کو فروخت کرنے والے، نفس کے بندے اور نفس کے مرکب وسواری بن گئے۔ حالانکہ تمہیں حکم دیا گیا تھا کہ نفس پر سوار ہو کر اس کی اصلاح ودرستگی کرو، اور اسے سلامتی کی راہوں پر چلاؤ کہ وہ آخرت کا راستہ، اور اپنے مولیٰ کی فرمانبرداری کی راہیں ہیں۔ لیکن تم نے نفس پر ظلم کیا کہ اس نے جو کہا سے مان لیا، اور اپنی مہار نفس کے سپرد کردی۔ اور نفس کی خواہشات، اور اس کی لذتوں میں پڑ کر اس کے تابع بن گئے، اور اس کے شیطان کی موافقت اختیار کی، اس کی خواہشوں کو پسند کیا۔ (شیطان نفس پر مسلط ہے، درحقیقت عالم انسانی میں نفس وکیل اور شیطان حاکم ہے) پس تمنے دنیا وآخرت کی بھلائیاں ضائع کردیں۔ اور دونوں جہان میں ذلیل ورسوا ہو گئے۔ عرصات قیامت میں دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں تم سب سے زیادہ عمل میں مفلس، اور دین کے لحاظ سے سب سے زیادہ زیاں کار آؤ گے حالانکہ نفس وشیطان کی پیروی کر کے دنیا میں اپنی قسمت سے زیادہ

marfat.com

کچھ حاصل نہ کر سکے ہو (اور آخرت کی یہ ذلت و رسوائی اس پر مستزاد ہے کہ دنیا بھی ہاتھ میں نہ آئی اور دین بھی ہاتھ سے جاتا رہا) اور اگر اسے آخرت کی راہ پر چلاتے، اور آخرت کو اصل مال گردانتے تو دنیا و آخرت دونوں جگہ فائدہ میں رہتے، اور دنیا میں جو تمہاری قسمت ملتی وہ مبارک و خوشگوار ہوتی، اور تم معزز و مکرم، اور ہر آفت سے محفوظ ہوتے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ آخرت کے قصد و ارادہ پر دنیا عطا فرماتا ہے (کہ نعمت و راحت اور عزت و کرامت، دنیا و آخرت میں مرحمت فرماتا ہے) اور وہ دنیا کے قصد و ارادہ پر آخرت نہیں دیتا۔ (یعنی جو آخرت چاہتا ہے اسے دنیا بھی ملتی ہے اور آخرت بھی، اور جو دنیا چاہتا ہے اسے نہ دنیا ملتی ہے اور نہ آخرت) اور کیوں ایسا نہ ہو، حالانکہ آخرت کی نیت یعنی قصد و ارادہ یہی تو خدا کی فرمانبرداری ہے اس لیے کہ نیت عبادت کی روح ہے، بلکہ نیت عین عبادت ہے۔ جب تم نے دنیا میں اپنی بے رغبی اور دارِ آخرت کی جستجو کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی، تو تم اللہ کے مخصوص بندوں اور طاعت گزار محبوبوں میں ہو گئے، اور تمہیں آخرت حاصل ہو گئی، وہ جنت اور قربِ الٰہی ہے۔ دنیا تمہاری خدمت کرے گی، اور اللہ تعالیٰ تمہاری قسمت پوری عطا فرمائے گا جو دنیا میں مقدر فرما چکا ہے۔ اس لیے کہ ہر چیز اپنے خالق و مالک کے جو اللہ تعالیٰ ہے تابع ہے۔ اور اگر تم دنیا میں مشغول ہو گئے اور آخرت سے روگردانی کر لی، تو تم پر اللہ تعالیٰ غضب فرمائے گا۔ اور تم سے آخرت کو فوت کر دے گا، اور دنیا تم سے سرکشی کرے گی، اور دنیا کا حصول بھی دشوار ہو جائے گا، اور جو تمہاری قسمت میں ہے، اس کے وصول میں بھی صعوبت ہو گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہے اور وہ اللہ کی مملوک ہے۔ پس جو اس کا نافرمان ہو، وہ اسے رسوا کرتی ہے، اور جو اس کا فرمانبردار ہو اس کی تکریم کرتی ہے۔ پس اس وقت نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ثابت ہو جائے گا کہ دنیا و آخرت دو سوتن ہیں (یعنی دو عورتیں ہیں جو ایک مرد کے نکاح میں ہیں) اگر ایک کو راضی کرتے ہو، تو دوسری تم سے

marfat.com

ناراض ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مِنكُم مَن يُرِيدُ الدُّنيَا وَ مِنكُم مَن يُرِيدُ الأخِرَةَ۔

تم میں سے کچھ وہ ہیں جو دنیا چاہتے ہیں اور تم میں سے کچھ وہ ہیں جو آخرت چاہتے ہیں تو ان سے کہا جائے گا، یہ دنیا کے فرزند ہیں اور وہ آخرت کے فرزند۔ اب تم غور کرو کہ تم کس میں ہونا چاہتے ہو، اور کس گروہ کو پسند کرتے ہو؟ حالانکہ تم دنیا میں موجود ہو۔ پھر جب آخرت کی طرف پھیر دیئے جاؤ گے، تو ایک فریق تو جنت میں جائے گا اور ایک فریق جہنم میں، اور ایک گروہ میدان حشر میں حساب کے درازی کے سبب کھڑا ہو گا۔ وہ دن تمہارے اندازہ کے مطابق پچاس ہزار سال کا ہو گا۔ اور ان سالوں کا ایک دن ہزار برس کے برابر۔ (مختلف نسخوں کے مطابق) جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک گروہ عرش کے زیر سایہ ان دستر خوانوں پر جن میں پاکیزہ کھانے، عمدہ پھل اور شہد و برف ہو گا مقیم ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث میں مروی ہے کہ وہ جنت میں اپنے گھروں کو دیکھتے ہوں گے یہاں تک کہ جب مخلوق کا حساب ختم ہو جائے گا، پھر جنت میں داخلہ ہو گا، اور انہیں ان کے گھروں کی راہ دکھائی جائی گی جس طرح دنیا میں کوئی اپنی منزل کی راہ بتاتا ہے۔ ان کا یہ مرتبہ اپنی دنیا کے ترک کرنے ہی کی بناء پر حاصل ہوا، کہ انہوں نے آخرت اور مولیٰ کی جستجو میں اپنے اوقات کو صرف کیا۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں وقت ضائع کیا، اور اس سے محبت، اور آخرت سے نفرت کی، احکام الٰہی کی پروانہ کی، اور روز قیامت کو فراموش کر دیا، سو وہ لوگ حساب و کتاب، قسم قسم کے شدائد و ذلتوں میں پڑئیں گے، چونکہ انہوں نے اسے فراموش کر دیا تھا کہ کل کیا پہنچے والا ہے، جس کا ذکر کتاب وسنت میں ہے۔ پس اپنے نفس پر غور کرو، اس پر رحم و شفقت کرو، اور ان دونوں گروہوں میں سے اچھوں کی صحبت اختیار کرو، اور برے ہمنشیوں، اور انس و جن کے شیطانوں سے اسے بچاؤ، اور کتاب و سنت کو اپنا امام بناؤ، اور ان میں غور و تدبر کی نظر کرو، اور ان کے احکام پر عمل کرو۔ قیل و

marfat.com

قال اور ہوس کے فریفتہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ "یہ رسول جو بھی تمہیں عنایت فرمائیں اسے لازم کرلو، اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو" ۔ اللہ سے ڈرو ان کی مخالفت نہ کرو کہ جو آپ حکم دیں اس پر عمل کو چھوڑ دو، یا اپنے لیے کوئی نیا عمل یا نئی عبادت اختراع کرلو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے حق میں فرمایا سیدھے رستہ سے گمراہ ہو گئی تھی کہ انہوں نے رہبانیت کا اختراع کرلیا تھا۔ ہم نے ان پر اسے فرض نہیں کیا تھا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ وہ ریاضتیں، مجاہدے اور اعمال جو شریعت کے موافق اور حق کے فرمودہ نہ ہوں، نامقبول ہیں، جیسا کہ بعض درویشوں نے گھڑ رکھا۔ درحقیقت یہ لوگ بندگی و عبادت کے معنی ہی کو نہیں جانتے انہوں نے عمل کو سبب و علت جان رکھا ہے، وہ نہیں جانتے کہ ثواب تو محض فضل الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں توسط و اعتدال کی رعایت کو ہاتھ سے چھوڑ دیں، تو وہ بہت سے وہ حقوق جو ان کے ضمن میں ہیں فوت کر دیں گے، اور عزیمت و رخصت کے خطوط سے تجاوز کر جائیں گے، ان میں اعتدال باقی نہ رہے گا۔ یہ خاصہ صرف شریعت محمدیہ اور ان کے پیروکاروں کا ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وسلم بالذات و علیہم بالواسطہ کہ وہ خودی سے فانی ہو کر حق سے باقی ہو کر مخصوص بارگاہ فضل و کرم اور اعتدال و میانہ روی کے مرکز بن جاتے ہیں۔ یعنی عمل کم ہوتا ہے اور اجر و ثواب بہت ملتا ہے، جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ ملخصاً از شرح۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی برحق ﷺ کو ہر باطل و ناحق سے پاک و منزہ کر کے فرمایا:

مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔

ترجمہ: یہ نبی اپنی طرف سے بات ہی نہیں کرتے بلکہ وہ وحی ہے جو نہیں کی گئی ہے۔

مطلب یہ کہ یہ جو کچھ دیتے ہیں وہ میری طرف سے ہوتا ہے، ان کی اپنی طرف سے اور اپنی خواہش سے نہیں ہوتا، تو ان کی پیروی کرو۔ پھر فرمایا:

marfat.com

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

ترجمہ: اے نبی فرما دیجئے اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ محبوب بنا لے تو تم میری پیروی کرو اللہ تمہیں محبوب بنا لے گا۔

تو ظاہر و روشن ہو گیا کہ محبوبیت کی راہ آپ کے قول و فعل کے اتباع و پیروی ہی میں ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اکتساب عمل میری ظاہری سنت اور توکل کرنا میری باطنی حالت ہے (او کما قال) پس تم آپ کی سنت اور آپ کی حالت کے درمیان ہو۔ اگر تمہارا ایمان کمزور ہے، تو وہ عمل کرو جو آپ کی سنت ہے، اور اگر ایمان قوی ہے، تو آپ کی اس حالت کو اپناؤ جس کا نام توکل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا۔ اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔ اور فرمایا وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ جس نے اللہ پر توکل کیا تو اُسے وہی کافی ہے۔ اور فرمایا: ان اللہ یحب المتوکلین۔ اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ تو اس نے تمہیں توکل کا حکم دیا اور اس پر تنبیہ فرمائی جیسا کہ اس نے اپنے نبی سے ارشاد فرمایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے ایسے عمل کیے جن پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ یہ حکم نبی، رزق و اعمال اور اقوال سب کو عام ہے۔ ہمارے لیے آپ کے سوا کوئی اور نبی نہیں ہے، جس کی ہم پیروی کریں۔ اور نہ قرآن کے سوا کوئی اور کتاب ہے جس پر عمل کریں۔ لہٰذا ان دونوں سے باہر نہ ہو کہ ہلاکت میں پڑ جاؤ۔ اور نفس و شیطان تمہیں گمراہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

ترجمہ: ہوا کی پیروی نہ کرو، کیونکہ وہ اللہ کے راستہ سے گمراہ کر دیتا ہے۔

پس سلامتی کتاب و سنت کے ساتھ ہے، اور ہلاکت ان دونوں کے ماسوا میں۔ بندہ کتاب و سنت پر ہی عمل کر کے ولایت و بدلیت اور غوثیت کی حالت تک ارتقاء وعروج کرتا ہے۔

marfat.com

مقالہ سی و ہفتم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

کیا بات ہے مومن کہ میں تمہیں اپنے ہمسایہ کے کھانے، پینے، لباس، بیوی، مکان اور اس کی مالداری، جس میں وہ چلتا پھرتا ہے، اور اس کے مالک کی ان نعمتوں سے جنہیں اس نے اس کی قسمت میں لکھا ہے حسد[1] کرتا ہوا دیکھتا ہوں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حسد ایمان کو کمزور بناتا، اور اپنے مولیٰ کی نظر سے گراتا، اور اسے غیظ میں لاتا ہے؟ کیا نبی کریم ﷺ سے مروی یہ حدیث نہیں سنی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الحسُود عُدو نعمتی۔ حاسد میری نعمتوں کا دشمن ہے (کہ وہ نہیں چاہتا کہ میں اپنے بندوں کو نعمتوں سے نوازوں)۔ اور کیا تم نے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نہ سنا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو۔

پھر اے مسکین! کس چیز سے حسد کرتے ہو؟ کیا بندہ کی قسمت پر یا اپنی قسمت پر؟ اب اگر تم بندہ کی اس قسمت پر حسد کرتے ہو، جسے اللہ نے اس کے مقدر میں رکھا کیونکہ ارشاد باری ہے: نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوٰۃ الدنیا ہم پروردگار عالم ہیں ہم نے ہی دنیاوی زندگانی میں ان کے لیے ان کی روزی تقسیم فرمائی"۔ اگر یہ بات ہے، تو تم نے اپنے پر ظلم کیا، آخر وہ بھی تو ایک بندہ ہے جو اپنے مولیٰ کی نعمتوں میں تصرف کرتا ہے، جسے اس کے مولیٰ نے اپنے فضل سے عنایت فرمایا، جو اس کا حصہ اور نصیبہ تھا، اور اس میں کسی دوسرے کا حصہ و نصیبہ نہ تھا۔ سوچو! تم سے زیادہ ظالم و بخیل

1۔ کسی شخص کی نعمت کو زائل ہو جانے کی خواہش و آرزو کرنے کو "حسد" کہتے ہیں، خواہ اس نعمت کو اپنے لیے چاہے یا نہ چاہے۔ بعض نے اپنے لیے چاہنے کی تخصیص کی ہے، یہ ظالموں کے سوا کے لیے مخصوص ہے، چونکہ ظالم نعمت کے زوال اور اس کو ایذا پہنچنے کی تمنا کرتا ہے یہ مذموم و قبیح ہے۔ لیکن یہ صفت کہ بغیر کسی سے زوال نعمت کے یا ایذا رسانی کے اپنے لیے اس نعمت کی تمنا کرے، اسے "غبطہ" کہتے ہیں، یہ مذموم نہیں ہے، اور یہ صفت واسالوا اللہ من فضلہ کے اطلاق و عموم میں داخل ہے۔ (از شرح)

marfat.com

اور احمق کون ہوگا اور کون تم سے زیادہ کم عقل ہوگا؟۔ اور اگر تم اپنی قسمت اور نصیبہ پر حسد کرتے ہو؟ تو یہ پرلے درجہ کی جہالت اور نادانی ہے۔ اس لیے کہ یہ تو تمہارا حصہ اور نصیبہ ہے، جسے کسی دوسرے کو دیا نہیں گیا، اور نہ تم سے کسی کی طرف پھیرا گیا، اللہ تعالیٰ پاک و منزہ ہے (کہ وہ کسی کا حصہ کسی کو دیدے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ۔ (پ ۲۶۔ سورہ ق)

ترجمہ: میری جناب میں حکم کو کوئی تغیر و تبدل نہیں کر سکتا، ہم بندوں پر ظلم فرمانے والے نہیں ہیں۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ظلم نہیں فرماتا کہ تم سے اپنی قسمت و تقدیر لے لے، اور دوسروں کو دیدے، ایسا حسد کرنا تو اپنی نادانی، اور اپنے بھائی پر ظلم و زیادتی ہے۔ پھر اس زمین پر حسد کرنا جس میں خزانے اور دفینے ہیں اور وہ سونے، چاندی اور جواہر کی کانیں جنہیں گزشتہ بادشاہوں نے قوم عاد و ثمود، اور کسریٰ و قیصر نے جمع کی ہیں، ان پر اپنے بھائی کے لیے حسد کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ تمہاری مثل تو اس مرد کی سی ہے، جس نے کسی بادشاہ کو اس کی شوکت و حشمت، لشکر و سپاہ، اراضی پر حکومت و غلبہ، اس کے دربار میں مملکت کے محصول و خراج پہنچتے ہوں، اور قسم قسم کی نعمتوں۔ لذتوں، اور خواہشوں میں مبتلاء دیکھا، لیکن ان پر تو اس نے حسد نہ کیا، مگر جب اس نے ایک جنگلی کتے کو یکھا کہ وہ بادشاہ کے کتوں میں سے کسی کتے کی خدمت کرتا، اس کے ساتھ کھڑا ہوتا، اور اسی کے ساتھ رات گزار کر صبح کرتا، پھر بادشاہ کے مطبخ سے بچا کھچا، ردی کھانا مل جاتا، وہ اسے کھالیتا۔ وہ مرد اس کتے کو دیکھ کر حسد کرنے لگا اور اس کا دشمن ہو گیا، اور اس کی موت و ہلاکت، اور اس کے قائم مقام بننے کی تمنا کرنے لگا۔ یہ حاسد کے طبیعت کی خست، کمینگی اور فرد مائگی ہے، یہ زُہد، دینداری اور قناعت نہیں ہے۔ تو کیا اس زمانہ میں اس مرد حاسد سے زیادہ احمق، بے وقوف اور نادان کوئی اور ہوگا؟

پھر اے مسکین! اگر تم جانتے اپنے ہمسایہ کے ساتھ کل کیا معاملہ درپیش ہوگا، اور

marfat.com

بروز قیامت حساب و کتاب کی سختی درازی کتنی ہوگی؟ اگر اس نے اللہ کی اطاعت ان نعمتوں میں نہ کی، جو اس کو دی گئی ہیں کہ اس کے حقوق ادا کرتا، اس کا حکم بجا لاتا، نافرمانیوں سے باز رہتا، اور اللہ کی طاعت و عبادت پر اس سے مدد مانگتا (اس وقت بندہ جب یہ حال دیکھے گا تو) تمنا کرے گا کہ کاش! اس میں سے ایک ذرہ بھی نہ دیا جاتا اور ایک دن بھی کسی نعمت کو نہ دیکھتا (مگر اس وقت اس کی یہ تمنا کچھ مفید نہ ہوگی) کیا تم نے نہیں سنا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ بروز قیامت کچھ لوگ ضرور یہ تمنا کریں گے کہ کاش ان کے گوشت قینچیوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیے جاتے، جب کہ وہ، بلاء ومصیبت جھیلنے والوں کے اجر و ثواب کو دیکھیں گے۔ پس کل تمہارا یہ ہمسایہ دنیا میں تمہاری جگہ ہونیکی تمنا کرے گا جب کہ اپنے حساب کی سختی وطوالت اور اس کے مناقشہ کو دیکھے گا، اور اسے بروز قیامت آفتاب کی حرارت میں پچاس ہزار سال کی برابر کھڑا رہنا پڑے گا۔ اسے یہ دشواری اس لیے پیش آئے گی کہ اس نے دنیا میں نعمتوں سے فائدہ اٹھایا (مگر اسے حقوق ادا نہ کیے) اس وقت تمہاری حالت یہ ہوگی کہ تم عرش الٰہی کے زیر سایہ ایک گوشہ میں قسم قسم کی لذتوں کے کھانے پینے میں مشغول ومسرور اور خوش ہو گے۔ یہ مسرت وشادمانی اس لیے ہوگی کہ تم نے دنیا کے شدائد، اس کی تنگی و آفت، اور فقر ومحتاجی پر صبر کیا، اور اپنے نصیبہ وقسمت پر راضی رہے، اور اپنے رب کے ساتھ موافقت کی جو بھی تمہاری تقدیر وتدبیر میں تھا۔ خواہ تمہارے لیے محتاجی، اور دوسرے کے لیے تونگری ہو۔ یا تمہارے لیے بیماری اور دوسروں کے لیے صحت ہو، خواہ تمہارے لیے شدت وسختی ہو، اور دوسروں کے لیے نرمی۔ یا تمہارے لیے ذلت ہو، اور دوسروں کے لیے عزت۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بلاؤں پر صبر اور نعمتوں پر شکر کرنے والوں میں شامل فرمائے، جو کہ اپنے تمام امور کو آسمان وزمین کے مالک رب کے سپرد کرتے اور اسی کو سونپتے ہیں۔

marfat.com

مقالہ سی و ہشتم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

جو کوئی اپنے مولیٰ کے ساتھ صدق وخلاص سے معاملہ کرے، اور صبح وشام اس کیسوا سے نفرت ووحشت زدہ رہے۔ اے گروہ طالبان حق! تم اپنے اس حال ومقام کا دعویٰ نہ کرو، جو تمہیں حاصل نہیں ہوا۔ اللہ کو یگانہ ومنفرد رکھو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، اور قضاء قدر کے تیروں کا نشانہ ہو جاؤ کہ وہ خراش تو پہنچائیں مگر ہلاک وقتل نہ کریں۔ اور جو اللہ کی راہ میں تلف ہوا، اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر لازم ہے۔

مقالہ سی و نہم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

ہَوائے نفس کو موجودگی میں بغیر امرِ الٰہی (مال ورزق، بلکہ مذہب وراہ فعل وقول اور ہر صنعت وکار کو) پکڑنا، راہ راست سے ہٹنا اور حق کے خلاف کرنا ہے اور ہَوائے نفس کی غیر موجودگی میں پکڑنا حق کے ساتھ موافقت وسازگاری ہے۔ اور اس کا ترک ریاء ونفاق ہے۔

مقالہ چہلم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

روحانیوں کی جماعت میں داخل ہونے کی خواہش نہ کرو، (کہ بشری قیود، اور جسمانی کدوت سے صاف ہونا چاہو) یہاں تک کہ تم اپنے تمام وجود سے نفرت کرنے لگو، اور اپنے تمام اعضاء وجوارح سے جدائی اختیار کرلو، اور اپنے وجود، اپنی حرکات وسکنات، اپنی سماعت وبصارت، اپنی طاقت وکوشش اور اپنے عمل وعقل سے

marfat.com

بیگانہ بن جاؤ، اور ان تمام چیزوں سے جو تم میں روح سے پہلے موجود تھیں اور جو روح پھونکنے کے بعد موجود ہوئیں ان سے علیحدگی چاہو۔ اس لیے کہ یہ تمام قرب و وصول حق سے حجاب اور آڑ ہیں۔ پس جب تم روح محض ہو جائے گے (اور علائق صوری و معنوی سے معراء ہو جاؤ گے) تو یہ سِرُّ السِّر اور غیب الغیب ہو گا، اور اپنے اسرار میں تمام چیزوں سے جدائی کرنے والا، سب کو دشمن بنانے والا، حجاب و تاریکی لانے والا ہو گا۔ جیسا کہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے فرمایا فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ، یہ میرے لیے دشمن ہیں مگر رب العالمین وہ میرا دوست ہے آپ نے یہ بات بتوں سے فرمائی۔ لہٰذا تم اپنے وجود کو، اور اپنے تمام اجزاء کو مع تمام مخلوقات کے بت بنالو۔ ان میں سے کسی کی فرمانبرداری نہ کرو، اور بالکل ان کی پیروی نہ کرو۔ اس وقت تم اسرار اور علم لدنیہ اور اس کے عجائب و غرائب لے امین و محرم بن جاؤ گے، اور تمہیں عالم کی تکوین اور اس پر تصرف حاصل ہو جائے گا، اور وہ عادتوں کے خلاف کام کرو گے جو قدرت کی قسم سے ہیں، اور مومنین کو جنت میں حاصل ہوں گی، پس تم اس حالت میں ایسے ہو جاؤ گے گویا مرنے کے بعد آخرت میں زندہ کیے گئے ہو اور قدرت کلیہ تمہیں حاصل ہو گی۔ تم اللہ کیساتھ سنو گے، اسی کے ساتھ دیکھو گے، اسی کے ساتھ بولو گے اُسی کے ساتھ پکڑو گے، اسی کے ساتھ چلو گے، اسی کے ساتھ سوچو گے اور اُسی کے ساتھ آرام و راحت پاؤ گے، ماسوا اللہ سے اندھے بہرے ہو جاؤ گے اس وقت کسی غیر کا وجود نظر آئے گا ہی نہیں۔ باوجود حدود کی حفاظت اور امر و نواہی کے لازم پکڑنے کے۔ اب اگر تم میں کوئی حد ٹوٹ جائے، تو جان لو کہ تم فتنہ میں ڈالے گئے ہو، اور تم سے شیطان کھیلتا ہے۔ لہٰذا حکم شریعت کی طرف رجوع ہو اور اسے لازم پکڑو، اور اپنے سے ہوس کو دور کرو، کیونکہ جس حقیقت کی شریعت شہادت نہ دے وہ زندقہ ہے۔

فائدہ: یہ مقام فنا فی التوحید کا ہے۔ بندہ اپنے وجود اور اپنی ذات و صفات کے افعال کو فنا کر کے مشاہدہ ذات و صفات الٰہی اور اس کے افعال کے کسی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

marfat.com

یہ مرتبہ اعلیٰ واکمل اور مراتب قرب وتوحید کی انتہاء ہے، جو اس کے تمام اقسام و مراتب کو شامل ہے۔ بعض صوفیاء متاخرین مراتب قرب کو چند قسموں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اول یہ کہ نوافل کے ذریعہ مرتبہ قرب حاصل کرے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ بندہ نوافل کی ادائیگی میں فاعل ہے اور حق آلہ۔ یعنی بندہ جب نوافل میں مشغول ہوتا ہے، تو وہ اس میں خودی اور انانیت مشاہدہ کرتا ہے، اسی کو فاعلیت کہتے ہیں۔ جب بندہ نے مرتبہ شہود میں اپنی نظر سے خودی اور فاعلیت کو ساقط کر دیا، تب اسے فنائے صفات کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے، جو حسب ارشاد نبوی نوافل وخیرات اور صدقات ومرضیات الٰہی پر مواظت ومداومت سے حاصل ہوتا ہے، انہی لوگوں کے حق میں ہے بِی یَسۡمَعُ وَبِی یُبۡصِرُ (مجھی سے سنتے اور مجھی سے دیکھتے ہیں)۔ دوم یہ کہ فرائض کے ذریعہ قرب حاصل کرے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اس میں فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور بندہ آلہ۔ یہ مقام فنائے ذات کا ہے، اور ان الحق ینطق بلسان عمر رضی اللہ عنہ (بے شک حق تعالیٰ سیدنا عمر فاروق کی زبان میں کلام فرماتا ہے) یہ ان کا مقام ہے۔ ایک اور بھی مقام جو ان دونوں مرتبوں کا جامع ہے، جیسا کہ فرمایا وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی الآیہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام رفیع ہے کہ آپ مقام قرب میں اس قدر بلند ہیں کہ اس جگہ شہود عبد مقرب میں کسی فاعل وآلہ سے مقید نہیں۔ یہ مقام بدرجہ کمال مخصوص ہے حضور سید عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ یہی مقام خلافت واتحاد ہے، جب ہی تو فرمایا ان الذین یُبایعونك انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیھم اور یہ کہ ومن یطع الرسول فقد اطاع الله الآیتین۔ (ملخصاً از شرح)

مقالہ چہل ویکم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں ہم دولت مندی کی ایک مثال تمہیں سناتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کیا تم دیکھتے نہیں کہ ایک بادشاہ عوام الناس

marfat.com

میں سے کسی کو چن کر کسی شہر کا گورنر بنا تا خلعت پہنا تا جھنڈے اور علم گاڑتا، نقارہ و طبل اور لشکر دیتا ہے۔ پھر وہ کچھ عرصہ حکومت کرتا ہے یہاں تک کہ اسے اطمینان ہو جاتا ہے اور خیال کرنے لگتا ہے یہ حکومت و گورنری باقی و ثابت رہے گی اور وہ اپنی پہلی حالت کو بھول کر اپنی بے قدری، خواری محتاجی اور گمنامی کو فراموش کر جاتا ہے اور نخوت و تکبر اس کے دل میں سما جاتا ہے پھر اچانک بادشاہ کی طرف سے معزولی کا حکم اس کی مسرت و خوشی کے وقت میں آ گیا اس کے بعد بادشاہ نے اس کے جرائم کو توت اور ظلم و تعدی اور نافرمانی و حکم عدولی کا مطالبہ کیا پھر تنگ و تاریک جیلخانہ میں قید کر دیا، اس کی یہ قید دراز ہوئی اور اس کی شدت اس کی وقت اور اس کی محتاجی ہمیشہ رہی اور اس کا تکبر و نخوت پگھل گیا، نفس شکستہ ہو گیا۔ اور ہوس کی آگ بجھ گئی یہ سب کچھ بادشاہ کے سامنے اور اس کے علم میں ہوا اس کے بعد بادشاہ نے عنان توجہ اس کی طرف پھیری اور بخشش و رحمت کی آنکھ سے اسے دیکھا اور جیلخانہ سے نکالنے کا حکم فرمایا اور اس سے حسن سلوک کرنے کا حکم دیا خلعت بخشی اور ولایت اسے لوٹا دی اور اس کے ساتھ اتنی ہی ولایت مزید شامل کر دی (یعنی دوگنی حکومت ولایت مل گئی) اور یہ ولایت بلا استحقاق سابق اسے بخشدی پس یہ حکومت ولایت اس کے پاس ہمیشہ رہی جو صاف اور کفایت کرنے والی اور برکت والی ہو کر باقی رہی۔

یہی حال مومن کا ہے جب اللہ تعالیٰ اسے اپنا مقرب اور اپنا برگزیدہ بنالیتا ہے تو اس کے دل کی آنکھ کے آگے رحمت و احسان اور انعام و اکرام کے دروازے کھول دیتا ہے، پس اپنے دل سے وہ دیکھتا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا گزر ہوا یعنی وہ آسمان و زمین کے ملکوت کے غیوبات کا مطالعہ کرتا ہے اور قرب و اختصاص، کلام لذیذ و لطیف، عمدہ، جمیل و ناز قبولیت دعا، صداقت گفتار اور ایفاء وعدہ سے نوازتا ہے۔ اور اس کے قلب میں مقام بعید سے حکمت کی باتیں ڈالتا ہے پس پھر وہ اس کی زبان سے جاری ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ

marfat.com

ظاہری نعمتوں کو اس پر اور زیادہ کرتا ہے یعنی اس کے بدن، تمام اعضاء، کھانے پینے، لباس، نکاح حلال، مباح ظاہری عبادت اور حدود کی حفاظت میں اضافہ کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنے اس مجذوب مومن بندے کے اس حال کو کچھ عرصہ تک برقرار رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ جب بندہ اس کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اس پر نازاں ہو جاتا ہے اور دائمی کا گمان کرنے لگتا ہے تب اللہ تعالیٰ اس پر بلاؤں اور قسم قسم کے نفسانی مشقتوں یعنی مال واولاد اور اہل وعیال میں کمی ونقصان کے دروازوں کھول دیتا ہے، پس اس سے وہ سب کچھ جو اس پر پہلے سے اللہ کی نعمتیں تھیں دور کر دیں۔ پھر وہ متحیر، حسرت زدہ، دل شکستہ، یاروں دوستوں سے کٹ کر رہ جاتا ہے۔ اگر وہ اپنے ظاہر کو دیکھتا ہے تو وہ چیزیں نظر آتی ہیں جو اسے بری معلوم ہوتی ہیں۔ اور اگر اپنے قلب وباطن کی طرف نظر ڈالتا ہے تو وہاں بھی اسے وہ چیز نظر آتی ہے۔ جو اسے غم میں مبتلاء کر دے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ سے اس ضرر کو دور کرنے کی دعا کرتا ہے تو قبولیت نظر نہیں آتی۔ اور اگر وعدہ جمیل کی خواہش کرتا ہے تو وہ بھی جلدی نہیں پاتا۔ اور اگر کسی چیز کا وعدہ دیا بھی جاوے تو اس کی وفا کی خبر نہیں ہوتی۔ اور اگر کوئی خواب دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر وتصدیق سے ہمکنار نہیں ہوتا۔ اور اگر مخلوق کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے تو ان تک رستہ نہیں ملتا۔ اور اگر اس کو اس میں کوئی رخصت ظاہر ہوتی ہے اور وہ اس پر عمل کر بیٹھتا ہے تو سزاء وعقوبت اس کی طرف دوڑتی ہیں اور خلقت کے ہاتھ اس کے بدن پر اور ان کی زبانیں اس کی آبرو پر تسلط پاتی ہیں۔ اور اگر اس حالت سے جس میں اب داخل کیا گیا اس پہلی حالت کی طرف جو برگزیدگی اور اجتباء سے پہلے تھی پلٹنا چاہتا ہے تو قبول نہیں کیا جاتا اور اگر رضا وخوشنودی اور بلاء سے لذت انگیزی چاہتا ہے تو یہ بھی نہیں دیا جاتا تو اب وہ وقت شروع ہوتا جہاں نفس پگھلتا ہے، ہوائے نفس زائل ہوتی ہے ارادہ وخواہشیں کوچ کرتی ہے اور ہستیاں نابود ہوتی ہیں۔ پس یہ حالت ہمیشہ برقرار رہتی ہے۔ یہاں تک کہ بندہ جب انسانی اخلاق اور بشری صفات کو فنا کر لیتا

marfat.com

ہے تو روح محض باقی رہ جاتی ہے یہاں تک کہ اپنے دل میں ایک آواز سنتا ہے کہ اپنا پاؤں زمین پر ماروں یہاں نہانے اور پینے کا ٹھنڈا پانی ہے۔ جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے فرمایا گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اس کے دل پر اپنی رحمت و مہربانی اور لطف و احسان کی بارش برساتا ہے اور اسے اپنی ٹھنڈی ہواؤں اپنی معرفت کی خوشیوں اور اپنے علوم کی باریکیوں سے زندہ فرماتا ہے اور اس پر اپنی نعمت و محبوبیت کے دروازے کھولتا ہے۔ اور اس کی طرف تمام احوال میں مخلوق کے ہاتھوں کو مال خرچ کرنے اور دینے اور خدمت کرنے کے لیے کشادہ کرتا ہے۔ اور ہر جگہ اس کی تعریف و توصیف اور اچھائی کے ساتھ یاد کرنے میں لوگوں کی زبانوں کو کھولتا ہے اور اس کی طرف آنے (اس سے ملاقات کرنے اس سے فائدہ اٹھانے) کے لیے مخلوق کے پاؤں کھولتا ہے۔ اس کے لیے ان کی گردنوں کو جھکاتا، بادشاہوں اور ارباب دولت کو اس کے لیے مسخر کرتا ہے۔ اور اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں اس پر تمام کرتا ہے اور اس کی ظاہری تربیت کا خود متولی ہوتا ہے اس کی تربیت خواہ اپنی نعمت سے ہو یا مخلوق کے ذریعہ (کیونکہ مخلوق کی طرف سے بھی جو نعمتیں پہنچی ہیں درحقیقت وہ بھی اس کی طرف سے ہوتی ہیں، اور اس کی باطنی پرورش کو اپنے لطف و کرم سے خود اختیار فرماتا ہے وقت بقا یعنی مرنے کے وقت تک اس کی یہ حالت ہمیشہ برقرار رکھتا ہے۔ پھر اسے وہاں داخل فرماتا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا گزر ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُم مِّن قُرَّةِ اَعْیُنٍ پس کوئی جان نہیں معلوم کر سکتی کہ ان کے لیے کیا چیز آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ کر رکھی؟ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یہ بدلہ ہے ان کا جو وہ عمل کرتے تھے۔

مقالہ چہل و دوم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نفس کی دو ہی حالتیں ہیں تیسری

marfat.com

نہیں ہے۔ ایک حالت عاقبت کی ہے اور دوسری حالت بلاء کی۔

پس اگر وہ بلا میں ہوتا ہے تو وہ بے صبری، شکوہ قضاء وقدر سے ناراضگی اور اللہ تعالیٰ پر اعتراض واتہام شروع کر دیتا ہے وہ صبر کو اختیار کرتا ہے نہ رضاؤ موافقت کو۔ بلکہ بے ادبی اور خلق واسباب کے ذریعہ شرک وکفر کرنے لگتا ہے۔ اور اگر عافیت میں ہوتا ہے تو وہ بہت زیادہ سرکش ومتکبر ہو جاتا ہے شہوتوں اور لذتوں کی پیروی کرنے لگتا ہے جب بھی کوئی شہوت پوری ہوتی تو دوسری کی تلاش شروع کر دیتا ہے اور جو نعمتیں اس کے پاس ہوتی ہیں اسے وہ حقیر جاننے لگتا ہے اور ان نعمتوں میں عیب ونقصان نکالنے لگتا ہے (حالانکہ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ ہیں اگر تمام جہان مجتمع ہو کر ایک نعمت بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہ کر سکیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل وکرم ہے کہ بغیر سابقہ استحقاق کے اسے عنایت فرمادی ہیں) پھر وہ اس سے اعلیٰ وبہتر کی آرزو رکھتا ہے۔ (دوسری غلطی یہ ہے کہ وہ ان نعمتوں کی آرزو کرتا ہے) جو اس کی قسمت میں نہیں ہیں اور جو اس کی قسمت میں ہے اس پر اعتراض کرتا ہے (حالانکہ شرط بندگی یہ ہے کہ اگر بغرض محال اس کی قسمت میں زیادہ ہوتا اور مولیٰ تعالیٰ اس سے کم دیتا تب بھی جو دیا اس پر راضی رہنا چاہئے کہ جو اس کی قسمت میں تھا پورا دیا گیا۔ اس کے باوجود یہ طمع، ناراضگی اور اعتراض کیا معنی رکھتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ نفس کی خاصیت ہی یہ ہے کہ اپنی قسمت پر راضی نہیں رہتا اور اس سے زیادہ بہتر کی جستجو کرتا ہے شرح) پس یہ نفس انسان کو طویل محنت ومشقت میں ڈال دیتا ہے وہ راضی نہیں ہوتا جو اسے ملا اور جو اس کی قسمت میں تھا پس وہ سختیوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور ہلاکت کی جگہوں اور طویل مشقتوں اور سختیوں میں گھس پڑتا ہے۔ جس کی دنیا میں اس کے بعد آخرت میں انتہا ہے اور نہ آخر۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ سخت ترین سزاؤں میں سے یہ ہے کہ وہ چیز طلب کرے جو قسمت میں نہیں ہے اور جب وہ بلا میں ہوتا ہے تو بجز اس کے دور کرنے کے کوئی آرزو رکھتا ہی نہیں۔ اس وقت وہ ہر ناز وشہوت اور لذت کو بھول جاتا ہے ان

marfat.com

میں سے کسی چیز کو طلب نہیں کرتا چنانچہ جب اسے عافیت دے دی جاتی ہے تو پھر وہ اپنی رعونت، سرکشی تکبر، اپنے رب کی طاعت سے روگردانی اور معاصی میں منہمک ہونے کی طرف لوٹ پڑتا ہے اور بھول جاتا ہے کہ اس پر کیسی بلائیں تھیں اور اس پر کیسی بدحالی تھی۔ اب اسے پھر دوبارہ پہلے سے زیادہ سخت بلاؤں اور مصیبتوں میں ڈال دیا جائے گا جو اس کے لیے عذاب ہوگا بایں سبب کہ اس کے نفس نے جو کمایا اور بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا تاکہ آئندہ نافرمانیوں اور گناہوں سے باز رہے۔ اس لیے کہ نعمت وعافیت اسے سازگار نہیں ہوئی۔ بلکہ بلاء وسختی میں اس کی نگہبانی وحفاظت ہے۔ پس اگر وہ بلاؤں کے دور ہو جانے کے بعد حسن ادب کو ملحوظ رکھتا اور طاعت پر کاربند اور اپنے نصیبہ پر شاکر وراضی رہتا تو یہ دنیا وآخرت میں اس کے لیے بہتر ہوتا اور نعمت وعافیت کی زیادتی اور اللہ کی رضا وخوشنودی اور اس کی توفیق ومہربانی کا مستحق بنتا۔

اب جو دنیا وآخرت کی سلامتی چاہے اسے لازم ہے کہ صبر ورضا اور مخلوق سے شکوہ کرنے سے اجتناب اور اپنی ضروریات کا اللہ عزوجل سے فریاد اس کی اطاعت کے لزوم، کشادگی وفراخی کا انتظار اور اللہ کی طرف یکسوئی کو اختیار کرے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ماسواے بہتر ہے، اپنی تمام مخلوق سے اس کا محروم کرنا عطا ہے (کیونکہ وہاں حکمتیں اور مصلحتیں ہوں گی ان کا نفع بھی بندے کے حال پر پھرے گا اور ہو سکتا ہے کہ دوسرے وقت اس سے بہتر اور زیادہ عنایت فرمائے کیونکہ اس کا ارشاد ہے میں شکستہ دلوں کے نزدیک ہوں تا کہ وہ میری طرف خوب رجوع کریں۔ شرح) اللہ کا عذاب نعمت ہے (یعنی وہ نعمت جس کے حقوق ادا نہ کئے جائیں وہ ایک عذاب وسزا ہے) اور اس کی بلائیں دوا ہیں اور اس کا وعدہ نقد ہے اس کا ادھار رد کتا ہے اور اس کا کہنا فعل ہے اس لیے کہ اس کا قول وحکم یہ ہے کہ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (جب کسی شی کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے "ہوجا" تو وہ "ہو جاتی ہے") اس

marfat.com

کے تمام کام نیک وحکمت ومصلحت پر شامل ہیں۔مگر اس نے اپنی مصلحتوں کا علم بندوں سے پوشیدہ کر رکھا ہے وہ دانشمندی میں تنہا دیکھتا ہے پس بندے کے لیے سب سے بہتر اور اس کے حال کے مناسب یہی ہے کہ وہ رضاء وتسلیم، مشغول بعبادت، اوامر و نواہی کی ادائیگی، قضاء ونذر کی اطاعت میں ہمیشہ قائم رہے اور جور بوبیت کے لوازم ہیں یعنی کبریائی کا دعویٰ کرنا وغیرہ اس میں مشغول ہو۔(اور ربوبیت کے افعال پر اعتراض والزام کو ترک کر دو) کیونکہ یہی تو تقدیروں کے جاری ہونے کی جگہ اور ان کے اصولوں کی علت ہے۔

لہٰذا اپنے تمام حرکات وسکنات میں افعال الٰہی میں چون وچرا اور اس پر اعتراض وتہمت سے خاموشی اختیار کرنا چاہیے۔اس ارشاد وہدایت کی دلیل وحدیث ہے جو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بروایت عطاء از ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں سواری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف یعنی پشت پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اے فرزند حقوق الٰہی کی نگہبانی کرو اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کو اپنے مراقبہ علم وحضور اور معیت میں نگاہ رکھو گے تو اسے اپنے سامنے (بطریق نصرت واعانت) پاؤ گے جب سوال کرو تو اللہ سے سوال کرو۔اور جب مدد مانگو تو اللہ سے استعانت کرو (کہ حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ جو احادیث واقوال اولیاء میں وارد ہے کہ انبیاء واولیاء مخلوق کی مدد فریادرسی کرتے ہیں تو اس میں کوئی مناقات نہیں ہے کہ کیونکہ یہ عون الٰہی کے مظاہر ہیں انہوں نے اپنے کو فنا کر کے معیت وقرب الٰہی حاصل کر لیا ہے اب جو فنافی اللہ ہو کر ان سے افعال و اعانت صادر ہوتے ہیں در حقیقت وہ اللہ کے غیر نہیں ہیں مفصل بیان سابقہ مقالات میں گزر چکے ہیں۔۱۲ امترجم) قضاء وقدر پر قلم خشک ہو گیا ہے۔اب اگر بندے تمہیں ایسا نفع پہنچانا چاہیں جو تمہاری تقدیر میں اللہ نے نوشت نہیں فرمائی ہے تو اس پر وہ قادر نہیں ہیں اور اگر وہ تمہیں ایسا نقصان پہنچانا چاہیں جو تمہاری تقدیر میں اللہ نے

marfat.com

نوشت نہیں فرمائی ہے۔

تو اس پر بھی وہ قادر نہیں ہیں۔ پس اگر عمل کرنے کی استطاعت رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے لیے صداقت کے ساتھ یقین رکھ کے عمل کرو اور اگر استطاعت نہیں رکھتے (کسی عارضہ کے سبب، اس طرح پر کہ ایمان و یقین میں خلل نہ آئے تو ناامید نہ ہو) اس لیے کہ اپنی ناگوار اور مکروہ باتوں پر صبر کرنے میں بہت بھلائی[1] ہے۔ جان لو کہ حق کی نصرت صبر و ثبات میں ہے اور کشادگی و فراخی بلاؤں کے ساتھ ہے۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا بے شک ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

افادہ: سیدنا فاروق اعظم عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ قضاء الٰہی میں ہے وہ تو ضرور ہوتا ہے۔ اب اگر تم صبر کرو تو اس کے اجر کے مستحق ہو گے اور بے صبری کرو گے تو اس کا وبال بھی تمہیں پر ہوگا سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ ایسے ہو جاؤ جیسے وہ سواری جو ہرگز پاؤں کے نیچے نہ دبے (یعنی سوار نہ ہونے دے سرکشی کرے) اور وہ تلوار جو قطعاً کاٹ نہ کرے سخت کند ہو اس کا نام صبر ہے۔ اور مشائخ کرام فرماتے ہیں بوقت مصیبت صبر کیوں نہیں کرتے۔ اگر تم نے صبر کیا تو ایک اجر و ثواب پاؤ گے دوسرے مصیبت نہ رہے گی۔ شرح

لہٰذا ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اس حدیث کو اپنے دل کا آئینہ، اپنے جسم کا لباس (شعار)[2] اور چادر (وثار) اور اپنے گفتگو میں مثل بنا لے اور اپنے تمام حرکات و سکنات میں اسی کے مطابق عمل کرے تا کہ دنیا و آخرت میں سلامت رہے۔ اور دونوں جہان میں اللہ کی رحمت کیساتھ عزت پادے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ صبر کرنے والے کو اگر بعض اعمال خیر و نوافل میں کوتاہی ہو جائے تو مصائب و بلایا پر صبر کرنے سے اس کا کفارہ بن سکتا ہے۔ اور کبھی درجات کی بلندی کا سبب بھی ہوتا ہے۔ (شرح)

۲۔ شعار اس کپڑے کو کہتے ہیں جس سے بدن کو ڈھانپا جائے جیسے قمیض، پیجامہ، وغیرہ اور وثار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو شعار کے اوپر پہنا جائے جیسے چادر اچکن وغیرہ۔ حدیث کے لغوی معنی بات اور کلام کے ہیں اس جگہ مطلب یہ ہے کہ مذکور حدیث شریف کو اپنا تکیہ کلام بناؤ کہ ہر وقت خود سے کہتے رہو اور دل میں اسے بٹھا لو۔ (شرح)

marfat.com

مقالہ چہل وسوئم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص لوگوں سے سوال نہیں کرتا مگر بایں سبب کہ وہ اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتا اور اس کا ایمان، اس کی معرفت اور اس کا یقین کمزور ہے اور اس کا صبر کم ہے۔ اور کوئی خلق سے سوال و درخواست نہیں بچتا مگر بایں سبب کہ وہ اللہ ﷻ کے علم و معرفت کو پورا جانتا اور اس کا ایمان و یقین قوی اور اپنے رب کی معرفت بہت زیادہ ہے یہ حالت ہر لحظہ قائم رہتی ہے اور یہ کہ وہ اپنے رب سے شرم و حیا کرتا ہے۔

افادہ: شیخ اجل عارف باللہ سیدنا علی متقی رحمۃ اللہ اپنے بعض رسائل میں نقل فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیے کہ ان پانچ باتوں کو خود پر بار بار دہرائے تاکہ خوب ذہن نشین ہو کر توکل کے حصول کا موجب ہو جائے اول یہ کہ اس پر یقین رکھو کہ حق تعالیٰ کا علم تمام مخلوق کو شامل ہے اور ان کے احوال پر محیط ہے بخلاف آدمی کے شہر اور جہان میں چند محتاج ان سب کو نہ جانتا ہے اور نہ پہچانتا اگرچہ وہ بڑا سخی ہو جب وہ جانتا ہی نہیں تو کیسے دے گا۔

دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جہاں بھی فقیر و محتاج ہو وہیں رزق و عطا پہنچائے اگرچہ جہاں کے آخری کنارے پر ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن آدمی یہ قدرت نہیں رکھتا اور نہ اسے طاقت ہے جب اسے طاقت ہی نہیں تو کس طرح پہنچا سکتا ہے۔

سوم یہ کہ نسیان و فراموشی اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں بخلاف آدمی کے کہ کسی چیز کو جانتا ہے پھر اسے بھول جاتا ہے اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے دروازہ پر فقیر کو بٹھا جاتا ہے اور وعدہ کر جاتا ہے کہ گھر سے اس کے لیے کچھ بھیجتا ہے یا خود لاتا ہے۔ جب گھر کے اندر جاتا تو بھول جاتا ہے۔

چہارم یہ کہ حق تعالیٰ کو ملال و تھکان نہیں ہے کہ وہ کسی کام کو کرے پھر اس سے وہ

marfat.com

ملال یا تھکان محسوس کرے بخلاف آدمی کے کہ کسی جگہ بیٹھتا ہے تا کہ مخلوق خدا اسے کچھ دے جب دیر ہو جاتی تو غمگین ہو کر تھکان محسوس کرنے لگتا ہے پھر وہ اٹھ جاتا اور خالی ہو جاتا ہے۔ از شرح

مقالہ چہل و چہارم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عارف کا ہر سوال جو وہ اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے قبول نہیں ہوتا اور اس کے ہر وعدہ کو پورا نہیں کرتا تا کہ اس پر رجا یعنی امید غالب نہ آجائے پھر وہ اسے ہلاک کر دے۔ اس لیے کوئی حال و مقام ایسا نہیں ہے جس کے لیے خوف و رجا نہ ہو۔ یہ دونوں پرند کے دو بازو کے مانند ہیں کہ ان بازوؤں کے بغیر پرند ناتمام ہے۔ اسی طرح حال و مقام کمال کو نہیں پہنچتا اور باقی نہیں رہتا جب تک کہ خوف و رجا نہ ہو۔ لیکن ہر حال و مقام کے لیے خوف و رجا اسی مناسبت سے ہے جس کا وہ حال و مقام مقتضی ہے۔ پس عارف مقرب اور اس کا حال و مقام یہی ہے کہ اللہ کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہ کرے اور اس کے غیر کی طرف نہ مائل ہو، نہ آرام لے۔ اور نہ اس کے غیر سے محبت کرے اب سوال کی قبولیت کے لیے اس کا طلب کرنا اور ایفائے عہد کے لیے اس کا درخواست کرنا وہ چیز نہیں ہے۔ جس کے وہ درپے ہے اور یہ اس حال کے لائق بھی نہیں۔ پس اس میں (یعنی عارف کے سوال کے قبول نہ ہونے اور ہر وعدہ کے پورا نہ ہونے میں) دو امر ہیں۔ ایک یہ کہ اس پر رجاء اور اس کے رب کی خفیہ تدبیر کا غرور غالب نہ آجائے پھر وہ ادب کے قائم رکھنے سے غافل ہو جائے۔ اور وہ اسے ہلاک کر ڈالے۔ دوسرے یہ کہ اپنے رب عزوجل کے ساتھ اس کے ماسوا کے کسی چیز کو اس کا شریک بناتا ہے۔ اس لیے کہ بظاہر جہان میں انبیاء علیہم السلام کے بعد کوئی معصوم نہیں ہے (یعنی جس کی عصمت قطعی اور یقینی طور پر ہمیں ظاہر ہو اور ہم حکم دے سکیں بجز انبیاء علیہم السلام کے کوئی نہیں ہے) اس بنا پر اس کی دعا قبول اور وعدہ

marfat.com

ایفاءنہیں فرماتا تاکہ بطریق عادت سوال نہ کرے اور بشری طبع اور سرشت سے خواہش نہ کرے، امتثال امر کی بنا پر نہیں ہے (کیونکہ شریعت میں تو سوال ودعا کرنے کا حکم ہے لہٰذا اس حکم کے بجالانے پر یہ عدم قبولیت نہیں ہے) بلکہ اس بنا پر ہے کہ اس میں شرک کی طرف لوٹنے کا خطرہ ہے اور تمام احوال میں شرک خفی بہت ہے۔ اور ان کی طرف اقدام کرتا اور ان تمام مقامات میں ایسا کرنا مذموم ہے۔

لیکن جب سوال متابعت امر میں ہوتو یہ قرب ونزدیکی میں زیادتی کا موجب ہوتا ہے جیسے نماز، روزہ اور دیگر فرائض ونوافل وغیرہ کیونکہ بجا آوری متابعت حکم میں ہے۔

افادہ: اس مقام میں ایک اشکال یہ واقع ہوتا ہے کہ حضور غوث اعظم نے فرمایا درگاہ خداوندی سے عارف کو جو وعدہ دیا جاتا ہے کبھی وہ وعدہ پورا نہیں کیا جاتا اور شی موعود اسے نہیں پہنچائی جاتی لہٰذا حق تعالیٰ کے وعدے میں خلاف ہونا لازم آتا ہے اور یہ باتفاق جائز نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اس وعدہ کا وقوع کسی دوسرے وقت پر موقوف ہو۔ خواہ دنیا میں یا آخرت میں۔ اور اگر وعدہ میں وقت بھی معین کردیا گیا ہے تو ہوسکتا ہے وہ کسی شرط وقید سے مشروط ومقید ہو۔ اور بندہ کو اس کی خبر نہ دی گئی ہو اگرچہ خود وہ شرط یہی ہے کہ نہ تو سوال کرنا اور نہ درخواست کرنا۔ چونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو کچھ بھی علم الٰہی میں ہے بندہ اس سے باخبر بھی ہو جائے ولا یحیطون بشئی من علمه الا بما شاء بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اس کی حکمت بالغہ کا اقتضاء یہی ہوتا ہے کہ سے پوشیدہ اور مخفی رکھا جائے۔ اتا کہ ربوبیت کی سطوت وہیبت بندہ کی نظریں اور احکام عبوریت بجالانے میں وہ ثابت قدم رہے۔ (از شرح)

مقالہ چہل وپنجم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ واضح رہنا چاہے کہ آدمی دو قسم کے ہیں ایک وہ جن پر نعمتوں کا افاضہ وانعام کیا گیا ہے دوسرے وہ جو بحکم ربی بلاؤں میں

marfat.com

مبتلاء ہیں۔ پس منعم علیہ صفا و کدورت سے ان چیزوں میں جو اس پر انعام کی گئی ہیں صفائی و کدورت سے خالی نہیں ہوتا پس وہ انہیں نعمتوں میں جو اسے دی گئی ہیں بہت خوش حال ہوتا ہے۔ کہ اچانک تقدیر الٰہی وہ چیز لاتی ہے جس سے وہ مکدر ہو جاتا ہے یعنی قسم قسم کی مصیبتیں بلائیں، امراض، رنج و غم اور سختیاں اس کی جان میں مال میں اہل میں اور اولاد میں آجاتی ہیں تب وہ ان سے بے مزہ ہو جاتا ہے اور ایسا بن جاتا ہے گویا اس پر کبھی نعمتیں آئی ہی نہیں۔ اور ان گزشتہ نعمتوں اور اس کی شیرینی کو بھول جاتا ہے اور اگر مال و جان، غلام و باندیاں اور دشمن سے بخوبی کے ساتھ تونگری قائم ہے تو وہ ان نعمتوں میں ایسا مگن رہتا ہے گویا کہ بلاؤں کو وجود ہی نہیں ہے اور اگر بلا میں ہوتا ہے تو خیال کرنے لگتا ہے کہ خوشحالی کا وجود ہی نہیں ہے یہ تمام حالتیں اپنے مولا سے بیخبری اور نادانی کی وجہ سے ہے پس اگر وہ جانتا کہ اس کا مولی فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہی تغیر و تبدل اور تلخ و شیریں، فقیر و تونگر بلند و پست، عزت و ذلت، مارتا جلاتا اور آگے پیچھے کرتا ہے تو جو اس پر انعام فرمایا ہے اس سے ہرگز مطمئن نہیں رہتا۔ اور اس کے زوال و تغیر سے بے پرواہ اور اس پر مغرور نہ رہتا۔ اور بلا کی حالت میں کشادگی و فراخی سے ہرگز مایوس نہ ہوتا۔ نیز وہ دنیا کے حالات سے بھی نادان اور جاہل ہے کہ یہ دنیا بلاء، محنت، تیرگی، تکالیف اور زندگی کو مکدر بنانے والا گھر ہے۔ اور یہ کہ اس کی اصل و بنیاد بلا ہے اور نعمتیں اس کی فرع اور شاخیں ہیں۔ پس یہ دنیا اس درخت کی مانند ہے جس کے شیرہ سے ''صبر'' یعنی ایلوا بنتا ہے۔ (ایلوا ایک مشہور دوا ہے جو تلخ و کڑوا ہوتا ہے) جس کا پہلا پھل کڑوا اور آخری پھل شہد و شریں ہے۔ لہٰذا کوئی مزہ اس کی شیرینی تک نہیں پہنچتا جب تک کہ اس کی کڑواہٹ کو نہیں چکھتا زہر پی کر ہی شہد و شریں کو پاتا ہے پس جو شخص دنیا کی بلاؤں پر صبر کرے اس کے لیے اس کی نعمتیں حلال ہو جاتی ہیں۔ بلاشبہ مزدور کو پیشانی سے پسینہ بہانے اپنے جسم کو مشقت میں ڈالنے، اپنی روح کو غمزدہ کرنے، اپنے سینے کو تنگ کرنے اپنی طاقت خرچ کرنے،

marfat.com

اپنی جان کو گھلانے، اپنی آرزوؤں کو توڑنے اور اپنی طرح کے مخلوق کی خدمت کرنے کے بعد اس کی اجرت دی جاتی ہے پس جب حر دوران تمام تلخ گھونٹوں کو نگل لیتا ہے اس کے بعد وہ اچھے کھانے، عمدہ سالن، پھل، لباس، راحت وسرور اگرچہ کم سے کم ہو پاتا ہے۔ پس یہ دنیا ہے جس کا اول تلخ ہے جیسا کہ شہد کے بڑے برتن کے جو ایسے ظرف میں رکھا ہوا ہو جس کے کناروں پر تلخی ہو پس شہد کھانے والا برتن کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کناروں کی تلخی نہ چکھے اس کے بعد خالص شہد کو کھائے گا۔ پس جب بندہ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی ادائیگی اور جو تقدیر کے مطابق اجراء ہو اس پر تسلیم و تفویض اور جو تقدیر کی تلخیاں ہیں اس کو گھونٹ گھونٹ پینے اس کے بوجھ اُٹھانے اور اپنے نفس کی ہوا وتمنا کی مخالفت وترک پر صبر کرے گا۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ صبر کے صلہ میں عمدہ زندگی آخر عمر میں عطا فرمائے گا اور ناز و آسائش، راحت وعزت عنایت فرما کر اس کا کارساز ومتولی ہو جائے گا۔ اور ایسی پرورش فرمائے گا جیسے دایہ بچے کی پرورش کرتی ہے۔ بغیر اس کے کہ بندہ مشقت جھیلے، تختیاں اٹھائے اور دنیا وآخرت کی مصیبت برداشت کرے۔

اور وہ ایسی لذت اُٹھائے گا جس طرح وہ شخص جس نے برتن کے اوپر سے تلخی چکھی پھر تہ سے شہد کھایا۔ لہٰذا نعمت پانے والے بندے کو سزاوار ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہو۔ کہ نعمت میں فریفتہ ہو جائے اور اس دائمی سمجھنے لگے اور اس کے شکر سے غافل ہو جائے اور اس کے شکر کو ترک کرکے نعمتوں کی بندشوں کو ڈھیلا کردے نبی کریم ﷺ نے فرمایا نعمت ایک وحشی جانور ہے تو اسے شکر کے ذریعہ مقید کرو پس نعمت مالی کا شکر یہ ہے کہ فضل فرمانے والے منعم اللہ تعالیٰ کا اعتراف کرے اور دل سے تحدیث نعمت ہر حال میں کرے۔ اور اس کے فضل واحسان کو جانے اور اس پر غرور وگھمنڈ نہ کرے اور مال میں اس کی حدوں سے تجاوز نہ کرے اس نے مال کو آزاد نہیں چھوڑا ہے بلکہ اس کے لیے احکام واوامر ہیں۔ پھر اس کے حقوق کو ادا کرو

marfat.com

یعنی زکوٰۃ و کفارہ نذر و صدقہ، مظلوم کی فریاد اس محتاجوں کی حراج پرسی، سختیوں میں اہل حاجت کی مطلب برآری کرنا اس وقت جب کہ احوال پھیریں اور نیکیوں کو بدیوں سے بدلیں میری مراد وہ نعمت و فراخی زمانہ ہے جو سختی و تکلیف سے بدلے۔(یہ مال کا شکر ادا کرنے کا طریقہ ہے) اور اعضاء و جوارح میں عافیت کی نعمت کا شکر یہ ہے کہ طاعت میں ان سے مدد لے اور انہیں حرام چیزوں اور بدیوں، گناہوں اور ناپاکیوں سے بچائے۔ پس یہ طریقہ ہے نعمتوں کو بھاگنے اور چلے جانے سے روکنے کا۔ نعمت کے درخت کو (شکر و ادائگی حقوق کا) پانی دینا اس کی شاخوں پتوں کو بڑھانا ہے اس کے پھلوں کو اچھا کرنا، اس کے مزے کو شیریں کرنا ہے۔ اس کے عاقبت کی سلامتی ہے اور اس کے چبانے کی لذت اور اسے نگلنے کو آسان بنایا ہے اور اس کی عاقبت کو بعد میں لانا اور بدن میں اس کا نشو و نما کرنا ہے۔ پھر اس کی برکت کا ظہور اعضاء پر قسم قسم کی طاعتوں اور نیکیوں اور ذکر و اذکار کے ذریعہ کرنا ہے پھر اس کے بعد آخرت میں بندے کا اللہ کی رحمت میں نبیوں، صدیقوں شہیدوں اور نیکوکاروں کے ساتھ دائمی طور پر جنت میں داخل ہونا ہے یہ کتنے اچھے رفیق ہیں۔ لیکن اگر تم نے شکر گزاری نہ کی اور دنیا کی ظاہری زیب و زینت پر فریفتہ ہو کر مغرور بن گئے اور اس کی لذتوں کو چکھا اور اس کی ظاہری ترو تازگی پر مطمئن ہو گئے (جو سراب کی طرح بے اصلیت بالکل نہیں) اور اس کی فانی چمک اور وہ بادِ نسیم جو موسم بہار میں چلتی ہے اس سے راحت حاصل کی اور سانپ و بچھوں کی جلدوں سے (جو نرم و ملایم ہوتی ہے مگر حقیقۃً ڈسنے اور کاٹنے والی ہوتی ہے ان سے) آرام پایا اور ان ہلاک کرنے والے زہروں سے غافل ہو گئے جو ان کے پردوں اور گہرائیوں میں موجود ہیں۔ اور دنیا کے مکر و فریب سے جو اس کے حاصل کرنے والوں کو پہنچتا ہے اور انہیں ہلاک کرتا ہے بیخبر ہو گئے گویا کہ اس ہلاکت پر مبارکبادیاں اور بشارتیں دی جاتی ہیں حالانکہ دنیا میں ذلت و رسوائی کے ساتھ محتاجی جلد ہی آنے والی ہے اور آخرت میں جہنم کی آگ کا عذاب پہنچنے والا ہے۔ (اس جگہ

marfat.com

تہنیت و بشارت کا ذکر بر سبیل تمسخر و استہزاء ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ یہ تمام احوال مرد منعم علیہ کا ہے اور اگر وہ شکر کرے تو مراتب و درجات پائے اور اگر شکر نہ کرے تو ہلاکت و طبقات جہنم میں پڑ جائے۔ (از شرح)

اب رہا مبتلیٰ کا حال (سو اس کی چند قسمیں ہیں) مداکسی کو اپنے کیے ہوئے جرم و گناہ کی سزا میں یکبارگی مبتلا کیا جاتا ہے اور کسی کو دوبارہ گناہوں کے کفارت اور اس کو مٹانے کے لیے مبتلاء کیا جاتا ہے اور کسی کو بار و دیگر بلند درجات اور منازل عالیہ تک پہنچانے کے لیے مبتلا کیا جاتا ہے تا کہ اس کے ذریعہ صاحب علم یعنی ان حالات و مقامات والوں میں شامل ہو جائے جن پر اللہ تعالیٰ کی عنایت پہلے سے ہے۔ اور ان کو ان کے مولیٰ نے بلاؤں کے میدانوں میں شفقت و الطاف کی سواری پر سیر کرائی اور ان کے حرکات و سکنات میں چشم عنایت و کرم کی ہوا سے راحت پہنچائی ہے کیونکہ بلاؤں میں گرفتار کرنا ہلاک کرنے اور جہنم کی پستیوں میں غرق کرنے کے لیے نہیں تھا۔ بلکہ ان کو برگزیدہ اور صاحب درجات عالیہ کرنے کے لیے تھا۔ تا کہ وہ بلاؤں سے ایمان کی حقیقت نکالے اور اسے شرک و دعاوی اور نفاق سے علیحدہ کر کے پاک و صاف بنائے۔ اور ان کو ان بلاؤں کے سبب قسم قسم کے علوم و اسرار و انوار سے سرفراز فرمائے۔

پس جب وہ ظاہر و باطن میں خالص ہو گئے اور ان کی باطنی حالت پاکیزہ ہو گئی تو انہیں مخلص خواصوں میں کر کے دنیا و آخرت میں ملازمان درگاہ اور ہمیشینان مجلس رحمت میں شامل کر دیا۔ دنیا میں ان کے دلوں کے ساتھ اور آخرت میں ان کے جسموں کے ساتھ، درحقیقت بلائیں ان کے دلوں کو شرک خفی کے میل سے اور خلق و اسباب سے تعلق رکھنے والے خواہشوں اور تمناؤں کی کدورتوں سے اور گلانے والے ہووں اور ہوسوں سے اور طاعت پر اجر و ثواب یعنی بدلہ طلب کرنے سے اور عبادت و فرمانبرداری کے عوض جنت الفردوس میں بلند منازل و درجات کی خواہش سے پاک و صاف کرنے والی ہیں۔ (اس کے بعد ہر قسم کے بلا کی نشانیاں بیان فرماتے ہیں) پس

marfat.com

اس کے ابتلاء کی علامت جو جرم و گناہ کی سزا کے طور پر ہو بلا کے آنے پر صبر نہ کرنا، رونا، پیٹنا اور مخلوق سے شکوہ شکایت کرنا اور اس ابتلاء کی علامت جو گناہوں کے کفارہ اور اس کو مٹانے کے لیے ہو صبرِ جمیل کا پانا ہے یعنی اپنے دوستوں اور ہمسایوں سے نہ تو شکوہ کرے اور نہ بے صبری کا اظہار کرے اور یہ کہ اوامر و طاعت کے ادا کرنے پر ملول و غمگین نہیں ہوتا ہے اور اس ابتلاء کی علامت جو بلند درجات اور حصول قرب مراتب عالیہ کے لیے ہو رضاء و موافقت، طمانیت نفس، فضل الٰہی سے آرام و راحت اور بلاؤں کے دور ہونے کے وقت تک جو دن اور ساعتیں گزریں بلاؤں میں فنا ہونا پایا جاتا ہے۔

مقالہ چہل و ششم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تشریح میں جو آپ نے اپنے رب سے نقل فرمایا یعنی حدیث قدسی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ جسے میرے ذکر کی مشغولیت مجھ سے سوال کرنے سے باز رکھے میں اسے سوال کرنے والوں سے کہیں زیادہ افضل عطا فرماؤں گا یہ اس طرح پر ہے کہ مومن جب اللہ تعالیٰ برگزیدہ اور منتخب کرنا چاہتا ہے تو اسے احوال میں چلاتا ہے اور گوناگوں مصائب و بلا میں اسے آزماتا ہے اور تونگری کے بعد اسے ایسا محتاج کرتا ہے کہ اس پر جب رزق کی تمام راہیں بند ہو جاتی ہیں اور خلق سے سوال کرنے میں مضطر اور بے قرار ہوتا ہے تو پھر اسے ان سے سوال کرنے سے بھی بچاتا ہے پس وہ ان سے قرض و ادھار لینے پر مجبور ہو جاتا ہے پھر اسے قرض و ادھار لینے سے بھی بچاتا ہے پھر وہ کسب یعنی کاریگری و حرفت کی طرف مضطر ہو جاتا ہے اور اسے اس پر آسان کر دیتا ہے پس وہ کسب و حرفت کے ذریعہ جو سنت (انبیاء علیہم السلام) ہے کھاتا ہے پھر اس پر کسب کو بھی دشوار بنا دیتا ہے پس خلق سے سوال کرنے کا الہام فرماتا ہے اور امر باطنی سے اسے حکم کرتا ہے اور وہ اسے جانتا اور پہنچاتا ہے (یعنی مومن اپنی باطنی حالت اور اس کے حکم کو جانتا اور پہنچاتا ہے یا اللہ تعالیٰ بندہ

marfat.com

کے ظاہر حال کو جانتا پہنچانتا ہے دونوں معنی کا اس جگہ امکان ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم) کہ اس کے حکم کی بجا آوری میں اس کی عبادت اور اس کے ترک میں اس کی معصیت ونافرمانی کر دیتا ہے۔ یہ حکم اس لیے ہے کہ اس سوال کے ذریعہ اس کی ہوائے نفس زائل ہو اور نفس ٹوٹ جائے۔ یہ ریاضت کی ایک حالت ہے (ضروری ہے کہ یہ حکم مخمصہ اور اضطرار کی حالت میں ورنہ سوال حرام کے حکم کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ شرح) پس اس کا سوال کرنا بطریق جبر ہوگا۔ نہ کہ اللہ تعالٰی کے ساتھ شرک (خفی) کے طریقہ پر پھر اسے اس سے بھی بچاتا ہے اور مخلوق سے قرض لینے کا حکم دیتا ہے یہ حکم قطعی ہوتا ہے (جس میں شک وشبہ کا احتمال نہیں رہتا اور) اس کا ترک ممکن نہیں ہوتا۔ جیسے کہ پہلے اسے سوال کا حکم تھا۔ پھر اس کو اس سے منتقل کرتا ہے اور اسے مخلوق سے جدا کر لیتا ہے پس اس کا رزق اللہ تعالٰی سے سوال کرنے میں کر دیتا ہے اب بندہ اپنی سب حاجتوں کا اسی سے سوال کرتا ہے۔ (یہاں تک ہانڈی کا نمک اور روٹی کے لیے خمیر بھی اسی سے مانگتا ہے۔ شرح) وہ اسے دیتا ہے اور اگر سوال سے چپ رہے یا اعراض کرے تو نہیں دیتا پھر اسے زبانی سوال سے قلبی سوال کی طرف منتقل کرتا ہے تو اپنی سب حاجتوں میں اس سے اپنے قلب ہی میں سوال کرتا ہے وہ اسے دیتا ہے یہاں تک کہ اگر زبان سے سوال کرے یا مخلوق سے مانگے تو نہیں دیتا۔ پھر اسے اس کے اپنے وجود سے اور سوال سے کلیۃً ظاہر و باطن میں غائب کر دیتا ہے پس جو چیز اس کے حال کو سنوارنے اور اس کی کجی کو درست کرے بغیر سوال وطلب دیتا ہے یعنی کھانے، پینے اور پہننے کی چیزیں اور وہ تمام چیزیں جو بشری ضروریات کیلئے ہو بغیر اس کے کہ اس میں بندہ کا دخل ہو یا اس کے دل میں گزرے دیتا جاتا ہے۔ پس وہ اس کا متولی اور کارساز ہو جاتا ہے اور اللہ تعالٰی کے اس قول کا یہی مطلب ہے اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ الآیہ بے شک میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب (یعنی قرآن) اتاری وہی نیکوکاروں کا کارساز ہے۔ اب مذکورہ بالا

marfat.com

حدیث قدسی کا ارشاد ثابت و محقق ہو گیا۔ در حقیقت یہ فنا کی ایک حالت ہے جس پر اولیاء وابدال کے احوال کی انتہا اور غایت ہے پھر بھی اس کی طرف تکوین کو لوٹایا جاتا ہے۔

فائدہ: اصل الفاظ یہ ہیں ثم قدیرد الیہ التکوین (پھر اس کی طرف تکوین کو لوٹایا جاتا ہے) تو اس جگہ کلمہ قد میں اشارہ اس طرف ہے کہ کرامات اور خرق عادات کا ظہور مقام ولایت کو لازم اور اس کی شرط نہیں ہے کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا اگر ہوتا ہے تو ارشاد کی مصلحت اور مریدوں کا یقین حاصل کرنے کو ہوتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ولی کو مزید یقین اور ثابت قدم رکھنے اور ترقی مدارج کے لیے ہو۔ از شرح

اب اس ولی کی طرف جو حاجت بھی لے جائی جائے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے (یعنی حقیقت میں وہ فعل حق تعالیٰ ہی کا ہوتا ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظہور ہوتا ہے جیسا کہ معجزہ نبی کے ہاتھ پر) اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اس کا ارشاد ہے کہ اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں کسی شی کی آفرینش کیلئے کہتا ہوں پیدا ہو جا تو وہ پیدا ہو جاتی ہے تو تم میری اطاعت کرو تو تم جس شے سے بھی کہو کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔

مقالہ چہل و ہفتم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے خواب میں کسی مرد بزرگ نے دریافت کیا اور کہا کہ کونسی وہ شی ہے جس کے ذریعہ بندہ اللہ کا تقرب پاتا ہے میں نے کہا اس کے لیے ابتداء اور انتہا ہے پس اس کی ابتدا تو ورع یعنی تقویٰ و پرہیزگاری ہے اور اس کی انتہا رضاء تسلیم اور توکل ہے۔

مقالہ چہل ہشتم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کو زیبا ہے کہ سب سے پہلے فرائض میں مشغول ہو پھر جب اس سے فارغ ہو جائے تب سنتوں میں مشغول ہوں

marfat.com

اس کے بعد نوافل و مستحبات کی طرف رجوع ہو جب تک فرائض سے فارغ نہ ہو سنتوں میں مشغول ہونا حماقت اور نادانی ہے لیکن اگر فرائض سے پہلے سنت و نوافل میں مشغول ہو گیا تو وہ مقبول نہ ہوں گے۔ بلکہ موجب خواری ہوں گے ایسے شخص کی مثال اس شخص کی سی ہے جسے بادشاہ نے اپنی خدمت کے لیے بلایا مگر وہ اس کی خدمت میں تو حاضر نہ ہوا اور اس کے کسی امیر کی خدمت میں مشغول ہو گیا جو کہ بادشاہ کا غلام اس کا خادم اور اس کی قدرت و اختیار کے زیر نگیں ہے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک ایسے نوافل پڑھنے والے کی مثال جس پر فرائض باقی ہوں اس حاملہ عورت کی سی ہے جو حاملہ رہے جب اس کا نفاس یعنی بچے کے پیدا ہونے کا وقت آئے تو حمل کو گرا دے۔ اب تو وہ حمل والی ہے اور نہ وہ بچے والی۔ اسی طرح ایسے نمازی سے اللہ تعالیٰ نوافل کو قبول نہیں فرماتا جب تک کہ فرائض کو ادا نہ کر لے۔ دوسری مثال ایسے نمازی کی اس تاجر کی سی ہے جسے تجارت میں نفع حاصل نہیں ہوتا صرف راس المال (اصل سرمایہ) لے لیتا ہے۔ اسی طرح صرف نوافل کے پڑھنے والے سے نوافل کو قبول نہیں فرماتا جب تک فرائض کو ادا نہ کرے یہی حال اس شخص کا ہے جو سنتوں کو ترک کر کے نوافل میں مشغول ہو جن کی ترتیب فرضوں کے ساتھ نہیں ہے اور ان نوافل کی تصریح شریعت سے نہیں ہے نہ ان پر تاکیدی حکم ہے۔ پس فرائض میں سے یہ ہے کہ حرام اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے باز رہے اور قضا اور قدر میں عیب نکال کر اس پر اعتراض سے بچے اور مخلوق کی اجابت اور ان کی طاعت اور امر الٰہی اور اس کی طاعت سے روگردانی سے اجتناب کرے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی معصیت و نافرمانی میں کسی مخلوق کی طاعت نہیں ہے۔

مقالہ چہل و نہم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے نیند کو بیداری پر پسند کیا جو کہ کاہلی و ہوشیاری کا سبب ہے تو بلاشبہ اس نے تمام خوبیوں سے بے پرواہ ہو کر

marfat.com

قص وادنی کو اختیار کیا کیونکہ نیند کی حالت مردوں کی مانند بنا دیتی ہے اس لیے نیند موت کی برآور ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ پر نیند طاری نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کی ذات تمام عیبوں اور نقصوں سے پاک ومنزہ ہے۔ اسی طرح ملائکہ پر بھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں ہیں وہ بھی نیند سے دور رکھے گئے ہیں۔ اور یہی حال جنتیوں کا ہوگا ایسے کہ وہ بہت بلند مقامات پر فائز ہوں گے جو کہ سب سے زیادہ پاکیزہ، بہترین اور عزت و کرامت والی جگہ ہے۔ تو جنتیوں سے بھی نیند کو دور کر دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ ان کے حال میں غیب ونقص ہو لہٰذا تمام خوبیاں اور نیکیاں بیداری میں ہیں اور ہر قسم کی بدی اور برائیاں نیند اور نیکیوں سے غفلت میں ہے (چونکہ نیند وغفلت کا غلبہ کھانے پینے سے ہوتا ہے اس لیے زیادتی سے بچنے اور کم کھانے کی ترغیب میں فرماتے ہیں)
جس نے ہوائے نفس سے کھایا اور بہت ہی کھایا پیا تو اسے نیند بھی لمبی اور زیادہ آئی گی اور بہت سی بھلائیوں کو وہ فوت کر دے گا۔ اور جس نے حرام کا کھانا کم کھایا گویا کہ اس نے ہوائے نفس سے مباح کھانا بہت زیادہ کھایا اس لیے کہ حرام ایمان کو چھپاتا اور اسے تاریک بناتا ہے جس طرح شراب عقل کو تاریک کرتی اور ایمان کو چھپاتی ہے لہٰذا جب ایمان ہی تاریک بنالیا تو نماز وعبادات اور اخلاص کہاں قبول ہوگی (یعنی وہ سب ناقابل قبول بن جائے گی) اور جس نے حکم الٰہی کے ساتھ حلال کھانا بہت کھایا گویا کہ وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے سرور وعبادات اور قوت میں کم کھایا۔ (یعنی اسے ہر نیکی وعبادات میں لذت وسرور حاصل ہوگا) پس حلال کھانا نور علیٰ نور ہے اور حرام کھانا تاریکی ہی تاریکی ہے اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے پس ہوائے نفس سے بغیر حکم الٰہی کے حلال کھانا ایسا ہی ہے جیسے کہ سراسر حرام کھایا وہ گہری اور زیادہ نیند لاتا ہے جس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

افادہ: یہاں کھانے کی چار قسمیں نکلیں۔

نمبر ا۔ ہوائے نفس سے تھوڑا سا حلال کھانا۔ اور بہت سا کھانا حلال میں سے حکم

marfat.com

الٰہی کے ساتھ یہ دونوں ایک حکم میں ہیں۔

نمبر۲- کھانا حلال سے بہوائے نفس کے ساتھ اور کم کھانا حرام میں سے یہ دونوں ایک حکم میں ہیں۔

نمبر۳- اور حرام کو بہت سا کھانا سب سے بدتر ہے اور حلال سے تھوڑا کھانا بحکم الٰہی سب سے اعلیٰ اور پاکیزہ ہے۔ شرح

مقالہ پنجاہ ام

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہارا حال ان دو قسموں سے خالی نہیں یا تو تم قرب الٰہی سے غائب اور دور ہو گئے یا اس سے قریب واصل ہو گے پس اگر تم اس سے غائب اور دور ہو گے تو پھر تمہارا بیٹھا رہنا اور سستی کرنا قرب حق سے دائمی عزت و نعمت، بڑی کفایت، سلامتی سے غنا اور دنیا و آخرت کی محبوبیت کے طلب و جستجو سے بچنا کیا معنی ہیں؟ اٹھو! اور قرب حق کی طرف اپنے ان دونوں بازوؤں سے پرواز کرو جن کا ایک بازو لذات و خواہشات حرام و مباح اور تمام راحتوں سے ترک اور دوسرا بازو اذیت و تکالیف کا برداشت کرنا، اور عزیمت و شدائد کی سواری پر خلق و ہوا اور دنیا و آخرت کے ارادہ و تمنا سے باہر نکلنا ہے (تمہاری یہ پرواز اس وقت تک رہے) جب تک کہ وصول و قرب سے ہمکنار ہو پھر اس کے قرب میں اپنی تمام تمنائیں پاؤ گے، اور تمہیں عظیم کرامت اور بڑی عزت حاصل ہو گی اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقربین واصلین میں سے ہو یعنی ان لوگوں میں سے ہو جنہوں نے اس کی چشم عنایت پائی اور رعایت نے انہیں گھیرا محبت نے انہیں کھینچا اور انہیں رحمت و مہربانی نے ڈھانپ لیا ہے تو درگاہ ربوبیت کا ادب ملحوظ رکھو۔ اور جس حال میں تم ہو اس پر غرور نہ کرو کہ خدمت میں کوتاہی ہو اور خدمت میں کوتاہی و قصور نہ کرو اور رعونت اصلیہ (جو بشری خصلت ہے) کی طرف اپنی نادانی، ظلم اور عجلت سے مائل نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (اے انسان نے اٹھایا

marfat.com

بے شک وہ ظالم ونادان ہے) اور فرمایا: وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً (اور انسان عجلت پسند ہے) لہٰذا اپنے دل کو جسے چھوڑ دیا ہے اس طرف مائل ہونے سے محفوظ اس کو۔ یعنی مخلوق، ہوا۔ ارادہ اختیار و تدبیر، ترک صبر و موافقت و رضا بوقت نزول بلا سے دل کو مائل ہونے سے بچاؤ بلکہ اس کے حضور بچھ جاؤ مانند گیند کے جو سوار اسے اپنی ٹھوکر سے پھیرتا ہے اور مثل اس مردے کے جو غال کے ہاتھ میں ہو یا اس بچہ کے جو دایہ کی گود میں ہو ماسوا اللہ سے اندھے بن جاؤ۔ اس کے سوا کسی کو نہ دیکھو نہ کوئی وجود ہے اور نہ کوئی ضرر پہچانے والا، نہ نفع دینے والا نعمت عطا کرنے والا اور نہ کوئی اسے روکنے والا بجز اللہ تبارک تعالیٰ کے۔ اور اذیت و بلا کے وقت خلقت اور اسباب کو مانند اللہ تعالیٰ کے ڈرے یعنی کوڑے کے جو تم پر پڑتا ہے جانو۔ اور بوقت عطاء و نعمت ایسا سمجھو کہ اس کا دست قدرت ہے جو تمہیں لقمہ دیتا ہے (مطلب یہ کہ ہر حال میں فاعل حقیقی اور مالک ومختار بالذات اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھو)

مقالہ پنجاہ و یکم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زاہد کو بسبب اقسام کے دونا ثواب دیا جاتا ہے پہلا ثواب اسباب کے ترک پر کہ وہ ہوائے نفس اور اس کی موافقت سے نہیں پکڑتا۔ بلکہ خالص حکمِ الٰہی سے اسے لیتا ہے۔ پس جب نفس کی عداوت اور اس کے ہوا کے مخالفت ثابت و متحقق ہو جاتی ہے تو اس کو صاحب حقیقت اور اہل ولایت والوں میں شمار کر دیا جاتا ہے اور ابدال و عارفین کی جماعت میں شامل کر دیا جاتا ہے اس وقت اسے حکم دیا جاتا ہے کہ اقسام کو لو اور اس سے تعلق رکھو اس لیے کہ وہ اس کا نصیبہ اور حصہ ہے جو اس کے لیے لازم کر دیا گیا ہے اور کسی دوسرے کا حق اس میں نہیں ہے اور یہ اس کی تقدیر میں لکھ کر قلم خشک ہو گیا ہے اور ازلی علم اس پر گزر چکا ہے۔ پھر جب وہ حکم بجالاتا ہے تو اسے پکڑتا یا اس علم پر اطلاع پاتا ہے پس وہ قضاء قدر اور فعل

marfat.com

الٰہی جاری ہونے کے سبب اس سے تعلق رکھتا ہے بغیر اس کے کہ اس میں اس کا کوئی دخل نہ ہوائے نفس سے اور نہ ارادۂ قصد سے اس بنا پر اسے دوبارہ ثواب دیا جاتا ہے اس لیے کہ وہ امر کو بجالانے والا ہوتا ہے یا تو اس وجہ سے یا فضل الٰہی سے اس میں موافقت کرنے کی وجہ سے اب اگر کوئی یہ کہے کہ تم کس طرح اس شخص کے لیے جو بہت بلند مقام پر ہے جس کا تم نے ذکر کیا ثواب کا اطلاق کرتے ہو اور کہتے ہو کہ وہ ابدال وعارفین کی جماعت میں جو مقبول بارگاہ ہیں اور وہ خلق نفسانیت اور ہواء وارادہ لذت آرزو اور اعمال پر بدلہ چاہنے سے فانی بن چکے ہیں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جو ہر طاعت وعبادت میں فضل الٰہی، نعمت ورحمت اور اس کی طرف سے آسانی کو دیکھتے ہیں۔ اور وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے غلام ہیں۔ حالانکہ غلام اپنے مولا پر کوئی حق نہیں رکھتا اس لیے کہ غلام کی گردن اور حرکات وسکنات اور ان کی کمائی سب کے سب اس کے مولا کی ملک ہوتا ہے تو اس کے حق میں کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ ثواب دیئے جائیں گے حالانکہ وہ ثواب کے طالب ہوتے ہیں اور نہ اپنے فعل پر بدلہ کے۔ اور وہ اپنے لیے کوئی عمل دیکھتے ہی نہیں بلکہ وہ اپنی جان کو باطل اور اعمال میں بہت زیادہ مفلس دیکھتے ہیں تو جواب میں کہا جائے گا کہ تم درست کہتے ہو بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ثواب تک پہنچائے۔ اور اپنے انعام سے نوازے اور اپنے لطف مہربانی اور اپنے جود وکرم اور رحمت سے اس کی تربیت وپرورش فرمائے۔ اس لیے کہ بندے نے اپنے نفس کی ضرورتوں سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اور اپنے نفس کے لیے لذت وحصہ کی طلب سے دست کش ہوگیا جس سے وہ آخرت میں باقی وپائندہ ہوتا اور نفس کے لیے حصول نفع اور دفع ضرر سے کنارہ بن گیا اور وہ مانند دودھ پیتے بچے کے ہوگیا کہ اپنی جان کے مصالح میں اس کی کوئی حرکت نہیں ہوتی اور وہ اللہ کے فضل سے نعمت پاتا ہے اور اس کا رزق اس کے والدین کے ہاتھوں میں رکھ دیا۔ اور وہ اس کے وکیل وکفیل بنتے ہیں پس جب ان سے ان کے نفس کی مصلحتوں کو دور کر دیا۔ اور مخلوق کے دلوں کو

marfat.com

ان کی جانب مائل کر دے یا ان کے دلوں میں اس کی شفقت و محبت ڈال دی یہاں تک کہ ہر ایک اس کی خیر خواہی کرتا اور اس پر مہربانی و احسان کرتا ہے پس یہ تمام باتیں ہر ماسوا اللہ سے فانی کے لیے ہوتی ہے جنہیں حکم الٰہی اور اس کے فعل سوا کوئی حرکت میں نہیں لاتا وہ فضل الٰہی سے دنیا و آخرت میں پیوستہ و متصل ہوتے ہیں دونوں جہان میں ناز و نعمت پاتے ہیں اور ان سے ہر اذیت دور کر دی جاتی ہے وہی اس کا کارساز و متولی ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ وَلِیَّ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَنَا الْکِتَابَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصالحین بے شک اللہ تعالیٰ ہی میرا ولی ہے جس نے کتاب نازل فرمائی اور وہی نیکوکاروں کا متولی و کارساز ہے۔

مقالہ پنجاہ و دوم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صاحب ولایت و معرفت محبوب مسلمانوں میں کے ایک گروہ کو بلاء میں گرفتار کرتا ہے تا کہ بلا کے ذریعہ انہیں سوال کی طرف رجوع کرایا جائے پس وہ اس کے سوال کو پسند فرماتا ہے چنانچہ جب وہ سوال کرتے ہیں تو ان کی قبولیت محبوب رکھتا ہے تا کہ صفت جود و کرم ان کا حق مرحمت فرمائے۔ کیونکہ بوقت سوال مومن یہ جود و کرم قبولیت و اجابت کا مطالبہ کرتے ہیں۔

افادہ: یعنی مقتضائے جود و کرم یہ ہے کہ سائلین سوال کریں تا کہ ان کا اثر ظہور میں آئے۔ اللہ تعالیٰ کے صفات اور اس کے کلام کو اس کی بارگاہ میں گفتگو کی طاقت اور میدان شفاعت کشادہ ہے اور خود اپنی حقیقت اپنے کلام میں ہے اور خود ہی اپنے سے شفاعت ظاہر فرماتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ سورہ تبارک الذی بیدہ الملک اپنے گنہگار پڑھنے والوں کو بخشنے کا اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کرے گی۔ اور کہے گی اگر اس کو نہیں بخشتے تو مجھے اپنی کتاب سے نکال دو۔ الحدیث۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے سوال کو اس حد تک پسند فرماتا ہے کہ کبھی اس کی قبولیت میں توقف فرماتا اور اس کا

marfat.com

جلدی نہیں دیتا تاکہ اس کے سوال و دعا کو بکثرت اور بار بار سنے چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں کہ خداوند تیرا فلاں بندہ اپنی حاجت مانگتا ہے اس کی دعا قبول فرما۔ فرمان ہوتا ہے۔ میرے بندے کو چھوڑ دو کہ وہ سوال کرے کیونکہ میں پسند کرتا ہوں کہ اس کی آواز سنوں۔ درحقیقت توقف قبولیت میں نہیں ہے قبولیت تو حاصل ہے کہ اس نے فرمایا یں نے قبول کیا لیکن مطلوب و مشغول کا عطا فرمایا اور طالب کے مقصود کی گرہ کا کھولنا دوسرے وقت پر موقوف ہے اسی معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غوث پاک فرماتے ہیں۔ (از شرح)

بے شک اجابت تو حاصل ہے لیکن مقصود و مطلوب کا دنیا بالفعل حاصل نہیں اس لیے کہ تقدیر میں تاخیر ہے۔ نہ کہ عدم قبولیت اور محرومی وجہ سے تاخیر ہے۔ (وعدہ اجابت دعا مطلق ہے کہ اس نے فرمایا ادعونی استجب لکم مگر بندہ کی دعا خواہش کے وقت کے ساتھ وہ مقید نہیں نیز اللہ تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کی ضمانت دی ہے جس وقت بھی اور جس طرح بھی وہ چاہے نہ یہ کہ بندہ جب بھی اور جیسا بھی چاہے۔ قبولیت کو اس نے اپنے اختیار میں رکھا ہے نہ کہ بندہ کے اختیار میں۔ بندہ تو ہر حال میں قابل اصلاح ہے وہ نادان ہے نہیں جانتا کہ اس کی صلاح کیا اور کس میں ہے۔ شرح)

لہٰذا نزول بلاء کے وقت بندہ ادب سے رہے۔ اور چاہے کہ اپنے گناہوں کی تفتیش کرے یعنی اوامر کے ترک، مناہی کے ارتکاب اور ظاہری و باطنی، گناہوں اور تقدیر میں تنازعہ کے اسباب کو تلاش کرے اس لیے کہ اکثر یہی ہے کہ بندہ انہیں کے مقابلہ اور ان کی سزا کے طور پر بلاؤں میں گرفتار کیا گیا ہے پس اگر بلا دور ہو جائے تو بہتر ورنہ دعا، گریہ وزاری، عذرداری اور ہمیشہ سوال کرنے کی طرف مائل رہے اور اس کا جواز بھی ممکن ہے کہ بندہ کا بلاء میں ڈالنا اس لیے ہو کہ وہ اس سے سوال کرے تو قبولیت کی تاخیر کی وجہ سے اس پر اعتراض و اتہام نہ رکھو۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

marfat.com

مقالہ پنجاہ وسوم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے رضا بالقضا یا فعل الٰہی میں فنا کو طلب کرو اس لیے کہ یہی سب سے بڑی راحت اور دنیا میں سب سے بلند مقام جنت اور یہی اللہ کا سب سے اونچا دروازہ ہے اور مومن بندے کے لیے اللہ کی محبت کا موجب ہے پس جو اللہ کا محبوب ہو جائے اسے نہ دنیا میں عذاب دیتا ہے اور دآخرت میں اسکیں اللہ سے پیوستگی اور اس کی طرف وصول وانس ہے۔ اور خواہشات نفسانیہ اور ان قسمتوں کو جو نہیں دیگیں یا ان قسموں کو جو دیدی گئیں ان کے طلب وحصول میں مشغول نہ ہو پس اگر وہ قسمت میں نہیں رکھی گئی ہے تو ان کے طلب وحصول میں مشغول ہونا سراسر حماقت، رعونت اور جہالت ہے اور اس میں مبتلاء ہونا سخت ترین سزا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ سخت ترین سزاؤں میں یہ ہے کہ جو قسمت میں نہ ہو اسے طلب کرے اور اگر وہ قسمت میں ہے تو اس میں مشغول ہونا لالچ، حرص اور باب عبودیت ومحبت میں شرک ہے۔ اس لیے کہ غیر اللہ میں مشغول ہونا شرک ہے۔ اور خواہش کا طالب اپنے مولیٰ کی محبت وولایت میں صادق نہیں ہے۔ پس جو اللہ کے ساتھ اس کے غیر کو پسند کرے وہ بہت ہی جھوٹا ہے۔ اور جو اپنے عمل پر عوض وبدلہ کو چاہے وہ غیر مخلص ہے مخلص وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس لیے کرے کہ وہ اس کی ربوبیت اور اس کے حق کو گویا ادا کر رہا ہے یعنی وہ اس کی ملکیت اور اس کی حقیقت کے لیے پرستش کرتا ہے۔ اس لیے اس کا حقیقی مالک عزوجل ہی ہے اور بندے پر لازم وفرض ہے کہ اسی کے لیے عمل وطاعت بجالائے۔ کیونکہ بندہ کی تمام حرکات وسکنات اور اس کے تمام اعمال سب اسی کی عطا کردہ قدرت وملکیت سے ہے اور عبادتیں جو بندہ کرتا ہے اللہ کی جانب سے نعمت اور اپنے بندہ پر اس کا فضل ہے کیونکہ اسی نے اس کی توفیق بخشی اور اس پر قدرت عنایت فرمائی۔ تو اسکے شکر میں مشغول ہونا بہتر سزاوار تر ہے

marfat.com

اس سے کہ وہ ان پر عوض و جزا کا اس سے طالب ہو۔ پھر وہ کیسے خواہشات نفسانیہ کی طلب میں مشغول ہو سکتا ہے۔ حالانکہ تم نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب ان کے نزدیک خواہشات کی کثرت مسلسل اور پے در پے لذات ونعمت اور قسمتوں کی فراوانی ہو جاتی ہے تو اپنے رب سے ناخوشی وناراضگی ان کی زیادہ ہو جاتی ہے اور ان کے بے آرامی اور کفران نعمت اور جو ان کی قسمت میں نہیں ہے اس کی احتیاج و ضرورت بڑھ جاتی ہے اور جو ان کے پاس ان کی قسمت موجود ہوتی ہے وہ انہیں کم اور بُری لگتی ہے اور جو دوسروں کی قسمت ہے وہ ان کے دل اور آنکھوں میں اچھی، بڑی اور زیادہ معلوم ہوتی ہے تو وہ اس کی طلب میں عرض کرنے لگتے ہیں حالانکہ وہ انکی قسمت میں نہیں ہوتا اور اسکے حصول میں ان کے اعضاء ست ہو جاتے ہیں اور ان کی عمریں گزر جائیں۔ اور ان کے اموال فنا ہو جائیں۔ ان کے جسم چکنا چور، پیشانیاں عرق آلود اور نامہ اعمال اس کے حصول وطلب میں کبیرہ گناہوں ترک ادا امر الٰہی سے سیاہ ہو جاتے ہیں پھر بھی انہیں وہ نہیں حاصل ہوتا اور دنیا سے مفلس ہو کر کوچ کر جاتے ہیں نہ وہ یہاں کے رہتے ہیں اور نہ وہاں کے یعنی آخرت کے اور دنیا و آخرت میں نامراد بن جاتے ہیں۔ اور جو ان کی قسمتوں میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے ان کی وہ شکر گزاری نہیں کرتے۔ لہٰذا انہوں نے طاعت پر اس سے استعانت نہ کی اور نہ دوسروں کی قسمتوں سے کچھ پایا جس کی تمنا کی تھی بلکہ انہوں نے اپنی دنیا و آخرت کو ضائع کر دیا پس وہ بدترین مخلوق، اجہل، احمق اور عقل و بصیرت میں انتہائی کمینے ہیں۔ لیکن اگر وہ قضاء وقدر سے راضی اور اس کی عطا پر قناعت کرتے اور اپنے مولا کی طاعت کو اچھا جانتے تو ان کے پاس ان کی دنیاوی قسمتیں بلا رنج و مشقت آتیں پھر وہ جوار علی اعلیٰ یعنی اللہ کے سائیہ میں منتقل کر دیئے جاتے پس وہ اس کے حضور ہر مراد و تمنا پاتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تم کو رضا بالقضا عطا فرمائے اور اپنے سوال کو رضائے خود بنائے۔ اور فعل الٰہی میں فنا کی توفیق بخشے اور اس حال و توفیق کی نگہبانی وحفاظت دے جسے وہ پسند

marfat.com

کرے اور اس سے راضی ہو۔ آمین!

مقالہ پنجاہ و چہارم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو آخرت کو چاہے اس پر دنیا میں زہد لازم ہے اور جو اللہ کو چاہے اس پر آخرت میں زہد لازم ہے۔ پس اپنی دنیا کو آخرت کے لیے چھوڑ دو اور آخرت کو اپنے رب کے لیے پس جب تک اس کے دل میں دنیاوی خواہش اور اس کی لذت یا دنیاوی راحت کسی کھانے، پینے، لباس و نکاح، مکان، سواری، حکومت و ریاست سے طلب کرے یا کسی علم سے ترقی و درجہ چاہے خواہ وہ فقہ ہو جو عبادت پنجگانہ سے بلند ہے یا روایت حدیث یا قراتِ یا تجوید یا نحو و نعت، فصاحت و بلاغت کے ذریعہ ہو یا فقر و محتاجی کے ازالہ اور تونگری کو پانے یا بلاؤں کے دور ہونے اور عافیت پانے کی طلب ہو خلاصہ یہ کہ جب تک ضرر دور ہونے اور نفع پانے کی محبت دل میں ہے اس وقت تک زہد صحیح معنی میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان چیزوں میں سے ہر ایک میں لذت و ہوا کی موافقت اور طبع کی راحت اور اس سے محبت ہے۔ یہ سب دنیاوی ساز و سامان ہے اور ہر وہ چیز جو دنیاوی زندگی کو محبوب بنائے اور اس سے سکون و اطمینان حاصل ہو زاہد کے لیے سزاوار ہے کہ اپنے قلب سے ان کو نکال پھینکنے کی کوشش کرے اور اپنے نفس کو اس کو اکھاڑ پھینکنے اور عدم و افلاس اور دائمہ فقر کی رضا میں مصروف رکھے پس اس کے دل میں ان میں سے کھجور کی گٹھلی کے برابر بھی باقی نہ رہے۔ تاکہ دنیا میں اس کا زہد خالص ہو جائے پھر جب اس کا زہد مکمل ہو جاتا ہے تو غم و حزن دل سے اور اعضاء سے درد و کلفت جاتی رہتی ہے۔ اور اللہ سے آرام اور محبت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زہد دنیا میں قلب و جسم کو آرام پہنچاتا ہے۔ پس جب تک اس کے دل میں ان میں سے کچھ باقی رہتا ہے تو غم و افکار اور خوف و دہشت دل میں قائم رہتے ہیں۔ اس کے لیے رسوائی لازم

marfat.com

اور اللہ تعالیٰ سے حجاب اور اس کے قرب سے دوری پیوستہ و برقرار ہے۔ یہ دوری و حجاب وغیرہ اس وقت تک نہیں اٹھتا جب تک کہ مکمل طریقہ پر دنیاوی محبت ختم نہیں ہوتی۔ اور اس کے علائق و اثرات سے دور نہیں ہوتا۔

اب رہا آخر میں زہد کا مطلب! تو درجات و منازل عالیہ، حور و غلمان، مکان و محل، باغ و سواری، پوشاک و زیور طعام و شراب وغیرہ میں سے کسی چیز کو بھی جس کا اللہ تعالیٰ نے مومن بندوں سے وعدہ فرمایا ہے طلب نہ کرنا ہے۔ پس اپنے عمل پر اللہ تعالیٰ سے ہرگز اجر و جزا کا مطالبہ نہ کرے نہ دنیا میں آخرت میں۔ اس وقت وہ اللہ سے پائے گا اور وہ اسے پورا پورا حساب اپنے فضل و رحمت سے عطا کرے گا۔ پس وہ اسے اپنا مقرب اور اپنا مصاحب کر کے مہربانی و لطف فرمائے گا۔ اور قسم قسم کے الطاف و احسان سے اسے روشناس کرے گا۔ جیسا کہ اس کی عادت کریمہ اپنے وانبیاء و اولیاء اور اپنے اولوالعلم خواص و احباب کے ساتھ ہے۔ اور وہ بندہ ہر روز فزونی و ترقی پر اپنے کام اور اپنی مدت حیات میں رہے گا پھر وہ آخرت کے اس گھر کی طرف منتقل کیا جائے گا جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان سے سنا اور نہ کسی بشر کے دل میں گزرا ہوا۔ جس کے جاننے سے عقلیں کوتاہ اور اس کی تعریف و توصیف سے عبادتیں قاصر ہیں۔

مقالہ پنجاہ و پنجم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نفسانی خواہشات و لذت تین مرتبہ چھوڑے جاتے ہیں ایک یہ کہ بندہ اپنے نفس و طبع کی تاریکی و جہالت میں گزرنے اور چلنے والا ہوتا ہے اور وہ اس میں دیوانہ بن جاتا ہے اور جو کام بھی اس کی طبع کہے ہر حال میں اسے بے بندگی رب کرنے لگتا ہے اور اسے شریعت کی کوئی لگام نہیں ہوتی کہ اسے روک رکھے اور نہ کسی قسم کی کوئی حدود روک ہوتی ہے جو اسے اپنے حکم سے باز رکھے۔ بندہ جب اس حال میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف چشم رحمت سے نظر فرماتا ہے اور

marfat.com

اس کی طرف اپنی مخلوق کے نیک بندوں میں سے کسی واعظ، نصیحت کرنے والے کو بھیجتا ہے اور ایک دوسرا واعظ اس کے نفس سے کھڑا کرتا ہے۔ (جسے ضمیر کی آواز کہتے ہیں مترجم) پس یہ دونوں واعظ بندے کے نفس وطبع پر غلبہ پاتے اور فتحیاب ہوتے ہیں پس نصیحت اپنا کام کرتی ہے اور بندہ کے اپنے نفس کا عیب جس میں وہ مبتلاء ہوتا ہے ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ کس طرح طبع اور حکم شرع کی ناسازگاری کی کمر پر سوار ہے پھر وہ اپنے تمام تصرفات میں شریعت کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور وہ شریعت پر قائم اور طبع سے فانی مسلمان بندہ بن جاتا ہے۔ پس وہ دنیاوی حرام وشبہات اور خلق کی منتوں کو چھوڑ دیتا ہے اور اپنے کھانے پینے، لباس، نکاح، مکان، اور اپنے ضروری تمام احوال میں حق کے مباح اور شریعت کے حلال اشیاء کو پکڑ لیتا ہے تاکہ اپنے جسم کے بنیاد کی حفاظت کرے اور اپنے رب کی طاعت سے قوت حاصل کرے۔ اور اپنی قسمت پوری لے لے، جو اس کی قسمت میں ہے اور جس کے آگے اسے تجاوز نہیں کرتا ہے اور اس کے حصول وتعلق اور پورا کرنے سے پہلے دنیا سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے پس وہ بحکم شریعت تمام احوال میں مباح وحلال کی کمر پر سوار ہو کر سیر کرتا ہے یہاں تک کہ اس سواری کے ذریعہ ولایت کے آستانہ تک اس کی رسائی ہو جائے اور اہل حقیقت اور خواص کی جماعت میں داخل ہو جائے وہ حق کا خواستگار ہوتا ہے پس وہ حکم الٰہی سے کھاتا ہے (یہ ترک کا مرتبہ دوم ہے) اس وقت اللہ کی جانب سے ایک ندا سنتا ہے جو اس کے دل میں ہوتی ہے اپنے نفس کو چھوڑ اور میری طرف آ۔ (اور ترک کا تیسرا مرتبہ ہے کہ) نفس کی لذتوں کو اور خلق کو چھوڑو اگر تم خالق کو چاہتے ہو اور اپنی دنیا وآخرت سے اپنی جوتیوں کو اتار پھینکو۔ (اس میں تلمیح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر فرمایا: فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى۔ ہستیوں اور موجودات سے مجرد ہو۔ اور ہر تخیل و وہم سے اور ہر آرزو و تمنا سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ اور تمام سے بے تعلق اور کل سے فانی بن جاؤ اور توحید سے پاک وخوشحال اور شرک سے دور وبیگانہ اور

marfat.com

ارادہ میں صادق و سچے ہو جاؤ پھر ادب کے ساتھ قرب کی بساط (فرش) میں سر جھکا کر داخل ہو جاؤ کہ نہ آخرت کی ذاتی طرف دیکھو اور نہ دنیا کی بائیں طرف اور نہ خلق پر نگاہ ہو نہ نفس کی لذتوں پر پس جب بندہ اس مقام میں داخل ہو جائے گا اور وصول حق ثابت ہو جائے گا تب حق کی جانب سے خلعتیں آئیں گی اور علوم و معارف کے انوار اور ناگوں فضل واکرام اسے ڈھانپ لیں گے۔ پھر اس سے کہا جائے گا اب فضل ونعمت کے لباس پہنو۔ اور لوٹانے اور نہ پہننے سے بے ادبی نہ کرو اس لیے کہ بادشاہ کی نعمت کو لوٹانے میں بادشاہ کی توہین اور اس کی جناب میں زور جتانا اور اس کے حضور میں استخفاف و گستاخی ہے۔ اس وقت اللہ کی تقدیر اور اس کے فضل کا تلبس واختلاط ہوگا بغیر اس کے کہ اس میں اس کا کچھ دخل ہو۔ گویا وہ اس سے قبل اپنے ہوا و نفس سے یہ سب کچھ کرتا تھا۔ پس اسے کہا جائے گا کہ نعمت و فضل سے فائدہ اٹھاؤ پس خطوط واقسام یعنی خواہش لذت اور قضا و قدر سے فائدہ اٹھانے اور تلبس کرنے کی چار حالت ہیں) اول بحکم طبیعت (جسے پہلے شریعت اور اس کے حدود سے مقید کیا گیا تھا) اور وہ حرام ہے اور دوسرا بحکم شریعت وہ مباح اور حرام ہے۔ اور تیسرا بحکم باطن یہ حالت ولایت اور ترک ہوا کی ہے۔ چوتھا بفضل الٰہی یہ حالت ارادہ کو دور کرنا اور بدلیت کا حاصل ہونا ہے اور یہ بندہ کی وہ آرزو ہے جو قدر کے ساتھ قائم ہے جسے فعل حق کہتے ہیں۔ یہ علم کی ایک حالت ہے جو صلاح سے متصف ہوتی ہے درحقیقت صالح وہی ہے جو اس مقام پر فائز ہو جائے جیسا کہ ارشاد باری ہے انَّ ولیَّ اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین۔ بیشک میرا ولی اللہ ہے جس نے کتاب نازل فرمائی وہی نیکوکاروں کا متولی و کارساز ہے پس یہ وہ بندہ ہے جس نے اپنی ہاتھوں کو مصالح و منافع کے حصول اور مضرت و مفاسد کے رو سے روک رکھا ہے مثل اس دودھ پیتے بچے کے جو دایہ کے آغوش میں ہو یا اس مردے کی مانند جو غسال کے ہاتھ میں ہو تو اس بندہ کی تربیت دست قدرت کرتی ہے بغیر اس کے کہ اس کا کوئی

marfat.com

اختیار وتدبیر ہو۔ وہ تمام سے فانی ہوتا ہے نہ حال ہوتا ہے نہ مقام وارادہ۔ بلکہ قدرت الٰہی سے قیام ہوتا ہے کبھی اسے خوش دل کرتا اور کبھی اسے غمگین بناتا ہے۔ کبھی دولتمند وغنی بناتا ہے اور اور کبھی محتاج وفقیر نہ اختیار رکھتا ہے اور نہ اس کے زوال وتغیر کی آرزو۔ بلکہ دائمی رضا اور ابدی موافقت میں ہوتا ہے پس یہ اولیاء وابدال کے احوال کی آخری انتہا ہے۔

مقالہ پنجاو ششم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ جب دنیا وآخرت میں خلق وہوا نفس وارادہ اور آرزوؤں سے فانی ہوجاتا ہے بجز اللہ عزوجل کے خود کوئی ارادہ نہیں کرتا اور اپنے دل سے تمام کو نکال کر حق سے واصل ہوجاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اسے برگزیدہ منتخب اور محبوب بنالیتا ہے اور اس کی محبت خلق میں پیدا فرمادے گا اور خود وہ بندہ اللہ کو اور اس کے قرب کو محبوب رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے نعمتیں عنایت فرمائے گا اور بندہ اس کی نعمت میں کروٹیں لے گا۔ اور اللہ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھولے گا اور وعدہ فرمائے گا کہ کبھی اسے بند نہ فرمائے گا۔ اس وقت وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختار ہوگا وہ ارادہ الٰہی سے ارادہ کرے گا اور اسی کی تدبیر سے تدبیر کرے گا۔ اور اس کی مشیت سے چاہے گا۔ اور اس کی رضا پر راضی رہے گا۔ اور اسی کے حکم فرمانبرداری کرے گا نہ کہ غیر کے حکم کی۔ اور اللہ ﷻ کے سوا نہ کسی وجود کو دیکھے گا اور نہ فعل کو اس وقت میں جائز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی خاص وعدہ فرمائے۔ اور بندہ کو اس وعدہ کی وفا ظاہر نہ ہو اور اسے وہ نہ پہنچے جو اس نے اس سے وہم کیا تھا اس لیے کہ غیریت چونکہ زائل ہوچکی ہے (اور وہ ارادہ الٰہی میں فنا ہوچکا ہے اور بندہ کے اور حق کے ارادہ کے درمیان غیرت دور ہوچکی ہے اور اب بجہت حصول فنا صرف ارادہ حق باقی رہ گیا ہے) اور اس نے اپنی ہوا وارادہ اور لذتوں کی

marfat.com

طلب کو فنا کر چکا ہے پس بندہ اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کا فعل وارادہ اور اس کی مراد بن چکا ہے تو اب بندہ کی طرف نہ وعدہ کی نسبت کی جائے گی اور نہ وعدہ خلافی کی۔ اس لیے کہ یہ تو اس کی صفت ہے جس کی اپنی خواہش وارادہ ہو اس وقت بندہ کے حق میں یہ وعدہ کرنا وغیریت دور ہونے کے باعث گویا) خود اپنے ہی سے وعدہ کرتا ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص خود اپنے سے کسی کام کے کرنے کا عزم وارادہ کرلے پھر سے کسی اور کی طرف بدل دے۔ مانند ناسخ ومنسوخ کے جس کی وحی اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی ﷺ کی طرف فرمائی ما ننسخ من آیت الآیہ یعنی ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا اسے بھلاتے ہیں تو ہم اس کی مانند یا اس سے بہتر لے آتے ہیں۔ (اے سننے والے) تمہیں خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شی پر قادر ہے اور جس وقت نبی کریم ﷺ جن سے ہواؤ ارادہ بشریت کشیدہ کرلیا گیا ہے آپ سے ان چند مقامات کے سوا جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے بدر کے قیدیوں کے بارے میں وحی فرمائی تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنيا الآیہ وغیرہ میں تو یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی مراد تھی (یعنی حق تعالیٰ اور اس کے محبوب کی مراد تھی اور اس میں قطعاً آپ کے نفس وہوا کی مراد کو دخل نہ تھا چونکہ آپ اللہ ﷻ کے محبوب تھے) اس لیے آپ کو ایک حال پر نہ چھوڑا اور نہ کسی ایک چیز پر اور نہ کسی ایک وعدہ پر بلکہ آپ کو قدر الٰہی کی طرف پھیر دیا۔ اور تقدیر کی باگ آپ کی طرف پھیر دی اور آپ کو تقدیر کی طرف پھیر دیا۔

اور آپ کو اس میں بدلا۔ اور آپ کو اپنے اس قول سے باخبر فرمایا کہ اَلَم تعلم آلایہ مطلب یہ کہ بے شک آپ تقدیر کے دریا میں ہیں اس کی موجیں کبھی آپ کو اس طرف پھیرتی ہیں اور کبھی اس طرف (جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو چند احوال میں رکھا تا کہ عجائب قدرت کو ملاحظہ فرمائیں اور احکام میں مختلف احوال کا معائنہ کریں تو اولیاء جو کہ ظل نبوت ہیں ان کو بھی انہیں احوال سے دوچار ہونا ہے) پس امر ولایت کی جو منتہیٰ ہے وہ امر نبوت کی ابتداء ہے۔ بعد ولایت وبدلیت جو ہے

marfat.com

وہ صرف نبوت ہے۔

افادہ: جب مقام ولایت کے مراتب و درجات اور کمالات ختم ہوتے ہیں تو مقام نبوت کا آغاز ہوتا ہے گویا انبیاء علیہم السلام پہلے ولایت کے مراتب و درجات اور اس کے مقام و کمالات تک پہنچتے اور ان سے متصف ہوتے ہیں اس کے بعد مقام نبوت بخشا جاتا ہے یہ محض اللہ کی موہیت و اصطفا ہے اولیاء کو اس میں کوئی دخل و راہ نہیں ہے نبوت کی قوت اور اس کمال و قوت کے ساتھ ہے پس ولایت محمد یہ ﷺ دیگر انبیاء علیہم السلام کی ولایت سے اتم و اکمل ہے اسی طرح آپ کی نبوت ان کی نبوت سے اکمل و افضل ہے۔ شرح)

مقالہ پنجاہ و ہفتم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام احوال میں قبض ہے اس لیے کہ ولی کو ان کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور جس چیز کی حفاظت کا حکم دیا جائے اس میں ضروری ہے۔

افادہ: واضح رہنا چاہے کہ احوال ان معانی حالات کو کہتے ہیں جو صوفیاء کرام اور صاحب ولایت کے دلوں پر وارد ہوتا ہے چنانچہ محبت و شوق اور انس و خوف اور حیاء حشمت وغیرہ جو ربانی عطیہ اور الٰہی نفحات ہیں خواہ وہ باقی و دایم رہیں یا نہ رہیں اس میں صوفیاء کا اختلاف ہے۔ اور مقامات سے مراد یہ ہے کہ سالک جہاں اقامت کرے اس میں بقاؤ دوام ہے مثلاً توبہ و صبر و توکل و رضا وغیرہ اور مقامات کو دس جز میں منحصر کرتے ہیں اور بعض سو جز میں کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مقامات از قبیل مکاسب یعنی بندہ کے اعمال میں سے ہے۔ اور احوال عطیہ و موہبہ الٰہی ہے جس میں بندہ کا عمل نہیں ہے۔ (شرح) اور قیام مع القدرت کل کا کل بسط ہے۔ (یعنی فراخی ہے) اس لیے کہ اس میں کوئی شی ایسی نہیں ہے جس کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہو۔ بجز

marfat.com

اس کے کہ وہ قدر میں موجود ہے پس اس پر لازم ہے کہ وہ قدر میں جھگڑا نہ کرے۔ بلکہ موافقت کرے اور اس پر جیسی بھی جاری ہو کسی میں تنازع نہ کرے خواہ وہ شیریں ہو یا تلخ۔ اور احوال محدود ہیں (یعنی احوال ایسے حدود سے مقید ہیں اگر ان سے تجاوز کرتے تو حد ادب وسلامتی سے نکل جاوے) لہٰذا اس کے حدود کی حفاظت کا حکم دیا گیا۔ اور فعل جو کہ قدر ہے غیر محدود ہے (یعنی فعل الٰہی جسے تقدیر کہتے ہیں اس کی کوئی حد ونہایت معین نہیں ہے جس کے حدود کی مخالفت کی جائے۔ اور اس کی علامت کہ بندہ مقام قدر وفعل اور بسط میں داخل ہو گیا ہے یہ ہے کہ حظوظ (لذتوں) کے مانگنے کا حکم کیا جائے بعد اس کے کہ پہلے سے ان کے ترک اور اس میں زہد کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس لیے کہ جب اس کا باطن حظوظ (لذتوں) سے خالی ہو گیا اور باطن میں رب کے سوا کچھ باقی نہ رہا تب وہ بسط یعنی کشادہ کیا جاتا ہے پھر اسے سوال اور نفس کی مباح خواہشات اور ان اشیاء کے مانگنے کا حکم دیا جاتا ہے جو اس کی تقدیر میں ہو اور جس کا اسے پہنچنا ضروری ہو اور جو اپنے سوال کے ذریعہ اس تقدیر کی طرف جانا لازمی ہو۔ تا کہ خدا کی جناب میں اس کی کرامت منزلت ثابت ہو اور یہ کہ اس پر اللہ عزوجل کا سوال کی قبولیت سے احسان فرمانا ظاہر ہو اور حظوظ کے رحمت فرمانے میں سوال کا اطلاق قبض احوال کے بعد بسط وفراخی کی بیشتر علامتوں میں سے ہے۔ (یعنی بسط کی بہت سی نشانیاں اور بھی ہیں لیکن اس کا اطلاق ان سب میں سب سے بہتر وقوی ہے) اور احوال ومقامات اور حدود کی حفاظت کی پابندی سے نکالنا (یہ بھی علامت بسط ہے)

افادہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عورت نے اپنے لڑکے کو چھوڑ دیا تا کہ آپ اس کی تربیت فرمائیں چنانچہ آپ نے بقاعدہ سلوک اسے ریاضت کا حکم دیا اور فرمایا کہ اسے خشک جو کی روٹی دی جایا کرے ایک روز وہ عورت آئی اس نے اپنے لڑکے کو دیکھا کہ بہت نحیف وکمزور ولاغر ہو گیا ہے اور حضرت کو دیکھا کہ آپ مرغ مسمن کھا رہے ہیں جب اس نے یہ حال دیکھا تو اس کا دل جل گیا

marfat.com

انکار و گستاخی میں زبان کھولی آپ نے فرمایا اے عورت تیرا لڑکا بیمار ہے اور بیمار کو پرہیز لازم ہے جب تندرست ہو جائے گا تو جو چاہے وہ کھا سکتا ہے کوئی نقصان نہ ہو گا۔ اس کے بعد آپ نے مرغ کی ہڈیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اللہ کے اذن سے زندہ ہو جا مرغ اپنے پر و بال کے ساتھ ٹھیک ہو کر اڑ گیا آپ نے فرمایا اگر تیرا لڑکا اس مقام پر پہنچ جائے گا تو وہ اسے کھا سکتا ہے اب اگر کوئی کہے کہ یہ تو بندہ سے تکلیف و پابندی شرع کے زائل کرنے پر دلالت کرتا ہے اور ایسی بات زندقہ اور اسلام سے خارج کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا رد و انکار ہے کہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ موت آ جائے تو جواب میں کہا جائے گا کہ تم نے جو کہا اور وہم کیا اس پر یہ دلالت نہیں کرتا اور نہ اس سے یہ بات لازم آتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ بزرگ تر ہے اور اس کے ولی کی عزت اس سے کہیں زیادہ ہے کہ وہ اسے معصیت میں ڈالے جو مرتبہ کی کمی کا موجب ہے اور اس کی شریعت میں یہ بات بہت بری ہے (کہ معصیت میں ڈال دیا جائے) بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہر برائی سے محفوظ رکھتا ہے اور اسے ان سے پھیر دیتا ہے اور اس کی نگہداشت فرماتا ہے اور اسے غفلت و ضلالت میں غرق ہونے سے خبردار کرتا اور حدود (شرع) کیلئے اس کی راہ درست رکھتا ہے۔ پس اسے اللہ کی نگہبانی حاصل ہوتی ہے اور حدود شریعت اور احکام دین کو وہ محفوظ رکھتا ہے۔ بغیر اس ولی کے تکلف و مشقت کے اور وہ ولی حصول عصمت اور حفظ حدود سے غیبت میں اپنے رب کے قرب میں ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت و عصمت میں فرمایا: كذٰلك لِنَصرِفَ عنه السوٓءَ والفحشاء الآیہ اسی طرح ہم ان سے ہر برائی و بے حیائی کو پھیرتے ہیں بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہیں۔ نیز فرمایا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ بے شک وہ میرے بندہ ہیں تمہیں ان پر غلبہ نہیں ہے۔ اور فرمایا اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ یعنی اے شیطان تو تمام آدمیوں کو گمراہ کر سکتا ہے مگر جو

marfat.com

اللہ کے مخلص بندے ہیں (ان پر تجھے اختیار نہیں) اے مسکین! وہ بندے یعنی ولی تو پروردگار کے لطف وکرم پر ہیں اور وہی ان کی مراد ہے۔ اور وہی اپنے قرب ولطف کی آغوش میں ان کی پرورش فرماتا ہے شیطان ان تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔ اور شرع کی قبیح اور مکروہ چیزیں ان تک کہاں راہ پاسکتی ہیں۔ تو نے ان سے طعام وشراب کو دور رکھا اور ان کی تعظیم خوب کی! (یہ ایک مثل ہے جو اس وقت کہی جاتی ہے جب کسی صاحب توقیر کی تعظیم وتوقیر کا حق ادا نہ کیا جائے۔ اور اس سے اچھا سلوک نہ کرے) بہت شنیع اور ہولناک بات کہی۔ ہلاکت ہو ان کمینہ، ذلیل ارادہ کرنے والوں کی جن کی عقلیں ناقص دور از کار اور ان کی رائے فاسد اور خلل والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو مختلف گمراہیوں سے اپنی قدرت شاملہ اور الطاف کاملہ اور رحمت واسعہ سے پناہ میں رکھے۔ اور ہمیں اپنی مکمل حفظ و پناہ کے پردوں میں چھپائے جو گناہوں سے بچاتی ہیں اور اپنی نعمت کاملہ اور فضائل دائمہ کے ذریعہ اپنے جود وکرم سے ہماری تربیت فرمائے۔ آمین!

مقالہ پنجاہ و ہشتم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ماسوی اللہ کی ہر سمت وجہت سے اندھے ہو جاؤ اور ان میں سے کسی سمت آنکھیں نہ کھولو۔ پس جب بھی تم نے ان میں سے کسی ایک جانب نظر ڈالی تو تمہارے لیے اللہ عزوجل کے فضل اور اس کے قرب کی جہت کا دروازہ نہیں کھولا جائے گا لہٰذا اپنے رب کی توحید اور اپنے نفس کو مٹانے کے ذریعہ تمام سمتوں اور جہتوں کو بند کر دو۔ اس کے بعد اپنے مٹانے کو اور اپنے علم کو فناہ کر دو (تاکہ فنا کی فنا بھی حاصل ہو جائے) پس اس وقت تمہارے دل کی آنکھ میں اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم کی جہت کھولی جائے گی۔ پس اس وقت تم اپنے دل، ایمان اور یقین کے نور کی شعاعوں کے ذریعہ اپنے سر کی دونوں آنکھوں سے اس جہت کو دیکھو

marfat.com

گے کہ یہ وہی ہے پھر تمہارے باطن سے تمہارے ظاہر پر وہ نور ظاہر ہوگا۔ مانند اس نوری شمع کے جو سیاہ رات میں اندھیرے گھر میں رکھی ہوئی ہو۔ اور گھر کی کھڑکیوں اور دروازوں سے وہ روشنی ظاہر ہو رہی ہو۔ جس سے گھر کا بیرونی حصہ گھر کے اندرونی حصہ کی روشنی سے روشن وتاباں ہو جائے۔ پس نفس اور اعضا وعدہ الٰہی اور اس کی عطا سے بمقابلہ غیر کی عطا ؤ وعدہ سے آرام وسکون پائیں گے۔ لہٰذا اپنے نفس پر رحم کرو اور ظلم نہ کرو اور اپنی جہالت ورعونت کی تاریکیوں میں اسے نہ ڈالو۔ کہ تم متعدد جہتوں کی طرف نظر کرو۔ یعنی خلق اور ان کے افعال اور طاقت وقوت اور کسب واسباب کی طرف نظر ڈالو۔ اور ان پر اعتماد کر بیٹھو۔ پھر تم سے ان جہتوں کو بند کر دے اور تمہارے لیے اللہ کے فضل کی جہت بھی نہ کھولی جائے بطور سزا ؤ مقابلہ کے تم نے اس کے غیر کی طرف نظر کر کے شرک (خفی) کیا۔

پس جب تم اللہ عزّوجلّ کو پاؤ (یا اسے اکیلا مان لو) اور اس کے فضل کی طرف نظر کرو اور اسی سے امید رکھو نہ کہ اس کے غیر سے۔ اور ماسویٰ اللہ سے آنکھیں بند کر لو تب تمہیں وہ اپنا مقرب اور نزدیک تر بنائے گا اور رحم فرمائے گا، پرورش کرے گا، کھلائے گا، پلائے گا، علاج کرے گا، عافیت بخشے گا، عطا فرمائے گا اور غنی کرے گا، مدد کرے گا اور درست بنائے گا۔ پھر تم کو خلق سے اور تمہارے اپنے نفس سے مٹا کر فنا کرے گا اس کے بعد نہ تم اپنے فقر کو دیکھو گے اور نہ اپنے فنا کو۔

مقالہ پنجاونہم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہاری حالت اس سے خالی نہیں یا تو تم بلاؤں میں ہو گے یا نعمت میں پس اگر بلاء میں ہو تو اس میں تصبر یعنی بکوشش صبر کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اور یہ بمقابلہ صبر کے ادنی ہے اور صبر یعنی بلا کوشش صبر کرنا اس سے اعلیٰ ہے پھر اس سے بلند مرتبہ رضا وموافقت کا ہے پھر فنا کا یہ مرتبہ ابدال

marfat.com

وعارفین جو علم الٰہی کے درپے ہیں ان کا ہے۔ اور اگر نعمت میں ہو تو اس حالت میں نعمت پر شکر کا مطالبہ کیا جاتا ہے اور یہ زبان و دل اور اعضاء سے شکر کا اظہار کرنا ہے۔ زبان سے اس طرح پر کہ نعمت کا اعتراف کرو کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے اور مخلوق کی طرف نسبت کرنے سے بچو۔ اور نہ اپنے نفس، نہ اپنی طاقت وقوت، حرکت ومحنت کی طرف نسبت کرو اور نہ کسی ایسے دوسرے کی طرف نسبت کرو جن کے ہاتھوں سے یہ نعمت جاری ہوئی۔ اس لیے کہ تم اور وہ سب اسباب وآلات اور اس کا وسیلہ ہیں نعمت کا تقسیم فرمانے والا اور اسے جاری کرنے والا، اسے پیدا کرنے والا اس میں کام کرنے والا اور سبب بنانے والا ہی اللہ عزوجل ہے، وہی قاسم ہے وہی جاری کرنے والا وہی پیدا کرنے والا ہے پس وہی مستحق شکر ہے نہ کہ اس کا غیر۔ ہدیہ کے اٹھاتے والے غلام کی طرف نظر نہیں ہوتی نظر تو اس آقا کی طرف ہوتی ہے جو اس نعمت (ہدیہ) کو جاری کرنے والا اور بھیجنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اس حقیقت اور اس نظر کو گم کر دیا یعلمون ظاھراً مِن الحیٰوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غافلون۔ وہ صرف دنیا کی ظاہری زندگانی کو جانتے ہیں اور وہ آخرت سے غافل ہیں۔ پس جس نے ظاہر اور سبب کی طرف نظر کی اور اس کی سمجھ بوجھ حقیقت حال اور سبب اسباب کی طرف نہ گئی تو وہ جاہل، نکما اور کم عقل ہے۔ سی بنا پر عاقل کو عاقل اسی لیے کہتے ہیں کہ اس کی نظر عواقب میں یعنی حقائق امور پر ہوتی ہے لیکن دل سے اظہار شکر یہ ہے کہ وہ ہمیشہ یقین سے جانے اور مضبوط ومستحکم اور سخت دل میں گرہ باندھ لے کہ جو کچھ بھی اپنے پاس ہے یعنی نعمت ومنافع اور ظاہری باطنی لذتیں اپنے حرکات وسکنات میں سب اللہ ﷻ کی جانب سے ہے نہ کہ کسی کے غیر کی طرف سے اور تمہارا زبانی شکر کرنا اس چیز کا بیان ہو جو تمہارے دل میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمابکم من نعمۃٍ فمن اللہ ہر وہ چیز جو تمہارے پاس ہے وہ اللہ ہی کی جانب سے ہے۔ اور فرمایا اَسْبَغَ عَلَیکم نعمہ ظاھرۃً باطنہ اللہ نے اپنی ظاہری وباطنی نعمتیں تم

marfat.com

پر تمام وکمال کر دی ہیں اور فرمایا وان تعدو انعمة اللّٰه لا تحصوها اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم گھیر نہیں سکتے۔ ان دلائل کی موجودگی میں کسی مسلمان کو تو گنجائش نہیں کہ وہ اللہ کے سوا کسی کو نعمت دینے والا مانے۔ اب رہا اعضا سے اظہار شکر! سو یہ ہے کہ اعضاء کو اللہ کی طاعت میں حرکت دو اور اسے استعمال کرو۔ نہ کہ اس کے سوا کسی مخلوق کی طاعت میں پس تم کسی مخلوق کی ایسی بات نہ مانو جس میں اللہ تعالیٰ سے روگردانی لازم آئے۔ یہ حکم عام ہے خواہ نفس وہوا اور ارادہ تمنا ہو۔ یا ساری مخلوق۔ تم اللہ کی طاعت کو اصل، رہنما اور امام بنالو اور ماسوا کو فرع، تابع اور پیروکار اب اگر تم نے اس کے سوا کچھ اور کیا تو تم غیر منصف، ظالم اور بغیر اللہ ﷻ کے حکم کے جو ایماندار بندوں کے لیے مقرر فرمایا حکم کرنے والے۔ اور صالحین کی راہ کے خلاف چلنے والے ہو گئے اللہ ﷻ نے فرمایا وَمَنْ لم یحکم بما انزل الله فاولٰئك هم الکفرون اور دوسری آیت میں ہے فاولئك هم الظالمون ایک اور آیت میں ہے هم الفاسقون یعنی اللہ نے جو حکم نازل فرمایا ہے اس کے مطابق جس نے حکم نہ دیا پس وہی کافر ہیں، ظالم ہیں، فاسق ہیں، پس تمہاری انتہاء اس آگ کی طرف ہو گی جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ حالانکہ دنیا میں تو تمہارا یہ حال ہے کہ ایک گھڑی بخار اور چھوٹی سی آگ کی چنگاری پر صبر نہیں کر سکتے تو تم جہنم میں دوزخیوں کے ساتھ دائمہ طور پر کس طرح صبر کرو گے۔ نجات حاصل کر نجات، جلدی جلدی اور دونوں حالتوں اور اس کی شرطوں کی حفاظت کر کے اللہ کی پناہ لو اللہ کے احکام کو لازم پکڑو۔ کیونکہ تم اپنی ساری عمر میں ان دونوں میں سے کسی ایک حال سے خالی نہیں ہو گے یا تو بلا میں ہو گے یا نعمت وخوشحالی میں۔ لہٰذا ہر حالت کا حصہ اور اس کا حق صبر وشکر جس طرح کہ ہم نے بیان کیا کر کے ادا کرو۔ پس بلا کی حالت میں ہرگز ہرگز کسی مخلوق سے شکوہ نہ کرو۔ اور نہ کسی سے تنگی وسختی کا اظہار کرو اور نہ اپنے دل میں اپنے رب پر اعتراض واتہام رکھو اور نہ اس کے حکمت میں شک وشبہ کرو۔ اور نہ اس میں شک وشبہ کرو کہ وہ دنیا وآخرت

marfat.com

میں تمہاری بھلائی پسند فرماتا ہے لہٰذا اپنی بلا دور کرنے میں کسی مخلوق کی طرف اپنی حاجت ضرورت نہ لے جاؤ کیونکہ یہ تمہارا اس کے ساتھ شریک ٹھیرانا ہے۔ اور اس کے ملک میں کوئی اس کے ساتھ ملکیت میں شریک نہیں۔ نہ کوئی ضرر پہنچانیوالا ہے اور نہ نفع دینے والا۔ اور نہ تکلیف دور کرنے والا ہے نہ بھلائی لانے والا، نہ بیمار کرنے والا ہے، نہ بلا میں ڈالنے والا اور نہ عافیت دینے والا ہے اور نہ بے نیاز کرنے والا، بجز اللہ ﷻ کے۔ پس ظاہر و باطن میں مخلوق سے مشغول نہ ہو۔ کیونکہ اللہ کی جانب سے کسی چیز کو تم سے ہرگز دفع نہ کر سکیں گے بلکہ فعل الٰہی میں صبر و رضا، موافقت و غنا کو لازم پکڑو۔ اب اگر تم ان سب سے محروم کر دیئے گئے تو لازم ہے کہ اس سے فریاد کرو اور گناہوں کے اعتراف اور نفس کی بدنصیبی پر گریہ وزاری کر کے التجا کرو۔ اور اسے نعمت مان کر اللہ تعالیٰ کی پاکی اور اس کی توحید کا اعتراف و اقرار کرو اور شرک سے برأت و بیزاری ظاہر کرو اور صبر و رضا اور موافقت کی اس وقت تک خواستگار رہو جب تک کہ تقدیر کے لکھے کی مدت پوری ہو۔ پس بلا دور ہو اور سختی کھل جائے۔ اور نعمت وسعت اور فراخی و سرور آئے جیسا کہ اللہ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کے حق میں ہوا۔ چنانچہ رات کی سیاہی چھٹ جاتی ہے اور دن کی روشنی پھیل جاتی ہے اور جاڑوں کی سردی چلی جاتی ہے اور موسم بہار کی ہوا خوشی آجاتی ہے اس لیے ہر شی کی ضد و مخالفت نہایت و مدت اور آخر ہوتی ہے پس صبر اس کی کنجی، ابتداء انتہا اور خوبی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایمان میں صبر کا مقام ایسا ہے جیسے جسم میں سر۔ اور دوسرے الفاظ حدیث یہ ہیں کہ صبر ہی کل ایمان ہے۔ اور کبھی اظہار شکر کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی ان نعمتوں میں شامل و ملابس ہو۔ جو اس نے تمہاری قسمت میں لکھی ہیں پس تیرا شکر یہی ہے کہ اس سے فائدہ اٹھاؤ جب کہ تم فنا ہو جاؤ اور خواہشوں کو زائل کر دو۔ اور حدود و احکام شرع کی حفاظت و حمایت کرو۔ یہ ابدال کی حالت ہے اور یہی ان کا آخری مقام ہے۔

جو میں نے ذکر کیا ہے عبرت حاصل کرو تا کہ راہ یاب ہو انشاء اللہ تعالیٰ۔

marfat.com

مقالہ ششم

سلوک کی ابتداء طبعی مرغوبات اور معہود سے احکام شرع کی طرف نکلنا ہے پھر قضاء وقدر کی طرف اس کے بعد معہود طبیعت کی طرف دوبارہ واپسی ورجوع بشرط حفاظت حدود ہے۔ پس مقتضائے طبیعت سے باہر نکلو یعنی کھانے، پینے، لباس، نکاح مکان اور طبعی عادت سے حکم شرع اور اس کی نہی کی طرف آؤ اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَما اٰتکُمُ الرسولُ فخذوہ وما نھٰکم عنه فانتھوا یعنی یہ رسول جو دیں اسے لازم کرلو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ اور فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اے محبوب فرما دیجئے اگر تم اللہ کے محبوب بنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو تا کہ اللہ تمہیں محبوب بنالے۔

پس تم اپنی ہوا و نفس اور رعونت سے اپنے ظاہر و باطن میں فنا حاصل کرو اور تمہارے باطن میں بجز توحید الٰہی کے اور تمہارے ظاہر میں بجز طاعت وعبادت الٰہی کے جس کا امر و نہی فرمایا کچھ نہ ہو۔ پس یہ تمہارا طریقہ اور تمہارا اشعار و پوشش تمہارے حرکات وسکنات میں اور تمہارے دن ورات میں اور سفر وحضر، بختی وخوشی، صحت وبیماری اور تمہاری تمام حالتوں میں ہو جائیگا۔ پھر تمہیں مقام قدرت کی طرف لیجایا جائے گا۔ اور قدر تم میں تصرف کرے گی اس وقت تم اپنی کوشش ومشقت طاقت وتوانائی سے فنا حاصل کرلو گے۔ پھر تمہاری طرف وہ قسمتیں لائی جائیں گی جن سے قلم خشک ہو گیا اور علم الٰہی نے چیز سبقت کی۔ پس تم ان قسمتوں سے فائدہ اٹھاؤ گے اور اس میں حفظ و سلامتی عطا فرمائی جائے گی۔ اور ان میں حدود شرع کی حفاظت کی جائے گی اور فعل الٰہی سے موافقت حاصل ہوگی۔ اور ان میں حدود شرع کی حفاظت کی جائے گی اور فعل الٰہی سے موافقت حاصل ہوگی۔ اور شرع کا قاعدہ نہ ٹوٹے گا جس سے زندقہ اور محرمات میں اباحت اور احکام شرع کی حقارت سے لازم آئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا

marfat.com

نحن نزلنا الذکر و اناله لحافظون ہم نے ہی ذکر کو اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ و نگہبان ہیں۔ اور فرمایا کذالك لنصرف عنه السوء والفحشاء اسی طرح ہے تا کہ ہم ان سے بُرائی و بے حیائی کو پھیر دیں۔

انه من عبادنا المخلصین بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے۔ لہٰذا وہ حفظ واجتناب کے مصاحب وملازم رحمت الٰہی کے ساتھ موت کے وقت تک رہیں گے۔ اور یہ جو مقتضات ہیں یہ تمہاری قسمتیں ہیں جو تمہارے لیے ہی تیار کی گئی ہیں پس طریقت میں سیر کرنے اور طبع کے جنگل میں چلنے اور ہواؤ معہود یعنی مقتضیات طبع کے بیابانوں میں قطع مسافت کرنے کی حالت میں تمہیں انسے باز رکھا گیا ہے اس لیے کہ یہ مقتضیات طبع بوجھ اور بار ہیں۔ لہٰذا تم سے انہیں دور کر دیا گیا تا کہ تمہیں بوجھل نہ کریں اور تمہیں کمزور کریں اور اپنے مقصود ومطلوب سے تمہیں روکے رکھیں اس وقت تک کہ تم فنا کے دروازے تک پہنچو۔ اور یہ فناوہ ہے جو قرب حق تک پہنچنے اور اسرار وعلوم لدنیہ سے خاص ہونے اور معرفت الٰہی پانے اور انوار کے دریا میں داخل ہونے کا وسیلہ وذریعہ ہے اس طرح پر کہ طبع کی تاریکی انوار کی ضرر نہ پہنچائے پس طبع اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک کہ جسم سے روح جدا نہ ہو۔ تا کہ قسمتوں کو پورا کرے اس لیے کہ اگر آدمی سے طبع زائل ہو جائے تو وہ فرشتوں سے جا ملے گا۔ اور نظام ٹوٹ جائے گا اور حکمت باطل ہو جائے گی۔ لہٰذا تم میں طبع باقی ہے تا کہ تم قسمتوں کو اور حظوظ کو پورا کرو۔ پس یہ وظائف یعنی روزمرہ کا حال ہے نہ یہ کہ بقائے طبع بالذات اصل ومقصود ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف تمہاری دنیا کی تین چیزیں دوست بنائی گئی ہیں۔ خوشبو بی بیاں اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائی گئی پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و مافیہا سے مرتبہ فنا کو پہنچے تو آپ کی طرف ان قسمتوں کو لوٹا دیا گیا جن کو آپ سے اپنے رب کی طرف سیر وسلوک کے وقت روک دیا گیا تھا۔ تو آپ نے انہیں اپنے رب کی موافقت اور فعل الٰہی سے رضا میں امتثال امر

marfat.com

ربی کے لیے پورا فرمایا۔ پاک ہیں اس کے نام اور عام ہے اس کی رحمت اور شامل ہے اس کا فضل اس کے ہر ولی و نبی کے لیے پس ولی بھی اس باب میں اسی طرح ہے چنانچہ اس کی طرف بھی اس کی قسمتیں اس کے حظوظ (لذتیں) فنا کے بعد حدودِ شرع کی حفاظت کراتے ہوئے پھیری جاتی ہیں۔ پس یہ جو رجوع ہے وہ نہایت سے ہدایت کی طرف ہے۔ (یعنی جس طرح ابتداء میں جس طرح طبعی مقتضیات اور اس کی لذتوں میں بندہ شامل تھا۔ انتہا میں بھی اسی طرح ہے خلاصہ یہ کہ ابتداء میں طبیعت اور نفس کی خواہش کے حکم سے وہ کرتا تھا اور انتہا میں وہی کیفیت بطریق عبوریت اور فعل حق سے موافقت میں کرتا ہے (شرح)

مقالہ شصت ویکم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان قسمتوں کی موجودگی کے وقت اسے لینے اور پکڑنے سے توقف و تحقیق کا پابند کیا گیا ہے (یعنی قسمتوں کے لینے اور استعمال کرنے میں عجلت اور غفلت نہ کرنی چاہئے) یہاں تک کہ اسے ان کے مباح ہونے کا حکم اور علم شریعت سے اس قسمت کے حاصل کرنے کی اجازت معلوم ہو جائے۔

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن اپنے ہر کام میں تحقیق و جستجو کرتا ہے اور منافق بے تحقیق و جستجو اس کے کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ نیز فرمایا مومن توقف کرنے والا ہے۔ اور فرمایا اسے چھوڑ دو جو تمہیں شک وشبہ میں ڈالے اور سے اختیار کرو جو تمہیں شک وشبہ میں نہ ڈالے۔ پس مومن ہر قسمت میں توقف کرتا ہے (اور حکم شرع کو تلاش کرتا ہے) خواہ وہ کھاتا پیتا ہو یا لباس و نکاح اور وہ تمام چیزیں جو اس ملیں چنانچہ وہ اسے نہیں لیتا یہاں تک کہ شریعت اسے اس کے لینے اور استعمال کرنے کا جوازی حکم دے۔ یا ہاتف غیبی صریح امر اس کے سے حکم فرمائے (یہ ندائے غیبی اس وقت ہوتی ہے) جب کہ وہ ولایت کی حالت میں ہو۔ یا اسے علم الٰہی حکم دے جب کہ

marfat.com

وہ بدلیت وغوثیت کی حالت میں ہو۔اور فعل الٰہی کا حکم کرنا در حقیقت وہ قدر محض ہے یہ ایک فنا کی حالت ہے اس کے بعد دوسری حالت آتی ہے اس میں جو بھی اس کے پاس آوے اور اسے دے جائے اسے بلا قید استعمال کرتا ہے جب تک کہ اس پر حکم شریعت یا امر باطنی یا علم الٰہی اعتراض نہ کرے جب ان میں سے کوئی بھی معترض ہوتا ہے تو وہ اس کے استعمال سے رک جاتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے تو یہ اول حال کی ضد ہے۔ چونکہ اول حالت میں اس پر توقف اور ثابت قدم رہنا غالب ہوتا ہے لیکن اس دوسری حالت میں ان کا استعمال اور پکڑنا اور جو چیز اس کے پاس آئی اس سے مخالفت کرنا اس پر غالب ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر ایک تیسری حالت آتی ہے اور وہ محض پکڑنا اور جو نعمت بھی اسے ملے اس کو لے لیتا ہے بغیر اعتراض تینوں میں سے کسی ایک کے یہ حقیقی فنا ہے۔ پس مومن اس حالت میں تمام آفتوں اور حدود شرع کے توڑنے سے محفوظ ہوتا ہے اور ہر برائی کو اس سے پھیر کر اسے مامون مصؤن رکھتا ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کذالك لنصرف عنه السوء الآیہ پس بندہ حدود شرع کو توڑنے سے ایسا محفوظ ہوتا ہے جیسا کہ اسے اجازت تفویض کر دی گئی ہو اور اس کے لیے وہ چیز مباح مطلق بنا دی گئی ہو۔ اور اس کے لیے نیکی آسان کر دی گئی ہو اب اس کے پاس جو بھی قسمت آئے وہ اس کے لیے دنیا وآخرت میں ہر کدورت وآفت اور بد انجام سے پاک وصاف ہوتی ہے۔ اور وہ ارادہ الٰہی سے موافقت کرتا اور اس کے فعل سے رضامند ہوتا ہے اس کے اوپر کوئی حالت نہیں ہے اور یہ اس کے مقام کی حد وغایت ہے یہ مقام ان کے لیے ہے جو اولیاء کبار میں بزرگ ومخلص اور اصحاب اسرار ہیں۔ اور جو احوال انبیاء علیہم السلام کے آستانہ تک فائز ہیں اور ان سے چمک حاصل کر کے مطلع انوار بنے ہیں۔

مقالہ شصت ودوم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم اکثر تعجب سے کہتے ہو کہ فلاں

marfat.com

قریب کر دیا گیا ہے اور فلاں کو دور کر دیا گیا اور فلاں کو دیا گیا ہے اور فلاں کو محروم کر دیا گیا۔ اور فلاں کو عافیت دی گئی ہے اور فلاں کو بیمار ڈال دیا گیا۔ اور فلاں کو عظمت دی گئی ہے اور فلاں کو ذلیل بنا دیا گیا۔ اور فلاں کی تعریف کی گئی ہے اور فلاں کی مذمت کی گئی۔ اور فلاں کی تصدیق کی گئی ہے اور فلاں کو جھٹلایا گیا۔ کیا تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ایک ہے اور ایک محبت میں اکیلے پن (واحدنیت) کو محبوب رکھتا ہے تو وہ ایک بھی اسی کو محبوب رکھتا ہے جو محبت میں یگانہ ہو۔ جب وہ تمہیں اپنے غیر کی راہ سے قریب کرتا ہے (اور دوسروں کے ذریعہ اور ان کے ہاتھوں سے اپنی نعمت دلواتا ہے) تو تمہاری محبت اللہ کے ساتھ کم اور پراگندہ ہو جاتی ہے (یعنی اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان محبت بٹ جاتی ہے) بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ تمہارے دل میں اس شخص کی محبت داخل ہو جاتی ہے جو ظاہری وسیلہ بنا اور ہاتھوں سے نعمت پہنچی ہے۔ اس وقت اللہ کی محبت دل میں کم ہو جاتی ہے حالانکہ اللہ عزوجل غیور ہے وہ کسی شریک کو پسند نہیں کرتا تب اس غیر ہاتھوں اور اس وسیلہ کو تم سے روک دیتا ہے اور اس غیر کی زبان کو تمہاری تعریف و توصیف سے اور اس کے پاؤں کو تمہاری طرف چلنے سے روک دیتا ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ اللہ سے غافل نہ ہو۔ کیا تم نے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نہ سنا کہ دلوں کو اسی خصلت پر پیدا کیا گیا ہے جو اس سے بھلائی کرے اسے پسند کرے اور جو اسے بُرائی کرے اس سے عداوت رکھے پس اللہ تعالیٰ مخلوق کو تمہاری طرف ہر قسم کے سلوک سے روک دیتا ہے یہاں تک کہ تم اسے اکیلا جانو اور اسی سے محبت کرو۔ اور اپنے ظاہر و باطن اور حرکات و سکنات میں ہر طریقہ پر اسی کے ہو کر رہو۔ پس اس کی بھلائی کے سوا کسی کی بھلائی نہ دیکھو اور بجز اس کے کسی کی بدی کو نہ دیکھ سکو۔ اور خلق سے فنا حاصل کرو۔ یہاں تک کہ اپنے نفس و ہوا ارادہ آرزو اور تمام، سویٰ اللہ سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ پھر تمہاری طرف فراخی و بخشش اور عطا کے ہاتھوں کو اور تعریف و توصیف کے ساتھ زبانوں کو کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس تم دنیا میں اور اس کے بعد

marfat.com

آخرت میں ہمیشہ ناز و نعمت میں رہو گے۔ لہٰذا بے ادبی نہ کرو۔ اسی طرف نظر کرو جو تمہاری طرف نظر کرم ہے۔ اور اسی کی طرف توجہ کرو جو تمہاری طرف توجہ کرے اور اس سے محبت کرو جو تم سے محبت کرے۔ اسی کی بات مانو جو تمہارا اچھا چاہے۔ اور اپنا ہاتھ اس کو دو جو تمہیں گرنے سے ثابت قدم رکھے۔ اور نادانی و جہالت کی تاریکیوں سے تمہیں نکالے اور ہلاکت سے بچائے۔ اور نجاستوں سے پاک کرے اور گندگیوں سے پاکیزہ بنائے۔ اور تمہیں مردار کی بو اور تعفن سے دور رکھے۔ اور بُرے ارادوں، نفس امارہ کی برائیوں گمراہ درست اور ان کی گمراہیوں شیطانوں، خواہشوں، جاہل دوستوں اور ان حق کے راستہ کے ڈاکوؤں سے بچائے جو تمہارے اور ہر نفیس و عمدہ اور پیاری بستی کے درمیان حائل ہیں۔

کہاں تک رہے گی عادت اور کب تک رہو گے خلق میں معروف، کہاں تک رہے گی ہوائے نفس اور کب تک رہے گی رعونت، کہاں کی دنیا اور کہاں کی آخرت اور کب تک یہ ماسوا اللہ سے علاقہ ہے تم اشیا کے پیدا کرنے والے اور ہر شئی کو بنانے والے سے کیوں دور ہو۔ وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے وہی مرجع و معاد ہے اسی کے ہاتھوں میں لوگوں کے دل اور روح کا اطمینان ہے۔ اور ہر لطف و کرم کو بوجھ اور عطاؤ احسان کا بار اسی کی طرف ہے۔

مقالہ شصت سوم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کہہ رہا ہوں اے اپنے رب کے ساتھ شریک کرنے والے تو نے اپنے باطن میں اپنے نفس کو ظاہر میں خدا کی مخلوق کو اور اپنے عمل میں اپنے ارادوں کو اس کا شریک بنالیا ہے تو ایک شخص نے کہا جو میرے پہلو میں تھا یہ کیسی باتیں کر رہے ہو؟ تب میں نے کہا یہ معرفت الٰہی کی ایک قسم ہے۔

marfat.com

مقالہ شصت وچہارم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دن مجھے کام نے تنگ کیا تو نفس میں حرکت ہوا جو اس کام میں دیا ہوا تھا۔اور اس نے راحت اور کام میں سے رہائی اور فراخی چاہی پس مجھ سے کہا گیا تم کیا چاہتے ہو تب میں نے کہا میں ایسی موت چاہتا ہوں جس میں زندگانی نہ ہو اور ایسی زندگانی چاہتا ہوں جس میں موت نہ ہو۔تو مجھ سے کہا گیا وہ کونسی موت ہے۔جس میں زندگانی نہ ہو اور وہ کون سی زندگانی ہے جس میں موت نہ ہو۔میں نے جواب دیا وہ موت جس میں زندگانی نہ ہو وہ اپنے ہم جنس مخلوق سے میرا مر جانا ہے کہ میں ان کو کسی نفع ونقصان میں نہ دیکھوں۔اور میرا مر جانا ہے دنیا وآخرت میں اپنے نفس وہوا اور اپنے ارادہ تمنا سے بس میں ان تمام میں نہ زندہ رہوں اور نہ ان میں پایا جاؤں۔لیکن وہ زندگانی جس میں موت نہیں ہے وہ فعل ربی کے ساتھ میرا زندہ رہنا ہے کہ اس میں میرا کوئی وجود نہ ہو اور اس میں مرنا گویا میرے وجود کا اس کے ساتھ ہونا ہے (یعنی وجود باری کے ساتھ میری ہستی باقی ودائم رہتی ہے) لہٰذا یہ ارادہ ان تمام ارادوں سے زیادہ نفیس وعمدہ ہے۔جو میں نے ارادہ کیا تھا اور جب سے مجھے عقل ملی تھی۔

مقالہ شصت وپنجم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا کی قبولیت میں تاخیر ہونے کی وجہ سے اپنے رب سے یہ تمہارا ناراض ہونا اور تمہارا یہ کہنا کہ خلق سے سوال کرنا مجھ پر حرام کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ سے ہی سوال کرنا مجھ پر واجب کیا گیا ہے مگر حال یہ ہے کہ میں اس سے دعا کرتا ہوں لیکن وہ اسے قبول نہیں کرتا پھر تم سے کہا جاتا ہے کہ تم آزاد ہو یا غلام۔اب اگر تم یہ جواب دو کہ میں آزاد ہوں تو کافر ہوتے ہو اور اگر کہتے ہو کہ غلام

marfat.com

ہوں تو کہا جاتا ہے کہ کیا تم اپنے مولیٰ پر اپنی دعا کی قبولیت میں تاخیر کے باعث اہتمام رکھتے ہو اور اس تاخیر میں جو حکمت ہے اس میں شک کرنے والے ہو۔ حالانکہ تم پر اور اپنی تمام مخلوق پر اس کی رحمت شامل ہے اور وہ ان کے حوال کو جانتا ہے یا تم اس پر تہمت رکھنے والے نہ ہو گے پس اگر تم غیر متہم ہو اور تم اس کی حکمت وارادہ اور تمہارے لیے اس تاخیر میں جو مصلحت ہے۔ اس کے معترف اور مقر ہو تو تم پر اس کا شکر لازم ہے اس لیے کہ اس نے تمہارے لئے اسے بند کیا جو زیادہ بہتر تھی یعنی نعمت کو اور فساد کے دفع کرنے کو۔ اور اگر تم قبولیت دعا کی تاخیر میں اس پر تہمت رکھنے والے ہو تو اس بنا پر تم اس کے منکر اور کافر بن گے اس لیے کہ تم اس کے سبب اس کی طرف ظلم وزیادتی کی نسبت کی حالانکہ وہ بندوں پر ہرگز ظلم فرمانے والا نہیں ہے (لیس بظلام العبید) وہ ظلم کی نسبت کو قبول نہیں فرماتا۔ اور اسے محال ہے کہ وہ ظلم کرے۔ اس لیے کہ وہ تمہارا اور تمام مخلوق کا مالک ہے اور مالک کو اپنی ملکیت پر تصرف کا ہر طرح اختیار ہوتا ہے لہٰذا اس پر برائے نام ظلم کا اطلاق بھی نہیں ہوسکتا بلاشبہ ظلم تو وہ ہوتا ہے جو کسی غیر کی ملکیت میں بلا اجازت تصرف کرے۔

پس اپنے آپ کو روکو کہ اس پر ناراضگی کی راہ نکالو۔ جو اس نے تمہارے معاملہ میں کیا۔ اور جو تمہاری طبیعت اور خواہش کے مخالف تھا۔ اگرچہ وہ تمہارے ظاہر حال میں نقصان رساں نظر آئے۔ بہر صورت تم پر شکر وصبر اور موافقت ورضا ظاہر ہے اور اظہار ناراضگی وتہمت تراشی اور رعونت نفس کے ساتھ قائم رہنے سے اجتناب ضروری ہے۔ اور ان خواہشوں سے بچنا بھی لازمی ہے جو اللہ کے راستہ سے بھٹکائے۔ لہٰذا تمہیں یہی لازم ہے کہ ہمیشہ دعا میں اور درست پناہ تلاش کرنے اور اپنے رب کے ساتھ حسن ظن میں مشغول رہو اور اسی کی جانب سے سرانجام پانے کا انتظار کرو۔ اور اس کے وعدہ پر ایمان رکھو اور اس سے شرم کرو۔ اور اس کے حکم کی موافقت اور اس کی وحدانیت کی حفاظت کرو۔ اور اس کے احکام بجالانے میں جلدی کرو اور ممانعت کے ارتکاب میں بیٹھے رہو۔ اور قضاء قدر اور فضل

marfat.com

الٰہی کے نزول کے وقت تم مردہ بن جاؤ اور اگر تمہیں ضروری ہی تہمت رکھنی ہے اور بدگمانی کرنی ہے تو تمہارا یہ نفس جو اپنے رب کی نافرمانی و برائی کا حکم دیتا ہے ان دونوں کے لیے زیادہ لائق ہے اور اپنے مولیٰ کی طرف نسبت کرنے سے زیادہ مناسب ہے کہ اپنے نفس اور خود اپنے پر ظلم کی نسبت کرو۔ لہٰذا نفس کی موافقت و دوستی اور اس کے تمام احوال میں نفس کے قول و فعل کی رضامندی سے ڈرو اور بچتے رہو۔ اس لیے کہ نفس اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اور تمہارا بھی دشمن ہے اور وہ اللہ کے دشمن کا اور تمہارے دشمن کا یعنی مردود شیطان کا دوست ہے اور نفس اس کا جانشین، جاسوس اور گہرا دوست ہے۔ خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو پھر خدا سے ڈرو پرہیز کرو۔ بہت جلدی بہت جلدی عذاب سے نفس کو نجات دو۔ اور نفس کو عداوت سے تہمت دو۔ اور ظلم کی نسبت اس کی طرف کرو۔ اور اس پر خدا کا فرمان پڑھو۔ مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و امنتم اگر تم نے شکر کیا اور ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب کیا کرے گا اور یہ فرمان سناؤ ذالک بما قدمت ایدیکم ان اللہ لیس بظلام للعبید۔ یہ عذاب تمہارے عملوں کی بدولت ہے بے شک اللہ بندوں پر ظلم نہیں فرماتا۔ اور یہ قول بھی سناؤ ان اللہ لا یظلم الناس شیئاً بے شک اللہ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں سناتا ولکن الناس انفسھم یظلمون لیکن لوگ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی آیات واحادیث ہیں۔

لہٰذا اللہ کے لیے اپنے نفس کے دشمن ہو جاؤ۔ اور جھگڑا کرو اور اللہ تعالیٰ کے سپہ سالار بن کر تلوار کے اس سے جنگ کرو۔ کیونکہ وہ اللہ کا سخت ترین دشمن ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد اپنے نفس کی خواہش سے علیحدہ رہو۔ کیونکہ میری ملکیت میں نفس کی خواہش کے سوا کوئی جھگڑا کرنے والا نہیں ہے جو مجھ سے جھگڑا کرے۔

مقالہ شصت و ششم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ نہ کہو کہ میں اللہ سے دعا نہ کروں

marfat.com

گا۔ کیونکہ جو میں اس سے مانگوں گا اگر وہ قسمت میں ہوا تو بہت جلد مل ہی جائے گا (خواہ میں مانگوں یا نہ مانگوں۔ اور اگر وہ میری قسمت میں نہیں ہے۔ تو میرے مانگنے سے وہ مل نہیں جائے گا۔ (یہ خیال وفکر صحیح نہیں ہے) بلکہ اس سے مانگو، اور سوال کرو، جو تمہارے جی میں ہو۔ اور دنیا وآخرت کی بھلائی کی اس کی طرف ضرورت کا اظہار کرو۔ جب تک کہ سوال میں حرام اور خلاف مصلحت نہ ہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے سوال کرنے کا حکم فرمایا اور اس کی طرف اس نے ترغیب دی چنانچہ فرمایا۔ ادعونی استجب لکم مجھ سے دعا مانگو۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس حال میں اللہ سے دعا کرو کہ تم اس کی قبولیت کا یقین رکھتے ہو۔ اور فرمایا اپنے ہاتھوں کے باطن ہتھیلیوں سے اللہ سے سوال کرو۔ (یعنی ہاتھ پھیلا کر دعا مانگو) اس کے علاوہ اور بھی بکثرت حدیثیں ہیں۔

افادہ: بوقت دعا ماثور ومسنون یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اٹھائے اور ہتھیلیوں کو سینہ کے مقابل رکھے واسالو اللہ سے حجت لینے کا مقصد یہ ہے کہ سوال کرنے کا حکم ہے اور ہتھیلیوں کا ذکر دعا میں ادب کی تعلیم مقصود ہے۔ یا یہ معنی ہوں کہ اس کے ذکر میں داخل ہو اور حکم سوال میں قبولیت دعا کا ذکر گویا عطائے الٰہی نیچے اتر رہی ہے اور بندہ ہاتھ پھیلائے اسے لینے کی خواہش کر رہا ہے کہ اسے لے لے فافھم۔ (شرح)

اور یہ نہ کہو کہ میں نے اس سے بہت مانگا مگر اس نے دیا ہی نہیں لہٰذا اس سے نہ مانگوں گا (جب وہ دیتا نہیں تو مانگنے سے کیا فائدہ؟ ایسا نہ کہو بلکہ ہمیشہ مانگتے ہی رہو۔ پس اگر قسمت میں ہوا تو مانگنے کے بعد اسے تمہاری طرف بھیج دے گا۔ تو اس سے تمہارا ایمان ویقین اور توحید اور بڑھ جائے گا۔ اور مخلوق سے ترک سوال اور اپنے تمام احوال میں اللہ کی طرف رجوع اور اپنی ضرورتیں اس کے حضور پیش کرنے کی عادت زائدہ ہو جائے گی۔ اور اگر تمہاری قسمت میں نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے غنی کرکے فقر کے ساتھ اپنی رضا عطا فرمائے گا۔ پس اگر تم حالت فقر ومرض میں ہوئے تو اللہ

marfat.com

تعالیٰ قرض خواہ کے دل کو سخت مطالبہ سے نرمی کی طرف پھیر دے گا۔ اور تمہاری آسانی و فراخی کے وقت تک مطالبہ میں تاخیر اور آسانی کر دے گا۔ یا تم سے معاف یا کم کر دینے کی طرف مائل کر دے گا اور اگر قرض خواہ نے تم سے معاف نہ کیا اور اس میں سے کچھ دُنیا میں نہ چھوڑا تو آخرت میں تمہارے اس سوال کے بدلہ میں جو دنیا میں کیا تھا اور عطا نہیں ہوا تھا بہت زیادہ ثواب عطا فرمائے گا اس لیے کہ وہ کریم ہے (کسی مانگنے والے کو محروم نہیں فرماتا) اور وہ غنی ہے یعنی بخیل نہیں ہے کہ وہ دے نہ سکے) وہ رحیم ہے پس اپنے سائل کو دونوں جہان میں نامراد نہیں کرے گا لہٰذا ہر صورت میں فائدہ اور بخشش ضروری ہے خواہ جلدی اس جہان میں یا دیر سے اس جہاں میں عطا فرمائے۔ بلاشبہ حدیث شریف میں ہے کہ مومن بروز قیامت اپنے نامہ اعمال میں ایسی نیکیاں دیکھے گا جسے نہ اس نے کیا اور نہ اسے جانتا ہے پھر اس سے کہا جائے گا کیا تم ان نیکیوں کو پہچانتے ہو تو وہ عرض کرے گا میں نہیں پہچانتا میرے لیے کہاں سے آگئیں تب اس سے کہا جائے گا یہ تمہارے ان سوالوں اور دعاؤں کے بدلے میں ہیں جنہیں تم نے دنیا کے گھر میں مانگا تھا اور یہ بایں وجہ ہے کہ بندہ سوال کے ذریعہ اللہ کو یاد کرنے والا، اسے ایک ماننے والا، شے کو اس کے اپنے مقام میں رکھنے والا، حقدار کو اس کا حق دینے والا، اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ نہ کرنے والا اور تکبر و بڑائی اور عار کو چھوڑنے والا ہوتا ہے (کیونکہ سائل نے خود حقیر و ذلیل جانا جب ہی تو اس نے دست سوال دراز کیا۔ تو یہ سب نیک اعمال ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اجر و ثواب ہے اسی لئے دعا کو عبادت کا مغز فرمایا گیا ہے۔ فافہم)

مقالہ شصت و ہفتم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم نفس سے جہاد کر کے اس پر غلبہ حاصل کر لو گے اور مخالفت کی تلوار سے اسے قتل کرو گے تو اللہ تعالیٰ اسے زندہ

marfat.com

فرمائے گا اور وہ تم سے جھگڑا کر کے حرام وحلال شہوتوں اور لذتوں کا مطالبہ کرے گا تا کہ از سر نو مجاہدہ اور سابقت کی طرف واپس کرے تا کہ تمہارے لیے دائمی ثواب لکھا جائے۔ یہی معنی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک کے۔ کہ اب ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کر رہے ہیں اس جہاد اکبر سے مجاہدہ نفس آپ نے مراد لیا ہے۔ کیونکہ نفس دائمی طور پر شہوت ولذت اور نافرمانیوں میں غرق رہتا ہے۔ اور یہی معنی اللہ کے اس فرمان کے ہیں۔ کہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ یقین یعنی موت آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت کرنے کا حکم دیا اور وہ نفس کی مخالفت ہے۔ اس لیے کہ نفس ہر عبادت کے لیے روکتا ہے اور وہ اس کی ضد (یعنی شیطان کی فرمانبرداری کو فرمانبرداری) کو چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو موت آجائے۔

اب اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس عبادت سے کیسے روک سکتا ہے۔ حالانکہ آپ کے لیے ہوائے نفس سے ہی نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ آپ ہوائے نفس سے کچھ فرماتے ہی نہیں مگر وہی جو آپ پر وحی کی جائے۔

تو جواب میں کہا جائے گا بے شک اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خطاب فرمایا (کہ واعبد ربك حتى ياتيك اليقين) تا کہ حکم شرح مقرر ثابت ہو اور یہ حکم تمام امت میں عام ہو جائے۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے (یعنی یہ خطاب اگرچہ بظاہر اپنے نبی سے ہے۔ لیکن حقیقت میں اس سے مراد آپ کی امت ہے اور مقصود تاکید ومبالغہ ہے۔ جب کہ آپ اللہ کے محبوب اور اس کے محب ہیں اس حکم کے مامور ہیں تو دوسرے بدرجہ اول ہوں گے) پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نفس وہوای پر قوت وغلبہ عطا فرمایا تا کہ وہ آپ کو ضرر نہ پہنچائے اور آپ کو مجاہدہ کی طرف نیاز مند نہ کرے۔ بخلاف آپ کی امت کے پھر جب مسلمان نفس کے مجاہدہ پر ہمیشہ قائم رہے

marfat.com

یہاں تک کہ موت آجائے اور اپنے رب سے واصل ہو جائے۔ اور نفس وہوای کے خون سے آلودہ شمشیر لیے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرمائے گا۔ جس کا وہ ضامن ہوا ہے اپنے اس ارشاد میں کہ۔ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰىؕ اور جوکوئی اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اور اپنے نفس کو ہوئی سے روکے بے شک جنت کو اس کا گھر، اس کا ٹھکانہ اور اس کے پھرنے کی جگہ بنادے گا۔ اور وہاں سے پلٹنے اور اس کے سوا کسی اور طرف منتقل ہونے سے بے خوف کردے گا اور دوبارہ دنیا کی طرف نہ لوٹے گا۔ اور ہر دن اور ہر گھڑی قسم قسم کی، نصیحتیں اسے عنایت فرمائے گا اور اس پر ہر آن گونا گوں خلعتیں اور زیور بدلتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ نہ اس کی نہایت اور نہ غایت اور نہ کمی۔ جیسا کہ دنیا میں ہر دن اور ہر ساعت اور ہر لحہ نفس وہوئی کے مجاہدہ کی تجدید کیا کرتا تھا۔ اب رہے کافر ومنافق اور گناہ گار تو جب کہ انہوں نے دنیا میں نفس وہوئی کے مجاہدہ کو چھوڑ رکھا تھا۔ اور ان کی پیروی کر رکھی تھی اور انہوں نے شیطان کی موافقت اختیار کرلی تھی اور گونا گوں معاصی وکفر شرک اور دیگر اعمال قبیحہ میں مائل ہوگئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس بغیر ان کے اسلام لائے اور توبہ کیے موت آگئی تھی تو اب اللہ تعالیٰ ان کو اس آگ میں جھونکے گا۔ جو کافروں کے لیے تیار کر رکھی ہے چنانچہ اس کے ارشاد میں ہے وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ پھر جب اللہ ان کو جہنم میں ڈال دے گا اور وہ ان کا ٹھکانہ، پھرنے کی جگہ اور ان کا مسکن بنادے گا۔ تب آگ ان کی کھالوں کو اور ان کے گوشت کو جلا ڈالے گی پھر دوبارہ ان کی کھال اور گوشت پوست وغیرہ بدلہ جاتا رہے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کلما نضجت جلودھم بدلنا ھم جلوداً غیرھا۔ جب بھی ان کی کھال جل جائے گی تو ہم انکی کھال بدل ڈالیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ وہی سلوک کرے گا۔ جو انہوں نے دنیا میں اپنے نفسوں کے ساتھ موافقت میں کیا تھا کہ

marfat.com

اللہ کی نافرمانی میں ہوائے نفس کے تابع رہے پس ان جہنمیوں کی کھالوں اور گوشتوں کو برابر ہر وقت بدلا جاتا رہے گا۔ تاکہ انہیں عذاب والم پہنچے۔ اور جنتیوں کو ہر وقت نعمتیں بدلتی رہیں گی تاکہ ان کی خواہش ولذت اور دونی ہو۔ یہ اس سبب ہے کہ انہوں نے دنیا میں نفس اور اس کی موافقت سے مجاہدہ کیا جَزَاءً وِفَاقًا یہ اللہ سے موافقت کا بدلہ اور اجر ہے۔ لِمَا تُدِيْنُ تُدَانُ ۔ یہ تمہارے اعمال کے بدلہ میں ہیں جو کیے ہیں یہی معنی ہیں نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے کہ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

مقالہ شصت و ہشتم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کے سوال کو قبول فرماتا ہے اور اسے جو اس نے مانگا عطا فرماتا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا وہ ارادہ اور وہ تقصیر جسے لکھ کر قلم خشک ہو گیا تھا اور جس کے ساتھ علم الٰہی سبقت کر چکا تھا ٹوٹ جاتا ہے۔ بلکہ بندہ کا سوال رب تعالیٰ کی مراد کے موافق بن جاتا ہے تو اس مقدر وقت میں جسے پہلے اس کے لیے معین کر دیا گیا تھا بسبب پہنچنے وقت تقدیر کے قبولیت دعا اور ضرورت کی قضا حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اہل علم نے اللہ کے اس فرمان میں کہا کہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَانٍ۔ ہر دن اللہ تعالیٰ ایک شان میں ہے یعنی تقدیریں انکے وقتوں تک لی جاتی جاتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کسی کو محض اس کی دعا کے سبب دنیا میں کچھ عطا نہیں فرماتا۔ اور اسی طرح اس سے محض دعا کے سبب کوئی ضرر نہیں پھیرتا۔

اور وہ جو حدیث شریف میں وارد ہے لَا يُرَدُّ القضاءَ الا الدعا (کوئی قضا وتقدیر نہیں دور ہوتی مگر دعا کے ذریعے) تو اس کی توجیہہ میں کہا ہے کہ اس سے مراد وہ دعا ہے جس سے قضا بدل دی جاتی ہے (یعنی وہ قضا معلق ہے کہ اگر دعا واقع نہ ہوئی تو اس طرح ہوگا) اور اگر دعا واقع ہوگئی تو بدل دیا جائے گا لہٰذا اس میں کوئی منافات نہیں

marfat.com

ہے بلکہ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا اس لیے کہ قضا اسی طرح تھی۔ پس اطلاق ردِ قضا بصورت ظاہر ہے ورنہ حقیقۃً اکثر امور عالم میں قضاء معلق ومربوط ہے۔ اسباب وشروط کے ساتھ انہیں اسی طرح ہونا ہے۔ بخلاف قضائے مبرم کے جو کسی چیز اور کسی دعا کے ساتھ معلق وموقوف نہیں ہے اس جگہ دعا کوئی فائدہ نہ دے گی شرح) اور اسی طرح آخرت میں کوئی اپنے عمل کے بدلہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ بلکہ رحمت الٰہی سے داخلہ ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جنت میں بندوں کو اعمال کے مطابق درجات عنایت فرمائے گا۔ بے شک سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں وارد ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا کوئی جنت میں اپنے عمل کے بدلے میں داخل ہوگا؟ فرمایا نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے داخل ہوگا۔ انہوں نے کہا کیا آپ بھی نہیں، فرمایا میں بھی نہیں! مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں چھپا لے گا اور آپ نے اپنا دست مبارک اپنے سر اقدس پر رکھا (تعظیم اور امر الٰہی کے قبول اور اس کی رحمت پر اظہار تشکر کے لیے۔ جیسا کہ عادت ہے کہ لوگ کہتے ہیں مرے سر اور آنکھوں پر) یہ اس بنا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا حق واجب نہیں ہے اور نہ یہ لازم ہے کہ وہ کسی عہد کو ضرور ہی پورا کرے۔ بلکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جسے چاہتا معاف فرماتا ہے۔ فعال لما یرید اپنے ہی ارادہ کو کرتا ہے اور جو اس نے کیا اس پر کوئی پوچھنے والا نہیں بلکہ خود مخلوق ہی پوچھی جائے گی۔ اور جسے چاہتا ہے اپنے فضل ورحمت اور احسان سے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے اپنے عدل وانصاف سے باز رکھتا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو حالانکہ ساری مخلوق عرش سے لے کر ساتویں زمین کے نیچے تک اسی کا ملک اور اسی کی صنعت ہے اس کے سوا کوئی مالک نہیں اور اس کے سوا کوئی پیدا کرنے والا نہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ھل من خالق غیر اللہ۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور پیدا کرنے والا ہے۔ اور فرمایا مع اللہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اور فرمایا۔ ھل تعلم لہ سمیا کیا اس کے

marfat.com

لیے کوئی اور ہم نام ہے۔ اور فرمایا قل الهم مالك الملك توتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء بیدك الخیر انك علی كل شی قدیر۔ اے محبوب تم فرما دو اے خدا تو ہی ملک کا مالک ہے جسے چاہتا ہے ملک عنایت فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے بے شک تو ہر شے پر قادر ہے (یہاں تک کہ) و ترزق من تشاء بغیر حساب اور تو ہی جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

مقالہ شصت ونہم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ نہ مانگو بجز گزشتہ گناہوں کی بخشش اور آئندہ دنوں میں گناہوں سے محفوظ رکھنے اور حسن طاعت اور امتثال امر اور نواہی سے اجتناب کی توفیق اور تقدیر کی تلخی پر رضا اور شدائد و بلا پر صبر اور عطا و نعمت کے بدلے میں شکر کے۔ پھر نیک خاتمہ پر مرنے اور انبیاء وصدیقین شہداء و صالحین کے ساتھ ملنے کی کہ یہی حضرات اچھے رفیق ہیں۔ ان کے علاوہ اللہ عزوجل سے دنیا کی کوئی چیز نہ مانگو۔ نہ تو محتاجی اور بلاء کو دور کر کے دولتمندی و عافیت چاہنے کی بلکہ جو تقدیر و تدبیر میں ہے۔ اس پر رضا کو مانگو۔ اور جس حال میں تمہیں قائم رکھا ہے اور جس کیفیت میں تمہیں دتارا اور مبتلا کیا ہے۔ اس پر دائمی حفاظت کا سوال کرو۔ یہاں تک کہ وہ خود تمہیں اس حال سے کسی دوسرے حال یا اس کے مخالف کی طرف منتقل فرما دے اس لیے کہ تم نہیں جانتے ان دونوں میں کونسا حال بہتر ہے۔ آیا محتاجی میں یا تونگری میں یا بلا میں یا عافیت میں تم سے اشیاء کا علم پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ وہی یکتا دانا ہے ان کی مصلحتوں اور ان کے نقصانوں کو (کہ کس میں بھلائی ہے اور کس میں نقصان وفساد ہے)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں اندیشہ

marfat.com

نہیں رکھتا کہ میری صبح کس حال میں ہو آیا کسی ناپسندیدہ اور مکروہ حالت میں ہو۔ یا پسندیدہ اور محبوب حالت میں۔ کیونکہ میں نہیں جانتا کس حال میں بھلائی اور خیر ہے۔ انہوں نے یہ بات اللہ کی رضا اور اس کی تدبیر کے عہدہ ہونے اور اللہ کے اختیار و قضا پر اعتماد و اطمینان رکھنے پر فرمائی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کتب علیکم القتال الآیہ یعنی اللہ نے تم پر جہاں کو فرض کیا حالانکہ وہ قتال تمہیں مکروہ معلوم ہوتا ہے اور قریب ہے کہ جو تمہیں مکروہ معلوم ہو وہ تمہارے لیے بہتر ہو۔ اور جو تمہیں اچھا معلوم ہو وہ تمہارے لیے برا ہو۔ یہ اللہ ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ تو تم مذکورہ حال پر قائم ہو جاؤ تا کہ تم سے ہوا زائل ہو جائے اور نفس شکستہ ہو جائے۔ پس تم نرم و مغلوب اور فرمان الٰہی کے تابع بن جاؤ۔ پھر اپنے ارادوں کو اور اپنی آرزوؤں کو دور کرو اور اپنے دل سے مخلوق کو نکال پھینکو۔ اور اللہ کے سوا کوئی چیزوں میں باقی نہ رہے۔ پس تمہارا دل محبت الٰہی میں سرشار ہو۔ اور تمہارا ارادہ اس کی طلب میں صادق ہو۔ پھر تمہاری طرف بحکم الٰہی دنیاوی اور آخروی لذتوں میں سے کسی لذت کی طلب کے ساتھ ارادہ پھیرا جائے گا۔ اس وقت تم اللہ ﷻ سے اسے مانگو گے۔ اور اس کا بجالانے اور اس سے موافقت کرنے کے لیے اسے طلب کرو گے۔ اب اگر وہ عطا فرما دے تو تم شکر کرتے ہوئے اس سے فائدہ اُٹھاؤ گے اور اگر وہ تمہیں منع کر دے تو اس پر ناراض نہ ہو گے۔ اور اس پر تمہارا دل متغیر نہ ہو گا اور اللہ پر اعتراض نہ کرو گے۔ اس لیے کہ تم نے اسے اپنے ہوا و ارادہ سے مانگا ہی نہ تھا۔ کیونکہ تمہارا دل تو اس سے بے نیاز تھا۔ اس کی خواہش ہی نہ تھی بلکہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں سوال کیا تھا۔ والسلام۔

مقالہ ہفت دم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہیں اپنے عملوں میں عجب اور غرور

marfat.com

کیسے اچھا معلوم ہوتا ہے اور اعمال میں نفس کا دخل کیوں دیکھتے ہو۔ اور ان پر بدلہ کیوں چاہتے ہو۔ حالانکہ یہ تمام اللہ کی توفیق اس کی مدد اس کے قوت وارادہ اور اس کے فضل کی وجہ سے ہے۔ اور اگر معصیت کا ترک ہے بھی تو اس کی حفاظت ونگہبانی اور اس کی حمایت کی بنا پر ہے۔ تو تم اس پر شکر کرتے اور اس نعمت کے اعتراف سے جسے اس نے تمہیں دیا۔ کہاں بھاگتے ہو۔ یہ کیسی حماقت وجہالت ہے کہ ہم دوسروں کی بہادری وسخاوت اور مال کے خرچ کرنے پر تعجب کرتے ہو۔ جب کہ تم اپنے دشمن کے قاتل نہیں ہوسکے (کہ تم اپنے دشمن نفس کو ہلاک نہ کرسکے) مگر بعد بہادر کی مدد سے جس نے تمہارے دشمن پر ضرب لگائی۔ پھر تم نے اس کی مار کو پورا کردیا یعنی ہلاک کر دیا اگر وہ بہادر نہ ہوتا تو تم اس کے بدلے اور اس کے قائم مقام ہلاک ہو چکے ہوتے (یعنی دشمن کے مار ڈالنے کی بجائے دشمن خود تمہیں ہلاک کردیتا۔ یہ بہادر کی مدد سے تم نے اس پر غلبہ پایا، اور تم اپنے کچھ مال کو خرچ کرنے والے نہ تھے مگر بعض ضامن ہونے اس شخص کے جو سچا، بخشش والا اور امانتدار ہے۔ کہ اس نے تم سے تمہارے مال کا بدلہ اور جزا دینے کا وعدہ فرمان کیا۔ اگر اس کا یہ قول نہ ہوتا اور جو اس نے تم سے وعدہ اور ضمانت کی ہے اس کی طمع نہ ہوتی تو تم ایک حبہ مال بھی خرچ نہ کرتے۔ لہٰذا محض اپنے اعمال پر کیوں غرور وتعجب کرتے ہو۔ سب سے بہتر حال مددگار (اللہ تعالیٰ) کی شکر وثنا اور دائمی حمد سے اپنے تمام احوال میں اسی کی طرف اس کی نسبت کی کرو مگر بدی اور معصیت اور ملامت کی۔ پس بدی اور معصیت وغیرہ کی اپنے نفس کی طرف نسبت کرو۔ اور نفس ہی کی طرف ظلم وبے ادبی کی نسبت کرو۔ اور اسی کو متہم قرار دو وہی اس کا زیادہ مستحق ہے اس لیے کہ نفس ہی پر راضی کی جگہ ہے اور وہی ہر برائی ولغویت کا حکم دیتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا اور تمہارے افعال وہنر وکسب کا خالق ہے تو تم کرنے والے اور وہ پیدا کرنے والا ہے جیسا کہ بعض علمائے کہا ہے کہ بخدا ہونا اسی کی قدرت سے ہے لیکن کسب تمہارا ہے اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے عمل کرو اور قرب وراستی کو طلب

marfat.com

کرو پس ہر آسانی دی گئی ہے کیونکہ اس کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔

مقالہ ہفتاد و یکم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم اس سے خالی نہیں یا تو تم مرید ہو گے یا مراد اب اگر مرید ہو تو تم بار اٹھانے والے ہو کہ تم ہر سخت و ثقیل بوجھ کو اٹھاؤ گے اس لیے کہ تم طالب ہو اور طالب مشقت میں ڈالا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے مطلوب تک رسائی حاصل کرے اور اپنے محبوب سے بہرہ مند ہو اور اپنے مقصود کا پا کے تمہیں یہ مناسب نہیں ہے کہ تم بلا سے نفرت کرو۔ جب کہ وہ تم پر اور تمہارے مال و اولاد اور اہل و عیال پر اترے۔ یہاں تک کہ تم سے یہ بوجھ اتارا جائے اور دور کر دیا جائے اور تم سے مصیبتیں اٹھالی جائیں اور ہر رنج و خواری کو دور کر دیا جائے پھر تم تمام رسوائیوں اور ہر ناپاکی و گندگی سے محفوظ ہو جاؤ اور ہر سستی و بیماری درد و تکلیف اور مخلوق کی طرف ضرورتیں لے جانے کی احتیاج سے مامون ہو جاؤ۔ تب تمہیں محبوبوں، مخلصوں اور مرادوں کی جماعت میں شامل کر لیا جائے گا۔

اور اگر تم مراد ہو۔ تو تم بلاء اتارنے کی وجہ سے حق پر تہمت نہ رکھو۔ اور اپنے مرتبہ و قدر میں جو حق کی بارگاہ میں ہے شک نہ کرو۔ اس لیے کہ کبھی اس غرض سے تمہیں بلاؤں میں گرفتار کیا جاتا ہے کہ خاصان خدا تک رسائی حاصل کر سکو۔ اور تمہاری منزلت اولیاء و ابدال کے منازل تک بلند ہو جائے۔ کیا تم اسے پسند کرتے ہو کہ تمہاری منزلت ان کے منازل سے اور تمہارا درجہ ان کے درجوں سے فروتر کر دیا جائے۔ اور تمہاری پوشاک (خلعت) اور تمہارے انوار اور تمہاری نعمتیں ان سے کم ہوں اب اگر تم (اپنی نادانی سے) کمی و پستی کو پسند بھی کر لو تو حق تعالیٰ تو اسے پسند نہیں فرماتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے واللہ یعلم و انتم لا تعلمون اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ وہ تو تمہارے لیے اعلیٰ و برتر اور ارفع و اسلح کو اختیار فرمائے اور تم انکار کرو اب اگر تم کہو کہ یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ مراد کو مبتلا کیا جائے باوجود اس کے جو تقسیم و بیان آپ

marfat.com

نے کیا ہے اور یہ کہ ابتلا محب وطالب کے لیے ہی ہوتا ہے حالانکہ جو ناز ونعمت میں ہو وہ تو محبوب ہوتا ہے تو جواب میں تم سے کہا جائے گا ہم نے جو پہلے ذکر کیا ہے وہ اکثریت اور کے اختیار سے تھا اور جو بعد کو بیان کیا ہے وہ نادر اور ممکن کے لحاظ سے ہے۔ یہ بات بلا اختلاف ہے کہ نبی کریم ﷺ سید المحبوبین ہیں باوجود اس کے آپ پر دوسروں کے مقابلہ میں بہت سخت بلائیں آئیں۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ یقیناً میں اللہ کے حضور بہت خوفزدہ رہتا ہوں کہ کوئی اور اتنا خوفزدہ نہ ہوگا اور مجھے اللہ کی راہ میں اتنی ایذائیں پہنچی ہیں جتنی کسی کو نہ پہنچی ہوں گی۔ اور یقیناً مجھ پر ایسے تین دن رات گزرے ہیں جن میں ہمارے لیے کھانا نہ ہوتا بجز اتنی شی کے جو بلال (بازار سے خرید کر) بغل میں دبا کر آئیں۔ (مطلب یہ کہ وہ شی بہت ہی کم ہوتی تھی اور یہ بھی نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کے گروہ بلاء میں سب لوگوں سے سخت تر ہیں پھر جوان کے مشابہ پھر جوان کے مشابہ (ثم الامثل ثم الامثل) نیز فرمایا میں تم سب سے زیادہ اللہ کو پہچانتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس سے خوف کرتا ہوں اب جان لیا ہوگا کہ محبوب کیسے مبتلا کیے جاتے ہیں اور ان کے بعد ناز ونعمت والے اولیاء ومراد۔ مگر یہ ابتلاء اس لیے ہوتا ہے جس کا ہم نے اشارہ کیا کہ ہم جنت میں منازل عالیہ کو پہنچیں۔ اس لئے جنت میں منازل عالیہ پر بلندی ہی نہیں ہوتی مگر دنیاوی اعمال کے ذریعہ کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور انبیاء واولیاء کے اعمال اور امر کی ادائیگی اور نواہی سے پرہیز کرنے کے بعد یہی ہیں کہ وہ بلاء کی حالت میں صبر ورضا اور مسافقت کریں۔ اس کے بعد ان سے بلاء کو دور کر دیا جاتا ہے اور انہیں نعمت وفضل اور خوبیوں سے ملا دیا جاتا ہے اور یہ سلسلہ بقاء اور ابد الاباد تک جاری رہتا ہے۔

مقالہ ہفتاد ودوم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دیندار اور عبادت گزار بندے جو

marfat.com

بازاروں میں جاتے ہیں ان کا نکلنا یا تو حکم الٰہی کے ادا کرنے کے لیے ہوتا ہے مثلاً نماز جمعہ یا نماز پنجگانہ کی جماعتوں کے لیے یا ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے جو انہیں بازاروں میں جانے کے لیے پیش آتی ہیں (ان جانے والوں لوگوں کی) چند قسمیں ہیں۔

قسم اول: کچھ لوگ تو ایسے ہیں جب بازار میں داخل ہوتے ہیں اور وہاں قسم قسم کی شہوتوں لذتوں کو دیکھتے ہیں تو وہ ان میں پھنس جاتے ہیں اور ان کے دل معلق ہو جاتے ہیں۔ پس وہ فتنے میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ان کی ہلاکت کا اور ان کے دین وعبادت کے ترک کرانے کا اور اپنی طبیعت کو موافقت اور اس کی پیروی سے رجوع نہ کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت وعصمت سے ان کا تدارک اور بچاؤ فرمائے اور ان سے ان کا صبر کرنے کی توفیق دے دے پس وہ سلامت رہ جاتے ہیں۔

قسم دوم: اور کچھ لوگ وہ ہیں جب اسے دیکھتے ہیں اور قریب ہوتا ہے۔ کہ وہ اس کے سبب ہلاکت میں پڑ جائیں تب وہ اپنے عقل ودین کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور بجبر صبر اختیار کرتے اور تکلیف اٹھاتے ہیں۔ اور اس کے ترک کی تلخی کا گھونٹ پیتے ہیں۔ پس وہ اس مجاہد کے مانند ہیں جس کی مدد اللہ تعالیٰ اس کے نفس وطبع اور ہوا وشہوت پر کرتا ہے۔ اور آخرت میں اس کے لیے بہت ثواب لکھتا ہے جیسا کہ بعض حدیثوں میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مومن کے لیے ہر شہوت کے ترک پر بوقت اس سے عاجز ہونے یا اس پر قدرت نہ رکھنے کے۔ اللہ ستر نیکیاں لکھتا ہے۔ (او کما قال)

قسم سوم: اور کچھ لوگ وہ ہیں جو شہوت ولذت میں شامل ہوتے اور ان میں مبتلا ہوتے ہیں اور ان کو اللہ کی نعمت وفضل کے ساتھ جو کہ ان کے پاس دنیاوی وسعت اور مال سے حاصل کرتے ہیں۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں۔

قسم چہارم: اور کچھ وہ لوگ ہیں جو نہ انکی طرف نظر ڈالتے ہیں اور نہ انہیں ان کا شعور ہوتا ہے گویا وہ ما سوا اللہ سے اندھا ہے۔ پس وہ ما سوا کو نہ دیکھتا اور نہ ما سوا سے

marfat.com

بولتا ہے۔ اور نہ ماسوا کی سنتا ہے اس کے پاس شغل ہے کہ اپنے محبوب کے سوا کی طرف نظر کرتا ہی نہیں اور وہی اس کی اشتہا اور خواہش ہے اور وہ جہان کی تمام چیزوں سے کنارہ کش ہے۔ پس جب تم اسے دیکھو اور وہ بازار میں ہو پھر اس سے کسی دیکھی ہوئی چیز کے بارے میں پوچھو تو جواب دے گا میں نے کچھ نہیں دیکھا ہاں! بے شک اس نے ان چیزوں کو دیکھا لیکن اپنے سر کی آنکھوں سے نہ کہ اپنے دل کی آنکھوں سے ان کو ناگہانی نظر سے دیکھا ہے۔ نہ کہ شہوت کی نظر سے۔ اس نے صورت سے نظر ڈالی نہ کی معنی سے ظاہر سے دیکھا نہ باطن سے پس وہ ظاہر حال میں تو بازار پر نظر ڈالتا ہوتا ہے لیکن اس کا دل اپنے رب کی طرف نظر کرتا کر رہا ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ اس کا دیکھنا ہے دوسری مرتبہ اس کا جمال۔

قسم پنجم: ان میں سے کوئی وہ ہوتا ہے جب وہ بازار میں داخل ہوتا ہے تو اس کا دل اللہ تعالیٰ سے بھر جاتا ہے۔ تو وہ بازار والوں پر مہربانی کرتا ہے پھر اسے ان پر مہربانی کرنے سے روک دیتی ہے۔ جوان کا نظام اور جوان کے سامنے نظر آتا ہے پس وہ داخل ہونے کے وقت سے نکلنے کے وقت اہل بازار کے لیے دعاؤ استغفار اور شفاعت وشفقت اور رحمت میں رہتا ہے۔ پس اس کا دل جلتا ہوتا ہے کہ وہ از خود ضرر کو رفع کرتے اور منفعت حاصل کرتے۔ اور وہ چشم پرنم ہو جاتا ہے۔ اور اس کی زبان اللہ کی حمد وثنا میں مشغول ہوتی ہے زبانیں سبب کہ اللہ نے اپنی تمام نعمت و فضل ان بازار والوں پر عطا کی۔ (مگر یہ لوگ خدا سے غافل ہیں) پس اس شخص کو بستیوں اور بندوں کا کوتوال اور حاکم کہا جاتا ہے۔ اور یہ اگر تمہارا دل چاہے تو اسے عارف، بدل، زاہد، غیب وحاضر کا عالم، محبوب، مراد، زمین میں بندوں پر خدا کا نائب، سفیر، خیر کو نافذ کرنے والا شیریں بیان، ہادی، مہدی، رہنما اور مرشد کے ناموں سے یاد کر سکتے ہو۔ یہی شخص تو کبریت احمر ہے مانند عقعق کے انڈے کے۔ اس پر اللہ کی رضا اور اس کی رحمتیں نازل ہوں اور ہر وہ مسلمان جو اللہ کا طالب اور اس تک واصل ہو چکا ہے سب پر ہو۔

marfat.com

مقالہ ہفتاد وسوم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے دل کو دوسروں کے عیوب اوران کے کذب و دعوی اوران کے افعال واقوال میں شرک کرنے کو انکی باطنی بدیوں اوران کی نیتوں پر اطلاع بخشتا ہے۔ پس یہ اللہ کا ولی اپنے رب اور اس کے رسول و دین کے لیے عزت کرتا ہے پس ولی کا دل سخت غضب ناک ہوتا ہے پھر اس کا اثر ظاہر پر پیدا ہوتا ہے تو کوئی ان بیماریوں اور ظاہری و باطنی دردوں کی موجودگی میں سلامتی وصحت مندی کا کس طرح دعویٰ کرسکتا ہے۔ اور شرک کے ساتھ توحید کا کیسے مدعی ہوسکتا ہے۔ حالانکہ شرک ایسا کفر ہے جو قرب الٰہی سے بہت دور کر دیتا ہے یہ صفت تو دشمن ملعون شیطان اوران منافقوں کی ہے جن کے بارے میں قطعی حکم ہے کہ وہ جہنم کے انتہائی تاریک نچلے درجہ میں جھونکے جائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے پس دل کی زبان پر ان کے عیبوں اوران کے خلیث عملوں کا تذکرہ جاری ہوجاتا ہے اوران کی بیشرمی کا سبب ان کے لمبے چوڑے دعوے ہیں۔ اوران کا یہ ادعا ہے کہ وہ صدیقوں کے احوال میں ہیں۔ اوران کی مزاحمت ان کے لیے ہے جو اللہ کے قدر و فعل میں فنا ہوگئے ہیں اور وہ محبوب ومراد ہیں۔ (دل کی زبان پر ان کے عیبوں کا اجراء) کسی مرتبہ اللہ تعالیٰ کے لیے غیرت کی وجہ سے ہوتا ہے اور کسی مرتبہ اللہ تعالیٰ کے لیے غیرت کی وجہ سے ہوتا ہے اور کسی مرتبہ اللہ سے ان کا انکار کرنے کے بناء پر نصیحت کے لیے ہوتا ہے اور کسی مرتبہ فعل وارادہ الٰہی کے غلبہ اور جھوٹے کذب پر نفرت وغضب کی بنا پر ہوتا ہے پس اللہ کی ولی کی طرف غیبت کی نسبت کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کیا ولی غیبت کرتا ہے حالانکہ وہ غیبت سے منع کرتا ہے کیا ولی ان عیبوں کو جو پوشیدہ ہیں کسی کے غائب وحاضر میں ہر خاص وعام کے سامنے بیان کرتا ہے گویا ان کذابوں کے لیے ولی کے انکار کا یہ سبب بن جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (جو

marfat.com

اور شراب کے باب میں بعد ثابت کرنے گناہ و نفع کے لوگوں سے) فرمایا اثمھما اکبرُ مِنْ نَفْعِھِمَا ان دونوں (یعنی شراب وجوا) کا گناہ انکے نفع سے بہت بڑا ہے (گویا ان کذابوں کا انکار شراب وجوئے جیسا ہے) یہ ظاہر میں تو منکر کا انکار ہے مگر باطن میں رب سے ناخوشی اور اس پر اعتراض ہے پس اس منکروی کا حال حیرانی ہے پس اس منکر کا فریضہ ہو جائے گا کہ وہ یا تو خاموش رہے یا اسے تسلیم کرے یا شریعت میں اس کی توجیہہ وتاویل کرے جس سے جواز کی صورت پیدا ہو نہ کہ سب پر اعتراض کرنا اور اپنے کذب وافتراء کی وجہ سے ولی پر طعن کرنا ثابت ہو۔

اور کبھی ہوتا ہے کہ (جھوٹے مدعیوں کے عیبوں اور تہمتوں کا ذکر) اس بنا پر ولی کرے (کہ مدعی کے نفاق) کی بیخ کنی کرے اور اس کی جہالت وحیرت سے توبہ ورجوع کرائے۔ پس ان کے حق میں یہ حملہ کرنا اور جہاد کرنا ہوتا ہے۔ اور اس مغرور کے لیے جسے اس کے لیے غرور ورعونت نے اسے ہلاک کر رکھا ہے وہی نفع رساں ہے اور اللہ ہی جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

مقالہ ہفتاد وچہارم

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عاقل کو سب سے پہلے اپنے نفس کی صفت (یعنی اس کے تغیر وتبدل، اختلاف احوال واوضاع واحتیاج اور تمام لوازم امکان وحداث وغیرہ) اور اس کی ترکیب پر پھر تمام مخلوقات اور نو ایجادات پر نظر کرنا چاہیے اور اس سے ان کے خالق وپیدا کرنے والے پر استدلال کرکے اس لئے کہ صنعت وکاریگری میں مانع وخالق پر دلالت ہے۔ اور مضبوط قدرت میں حکمت والے فاعل کی نشانی اور علامت ہے۔ کیونکہ تمام موجودات اسی کی قدرت وحکمت سے ہیں اس مفہوم میں وہ حدیث ہے۔ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر میں ہے کہ وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ۔ تمہارے

marfat.com

لیے زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے مسخر فرمایا اور اسی کی طرف سے ہے۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر چیز میں کوئی نام اسمائے الٰہی میں ہے۔ (یعنی ہر چیز کسی اسم الٰہی کا مظہر ہے) اور ہر شے کا نام اسی کے نام سے ہے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ تم اس کے اسماء وصفات اور اس کے افعال کے درمیان گھرے ہوئے ہو۔ اللہ تعالیٰ (یعنی) اپنی صفات میں تو ظاہر ہے۔ لیکن اپنی ذات میں پوشیدہ ہے (کوئی اس کی کنہ اور حقیقت تک رسائی نہیں پا سکتا) اس نے اپنی صفات کے پردے میں ذات کو مخفی رکھا ہے۔ اور اپنے افعال کے پردے میں صفات کو پوشیدہ کیا اور علم کو ارادہ سے کھولا۔ اور ارادہ کو حرکات سے ظاہر کیا اور اپنی صناعت اور صنعت کو چھپایا۔ اور ارادہ سے صنعت کو ظاہر کیا۔ وہ اپنے غیب میں باطن ہے اور اپنی قدرت وحکمت میں ظاہر لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر۔ نہیں ہے اس کی مانند کوئی شئے وہی سمیع وبصیر (یعنی سننے والا اور دیکھنے والا ہے)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے اس کلام میں معرفت کے وہ اسرار ظاہر فرمائے ہیں جو وہی ظاہر کر سکتا ہے جس کے منہ میں نور وروشنی ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی شان یہ ہے کہ دست عصمت التجا کے لئے اٹھے (یعنی نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے دست مبارک اٹھا کر یہ دعا فرمائی) اے خدا انہیں دین فقہ اور سمجھ عطا فرما۔ اور انہیں تاویل وتفسیر قرآن کا علم سکھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی برکتیں عطا فرمائے اور قیامت میں ان کے زمرہ میں اٹھائے۔ آمین!

افادہ: بہجۃ الاسرار میں باسناد مشائخ مذکور ہے کہ ایک دن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کی مجلس میں کسی قاری نے ایک آیت پڑھی۔ آپ نے یکے بعد دیگرے گیارہ مسلسل تفسیر دو جود بیان فرمائے۔ پھر یہ سلسلہ جاری ہوا تو چالیس وجود تک بیان کرتے چلے گئے۔ اور ہر وجہ کے ساتھ دلیل وسند بیان کی حاضرین آپ کے تبحر علمی سے متحیر وتعجب ہو گئے۔ (شرح)

marfat.com

مقالہ ہفتاد و پنجم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

میں تمہیں وصیت نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو، اور اس کی طاعت کرو، ظاہری شریعت کو لازم جانو، (کینہ وحسد وغیرہ سے) سینہ کو سلامت رکھو، نفس کو سخی بناؤ، خوش دو رہو، خوب خرچ کرو، بوڑھوں کی حرمت کی حفاظت کرو، بھائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، چھوٹوں کو نصیحت کرو، دوستوں رفیقوں سے جھگڑنے سے باز رہو، ایثار کی ملازمت رکھو (یعنی خود غرضی سے دوسروں کا حق نہ مارو) اور مال کے ذخیرہ کرنے، جمع کر کے رکھنے سے پرہیز کرو، جو سالکوں کے گروہ سے نہ ہو ان کی صحبت سے بچو، دینی و دنیاوی معاملات میں مسلمانوں کی مدد کرو۔ اور حقیقی فقر یہ ہے کہ تم اپنی مانند کسی مخلوق کی طرف کوئی حاجت وضرورت نہ لے کر جاؤ۔ اور حقیقی غنا یعنی تونگری و بے نیازی یہ ہے کہ جو تمہاری مثل مخلوق ہو اس سے ہر طرح مستغنی و بے نیاز ہو جاؤ۔ اور تصوف قیل وقال سے ماخوذ نہیں ہے بلکہ بھوک اور ترک کر دینا (تصوف ہے) اور فقیری کی ابتداء (دنیاوی) علم کے ذریعہ نہ کرو، اس کی ابتداء نرمی ومہربانی سے ہے کیونکہ علم وحشت ونفرت سکھاتا ہے، اور نرمی ومہربانی اُنس ومحبت۔

تصوف: آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے: سخاوت، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ثابت ہے۔

رضا جو حضرت اسحاق علیہ السلام کے لیے۔ اور صبر جو حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے۔ اشارہ یعنی الہام یا مناجات، جو حضرت ذکریا علیہ السلام کیلئے اور غربت یعنی مسافری، جو حضرت یحیٰ علیہ السلام کے لیے۔ اور پشمینہ پہننا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے۔ سیاحت، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے۔ اور فقر، جو حضور سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہے۔ (کیونکہ آپ کا ارشاد ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ فقر میرا فخر ہے۔)

marfat.com

مقالہ ہفتاد و ششم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

میں تمہیں وصیت و نصیحت کرتا ہوں کہ دولتمندی سے مصاحبت، عزت و غلبہ کے ساتھ، اور فقراء و سالکین سے مصاحبت، عاجزی و فروتنی کے ساتھ اختیار کرو۔ تم پر عاجزی و اخلاص لازم ہے، کیونکہ یہ ہمیشہ رویتِ الٰہی کا موجب ہے اور عالم اسباب میں اللہ تعالیٰ پر اتہام نہ رکھو، اور ہر حال میں اسی کی طرف سکون حاصل کرو، اور اپنے بھائی کا حق ضائع نہ کرو اس اعتماد پر کہ تمہارے اور اس کے درمیان محبت و مؤدت ہے اور فقراء سالکین کی صحبت تواضع و حسن ادب اور سخاوت کے ساتھ لازم سمجھو، اور (اختیاری موت سے) اپنے نفس کو مارو یہاں تک کہ تم (حیات معنوی اور بقائے دائمی کے ساتھ) زندہ ہو جاؤ، اور بمقابلہ خلقت وہ شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب ہے، جس کا اخلاق مخلوق سے خوب کشادہ اور وسیع ہو۔ اور سب سے افضل عمل ماسوا اللہ کی طرف التفات کرنے سے دل کو بچانا ہے۔ حق و صبر کی وصیت و نصیحت کرنے کو لازم جانو۔ فقیر کی صحبت اور ولی کی خدمت تمہیں کافی ہے۔ اور فقیر وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے غنی و بے نیاز ہو۔ اور اپنے سے کم پر حملہ کرنا کمزوری ہے، اور اپنے سے اونچے پر حملہ کرنا شوخی اور بے شرمی ہے۔ اور جو تمہارے برابر ہو، اس پر حملہ کرنا بدخلقی ہے۔ فقر اور تصوف کل کا کل (اصل کام ہے) کوشش کرنا ہے، اور کسی لغویت کی اس میں آمیزش نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

اے ولی! ہر حال میں ذکر الٰہی پر قائم رہو، کیونکہ یہ ہر چیز کا جامع ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط تھامو، کیونکہ یہ ہر نقصان و ضرر کا دافع ہے، اور قضاء کے مواقع سے ملنے کے لیے مستعد و تیار رہنا لازم ہے، کیونکہ قضا ضرور واقع ہونی ہے۔

خبردار ہو کہ تم سے تمہاری حرکات و سکنات کی پوچھ گچھ ہونی ہے۔ پس لازم ہے

marfat.com

کہ وقت میں جو سب سے بہتر ہے اس میں مشغول رہو، اور اعضاء کو ناکارہ افعال وتصرفات سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور جو حاکم ہو، اس کی فرمانبرداری کو لازم جانو، اور حاکم کے حقوق اس کی طرف لوٹاؤ (یعنی اس کے حقوق ادا کرو) اور اپنے اس حق کا جو حاکم پر واجب ہے، اس کا اس سے مطالبہ نہ کرو، اور ہر حال میں اس کے لیے (نیکی کی) دعا کرو (خواہ حاکم جابر ہو یا عادل) اور مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن (نیک گمان) کو لازم جانو، اور ان کے لیے نیک ارادہ کرو، اور ان میں بھلائی کی ہی کوشش کرو، اور اس حال میں رات نہ گزارو کہ تمہارے دل میں کسی کی برائی ہو، اور نہ کسی سے کینہ، اور نہ کسی سے بغض و دشمنی۔ اور یہ کہ جو تم پر ظلم وزیادتی کرے اس کے لیے نیک دعا کرو، اللہ تعالیٰ نگہبانی فرمائے۔ آمین!

حلال روزی اور عارف و عالم باللہ سے جو تم نہیں جانتے اس کو دریافت کرنے اور اللہ ﷻ سے شرم وحیا کرنے کو لازم کرلو، اور اپنی صحبت اللہ کے ساتھ اختیار کرو اور اسی کی صحبت کے ساتھ ماسوی اللہ کی صحبت کرو۔ اور ہر صبح کے وقت جب تم شام کرو، تو اپنے مال ومنال میں سے کچھ نہ کچھ صدقہ دیا کرو، اور اس دن میں جو بھی مسلمان انتقال کرے، اس کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ اور جب مغرب کی نماز ادا کر چکو، تو نماز استخارہ پڑھو۔ اور صبح و شام سات بار یہ پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ۔ اور ہمیشہ اس آیت کو آخر سورہ تک پڑھا کرو: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ سورہ حشر کے آخر تک۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا اور مددگار ہے اس لیے کسی کو کوئی قوت وطاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ جو بلند و عظمت والا ہے۔

مقالہ ہفتاد و ہفتم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

تم اللہ کے (باخلاص وحضور) ایسے ہو جاؤ گویا کہ خلق میں نہیں فرمایا، (یعنی اپنی

marfat.com

ہستی فنا کر دو) اور خلق الٰہی کے ساتھ ایسے بن جاؤ گویا نفس ہی نہیں ہے۔ پس جب تم اللہ کے ساتھ اپنی ہستی فنا کر کے فنا ہو جاؤ گے تو اپنے آپ کل سے فانی پاؤ گے۔ اور جب تم خلق کے ساتھ بغیر نفس کے ہو گئے تو تم اپنے کو عادل و متقی پاؤ گے۔ اور انجام بد سے سلامت رہو گے۔ لہٰذا اپنی تنہائی (خلوت) کے دروازہ پر سب کو چھوڑ دو، وہاں تنہا داخل ہو، اس وقت تم اپنے چشم باطن سے اپنی تنہائی میں آرام بخشنے (مونس) دیکھو گے، اور (علین الیقین سے) ماورا مور العیان یعنی وہ چشم سر سے اشخاص و موجودات نظر آتے ہیں، ان سے باہر کی چیزوں کا مشاہدہ کرو گے، اور نفس زائل ہو کر اس کا قائم مقام امر الٰہی اور اس کا قرب ہو جائے گا۔ اس وقت تمہاری جہالت و نادانی علم اور تمہارا بُعد دوری، نزدیکی اور تمہاری خاموشی، ذکر الٰہی اور تمہاری خشیت اُنس و محبت بن جائے گی۔

اے شخص! جو مقام عبودیت و ربوبیت میں نہیں ہے (مگر خلق اور خالق) اب اگر تم نے خالق کو اختیار کیا تو تم خلق سے کہو کہ یہ تو میرے دشمن ہیں مگر رب العالمین (وہی میرا دوست ہے) پھر آپ یعنی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ) نے فرمایا، جس نے اس ذائقہ کو چکھا اس نے عرفان پایا۔ پھر کسی نے آپ سے کہا کہ جس پر صفرا کی کرواہٹ غالب ہو وہ ذائقہ کی شرینی کیسے پائے گا۔ آپ نے جواب دیا وہ اپنی طرف سے شہوات کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اے شخص! جب مومن کوئی نیک کام کرتا ہے تو اس کا نفس دل بن جاتا ہے اور وہ قلب معارف کو پانے لگتا ہے۔ پھر قلب اسرار سے بدل جاتا ہے۔ پھر وہ اسرار بدلتے ہیں۔ پس وہ فانی ہو جاتا ہے۔ پھر فنا بدلتی ہے، تو وہ وجود ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا محبوبوں کی ہر دروازہ میں گنجائش و وسعت ہے۔ اے شخص! فنا خلائق کو (دید چشم سے) معدوم کرتا ہے، اور تمہاری طبیعت کی طرف بدل جاتا ہے۔ پھر طبع ملائکہ سے بھی فنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد پہلے نہج اور طریقہ پر لاحق ہوتا ہے۔ اس وقت تمہارا رب پلائے گا جو وہ پلائے گا اور تم میں بوئے گا جو وہ بوئے۔ اگر تم نے اس کا

marfat.com

ارادہ کیا ہے تو تمہیں لازم ہے کہ اسلام لاؤ پھر اسلام یعنی احکام الٰہی کے آگے سر اطاعت جھکا دو اس کے بعد علم الٰہی ہے، پھر اس کی معرفت ہے، پھر وجود ہے۔ اس وقت تمہارا وجود کُل کا کُل گویا اسی کے لیے ہوگا۔ زہد ایک گھڑی کا عمل ہے، اور ورع دو گھڑی کا عمل، اور معرفت دائمی عمل ہے۔

مقالہ ہفتاد و ہشتم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

اہل مجاہدہ (فاسبہ اور اولوالعزم کی دس خصلتیں ہیں، جن کو وہ اپناتے اور ان پر مداومت کرتے ہیں، جب وہ باذنِ الٰہی انہیں قائم و مضبوط کرتے ہیں، تو وہ بزرگ و مشرف منازل تک پہنچ جاتے ہیں۔

پہلی خصلت: یہ ہے کہ بندہ اللہ کی قسم نہیں کھاتا خواہ سچی ہو یا جھوٹی، قصداً ہو یا سہواً، اس لیے کہ جب وہ اسے اپنے نفس سے محکم کر لیتا ہے، تو اس کی زبان عادی بن جاتی ہے، تو وہ اسے اتنا بلند کر دیتا ہے کہ سہو و قصد سے بھی قسم نہیں کھاتا، پس جب بندہ اس عادت کو اختیار کر لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنے انوار کا ایک دروازہ اس کے لیے کھول دیتا ہے، جس سے اپنے دل میں اس عادت کی منفعت اور اس درجہ کی رفعت اور اپنے عزم و ارادہ کی قوت جو اس کے صبر کرنے میں ہے، اور بھائیوں میں تعریف اور ہمسایوں میں بزرگی و کرامت کو پہچان لیتا ہے، یہاں تک جو اسے پہچان لے گا۔ وہ اس کی اقتداء کرے گا، اور جو اسے دیکھے گا وہ اس سے ہیبت زدہ ہو جائے گا۔

دوسری خصلت: یہ ہے کہ بندہ جھوٹ سے بچے گا، خواہ سہو کے طور پر ہو یا قصداً۔ اس لیے کہ جب بندہ اس کے ترک کو اختیار کرے گا اور اپنے نفس میں اسے مضبوط کر لے گا تو اس کی زبان اس کی عادی بن جائے گی، اور اللہ تعالیٰ ان سے اس کا سینہ کشادہ فرما دے گا (یعنی شرح صدر حاصل ہوگا) اور اس کے علم کو مصفٰی اور پاکیزہ کر

marfat.com

دے گا، گویا کہ وہ جانتا ہی نہیں کہ کذب وجھوٹ کیا ہے! اور جب اسے کسی دوسرے سے سنے گا تو اسے معیوب جانے گا، اور اپنے دل میں اس کی ملامت کرے گا، اور اس کے لیے کذب کی عادت کو دور کرنے کی دعا کرے گا، تو اسے ثواب ملے گا۔

تیسری خصلت: یہ ہے کہ بندہ کسی سے کسی چیز کا وعدہ کرے، تو اس کے خلاف کرنے سے بچے، یا سرے سے وعدہ کرنے سے اجتناب کرے، کیونکہ وعدہ خلافی کرنا، اس کام کرنے سے زیادہ قوی ہے، اس لیے کہ وعدہ خلافی جھوٹ کی ایک قسم ہے۔ پس جب وہ اسے کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے سخاوت کا دروازہ۔ اور حیا کا درجہ کھول دے گا، اور صادقین کے دلوں میں اس کی دوستی عطا کی جائے گی اور عنداللہ اس کا مرتبہ بلند ہوگا۔

چوتھی خصلت: یہ ہے کہ بندہ کسی مخلوق پر لعنت کرنے سے اجتناب کرے یا وہ کسی چھوٹی موٹی چیز کو ایذاء پہنچانے سے بچے، اس لیے کہ یہ ابرار وصدیقین کے اخلاق میں سے ہے۔ اور اس کے لیے نیک انجام ہے، کیونکہ وہ خاص طور پر دنیا میں اللہ کی حفاظت وپناہ میں ہے اور ساتھ ہی وہ درجات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے ذخیرہ کرتا ہے، اور اسے ہلاکت کے مقامات سے بچاتا، اور خلق سے محفوظ رکھتا ہے اور اسے بندوں پر مہربانی اور اپنا قرب نصیب فرماتا ہے۔

پانچویں خصلت: یہ ہے کہ بندہ کسی مخلوق پر بد دعا کرنے سے اجتناب کرے اگرچہ اس پر وہ ظلم کرے۔ پس وہ اپنی زبان سے اس کو قطع نہیں کرتا، اور بوجہ اللہ اُسے برداشت کرتا ہے، اور اپنے قول وفعل سے اس کا بدلہ نہیں لیتا۔ کیونکہ یہ ایسی خصلت ہے کہ اس کے حامل کو بلند درجوں تک پہنچاتی ہے، جب وہ اس کی نگہداشت کرتا ہے، تو وہ دنیا وآخرت میں بزرگ ومشرف مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے، اور قریب وبعید کی تمام مخلوق میں مقبول ہو کر محبت ومؤدت پاتا ہے، اور دعا میں مقبولیت اور نیکی میں بلند مرتبہ، اور دنیا میں مسلمانوں کے دلوں میں عزت پاتا ہے۔

marfat.com

چھٹی خصلت: یہ ہے کہ بندہ کسی اہل قبلہ مخلوق (مسلمان صحیح العقید سُنی) پر شرک وکفر اور نفاق کا قطعی حکم نہیں دیتا، کیونکہ وہ رحمت کے زیادہ قریب ہیں۔ (یا تو عام مسلمان مراد ہیں یا اس صفت کا حامل بندہ مراد ہے) اور درجہ میں وہ زیادہ بلند ہے۔ یہ خصلت سُنت پر مکمل اتباع ہے، حالانکہ وہ علمِ الٰہی میں دخل دینے سے بہت دور اور اللہ کی ناراضگی سے ابعد ہے، اور اللہ کی رضا ورحمت کی طرف وہ بہت نزدیک ہے۔ پس یہ دروازہ اللہ کی طرف جانے کیلیے بہت بزرگ وعزت والا ہے جو بندہ کو تمام خلق پر مہربانی کرنے کا حقدار بناتا ہے۔

ساتویں خصلت: یہ ہے کہ بندہ نافرمانی کی کسی شے کی طرف مائل ہونے اور نظر کرنے سے اجتناب کرے، خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی، اور ان گناہوں سے اپنے اعضاء کو روکے، کیونکہ یہ اجتناب کرنا قلب واعضاء کے تمام عملوں میں سے اس کا ثواب اس دنیا میں بہت جلد ملتا ہے۔ اور ساتھ ہی آخرت کی بھلائیوں میں سے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو ذخیرہ کیا ہے، وہ بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم سوال کرتے ہیں کہ وہ ہم سب پر ان خصلتوں کے عمل کا احسان فرمائے اور ہمارے دلوں سے ہماری شہوتیں باہر کردے۔

آٹھویں خصلت: یہ ہے کہ بندہ کسی مخلوق پر اپنا بار ڈالنے سے اجتناب کرے، وہ بار خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ بلکہ اپنا بار تمام مخلوق سے دور کرے، خواہ اس بار کی اسے حاجت ہو، یا وہ اس سے بے نیاز ہو، کیونکہ یہ عابدوں کی پوری عزت اور متقیوں کی بزرگی ہے، اور اسی خصلت سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قوت پائے گا۔ اور اس کے نزدیک ساری مخلوق بمنزلہِ ایک کے ہو جائے گی۔ پھر جب وہ ایسا ہو جائے گا، تب اللہ تعالیٰ غنی، یقین اور اعتماد کی طرف منتقل کرے گا، اور وہ کسی کے پاس اپنی خواہش نہ لے جائے گا، اور ساری مخلوق اس کے نزدیک حق میں یکساں ہوگی۔ اور یہ یقینی اور قطعی طور پر جانے کہ یہ کام مومنین کی عزت اور متقین کی شرافت و بزرگی کا ہے، اور وہ اخلاص

marfat.com

کے دروازہ کے بہت قریب ہے۔

نویں خصلت: یہ ہے کہ بندہ کو زیبا ہے کہ وہ اپنی طمع کو آدمیوں سے قطع کر لے، اور جوان کے پاس ہے اس کا نفس اس کی طمع نہ کرے، کیونکہ یہ بہت بڑی عزت، خالص بے نیازی، بڑی بادشاہی، فخر جلیل، یقین صافی، اور صریح توکل شافی ہے۔ اور یہ زہد کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، اور اس سے تقویٰ حاصل ہوتا اور عبادت کامل ہوتی ہے، اور یہ اللہ کی طرف یکسو ہونیوالوں کی علامتوں میں سے ہے۔

دسویں خصلت: تواضع کرنا ہے، اس لیے کہ اس سے عابدوں کا محل آراستہ ومضبوط ہوتا ہے، اور ان کا مرتبہ بلند ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک عزت ورفعت مکمل ہوتی ہے، اور دنیا وآخرت کے کام میں جو چاہے گا اس پر اسے قدرت ہوگی۔ یہ خصلت تمام طاعتوں کی اصل اور وہ اس کی فرع ہیں (یعنی طاعتیں اسی تواضع سے پیدا ہوتی ہیں) اور انہیں کامل کرتی ہے۔ اور اسی تواضع سے بندہ صالحین کے مرتبوں کو پاتا، اور ان راضی ہونے والے بندوں میں شامل ہوتا ہے، جو خوشی وناخوشی کی حالت میں اللہ سے راضی رہتے ہیں۔ اور تواضع کی صفت تقوے کا کمال ہے۔ اور تواضع یہ ہے کہ بندہ جس سے بھی ملاقات کرے، اسے اپنے سے اچھا جانے، اور خیال کرے کہ شاید یہ اللہ کے نزدیک مجھ سے بہتر ہو، اور درجہ میں بلند تر ہو۔ اور اگر وہ چھوٹا ہو، تو سمجھے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ نہیں کیا، اور میں نے گناہ کیے ہیں، پس اس میں شک نہیں کہ یہ مجھ سے بہتر ہے۔ اور اگر بڑا ہے تو جانے کہ یہ مجھ سے پہلے اللہ کی عبادت میں مشغول ہے۔ اور اگر وہ عالم ہے تو یقین کرے کہ اسے وہ چیز دی گئی ہے جو مجھے نہیں ملی اور اس نے وہ چیز حاصل کی ہے جو مجھے میسر نہ ہوئی، اور یہ وہ جانتا ہے جسے میں نہیں جانتا، اور یہ علم کے ساتھ عمل کرتا ہے اور اگر وہ جاہل ہے، تو کہے یہ شخص جہالت سے اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، اور میں باوجود علم کے نافرمانی کرتا ہوں، اور میں نہیں جانتا

marfat.com

کہ میرا خاتمہ کسی طرح ہوگا اور اس کا خاتمہ کس طرح۔ اور اگر وہ کافر ہے تو کہے میں نہیں جانتا ممکن ہے کہ یہ اسلام لے آئے اور اچھے عمل کے ساتھ اس کا خاتمہ ہو، اور ممکن ہے کہ (خدانخواستہ) مجھ سے کفر سرزد ہو جائے اور میرا خاتمہ بُرے عمل پر ہو۔ اور یہ دوسروں پر مہربانی اور اپنے پر ہراس طاری کرنے کا باب ہے۔ اور جن سے صحبت کی جاتی ان سے یہ بہتر ہے، اور جو بندوں پر باقی رہتی ہے، وہ آخر ہے۔

پس جب بندہ ایسا ہو جاتا ہے، تب اللہ تعالیٰ اسے شیطان کے وسوسوں سے سلامت رکھتا ہے، اور اس کے ذریعہ اُسے عزوجل کیلیے نصیحت کرنے والوں کے مرتبوں تک پہنچاتا ہے، اور وہ خدا کے برگزیدہ لوگوں اور اس کے محبوبوں میں سے ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے دشمن ملعون شیطان کے دشمنوں میں سے ہو جاتا ہے۔ یہ رحمت کا دروازہ ہے، اور اس کے ساتھ تکبر کے دروازہ کو توڑتا، اور غرور کی رسیوں کو کاٹتا ہے اور اپنے نفس میں دین و دنیا اور آخرت میں غرور کے پایہ کو ترک کرا دیتا ہے، وہ عبادت کا مغز، زاہدوں کی بزرگی کی غایت، اور عبادت کرنے والوں کی علامت ہے۔ پس کوئی چیز اس سے افضل نہیں ہے، باوجود اس کے بندہ کو چاہیے کہ اپنی زبان کو اہل عالم کی لایعنی اور بے ہودہ باتوں کے ذکر سے علیحدہ رکھے۔ پس اس کے بغیر اس کا کوئی عمل پورا نہیں ہوتا، اور وہ کینہ، غرور اور سرکشی کو تمام حالتوں میں دل سے نکال دے، اور اس کی زبان ظاہر و باطن، حاضر و غائب میں ایک ہو، اور ساری مخلوق اس کے نزدیک نصیحت میں ایک ہو۔ اور وہ بندہ ناصحین میں سے نہیں ہو سکتا، جو اللہ کی کسی مخلوق کو بُرائی سے یاد کرے، یا اس کا دل خوش ہو اگر اس کے پاس کسی کی بُرائی بیان کی جائے۔ یہ خصلت عابدوں کی آفت، عبادت کرنے والوں کی خرابی اور زاہدوں کی ہلاکت ہے۔ مگر وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان کی حفاظت پر اعانت فرمائی، اور اپنی رحمت سے اس کے دل کی نگہداشت کی ہے۔

marfat.com

مقالہ ہفتاد و نہم

تکملہ در ذکر وفات شریف:

جب آپ اس مرض میں بیمار ہوئے جس میں آپ نے وصال فرمایا، تو آپ سے آپ کے صاحبزادہ عبدالوہاب نے عرض کیا، مجھے وہ وصیت فرمایئے جس پر آپ کے بعد عمل کروں؟ فرمایا اللہ کے تقوے کو اپنے پر لازم کرو، اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کرو، اور اس کے سوا کسی سے امید نہ رکھو، اور تمام ضرورتیں اللہ کے ہی سپرد کرو، اور اسی کے لطف پر اعتماد کرو، تمام حاجتیں اسی سے طلب کرو، اور اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو، توحید کو لازم پکڑو کہ سب کا اجماع ہے۔ اور فرمایا، جب دل اللہ کے ساتھ درست ہو جائے تو تنہا ہو، اور اس دل سے کسی چیز کو جدا نہ کرو، اور اس سے کوئی چیز باہر نہیں نکلتی اور فرمایا میں مغز ہوں بغیر پوست کے۔ اور اپنے فرزندوں سے فرمایا میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ، کیونکہ میں ظاہر میں تمہارے ساتھ ہوں، اور باطن میں تمہارے سوا کے ساتھ (یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ) اور فرمایا بے شک میرے پاس تمہارے علاوہ کوئی اور آئے ہیں، پس ان کے لیے جگہ کشادہ کر دو، اور ان کے ساتھ ادب سے پیش آؤ، اس جگہ بہت بڑی رحمت ہے، ان پر جگہ کو تنگ نہ کرو۔ اور آپ بہت فرماتے تھے و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ غفر اللہ لی ولکم وتاب اللہ علی وعلیکم۔ (یعنی جماعت ملائکہ اور ارواح مقربین کے آنے پر آپ ان کے سلام کا جواب بار بار دے رہے تھے اور فرما رہے تھے) بسم اللہ! آؤ تم وَدَاع نہیں کیے گئے۔ آپ ایک دن اور ایک رات برابر یہی فرماتے رہے اور فرمایا، افسوس ہے تم پر! مجھے کسی چیز کی پروا نہیں ہے، نہ فرشتے کی، اور نہ ملک الموت کی۔ اے ملک الموت! ہمیں اس نے عطا فرمایا ہے، جس نے ہمیں دوست رکھا اور ہمارے کام بنانے والا تمہارے سوا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ۔ اور آپ نے ایک بہت بڑا نعرہ لگایا۔ یہ

marfat.com

اس دن کی بات ہے، جس کی شام کو آپ کے فرزند حضرت عبدالرزاق اور موسیٰ رحمہما اللہ نے خبر دی کہ آپ بار بار ہاتھ اُٹھاتے اور انہیں دراز فرماتے اور کہتے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ توبہ کرو، اور صف میں داخل ہو جاؤ۔ میں ابھی تمہاری طرف آتا ہوں۔ اور آپ فرماتے تھے، نرمی کرو۔ اس کے بعد آپ کے پاس حق آیا، اور موت کے آثار شروع ہو گئے۔

مقالہ ہشتادم

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا فرماتے ہیں کہ:

میرے اور تمہارے اور تمام خلق کے درمیان آسمان وزمین کے فاصلہ کی مانند دوری ہے۔ پس مجھے کسی کے ساتھ قیاس نہ کرو، اور نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو۔ پھر آپ کے فرزند عبدالعزیز نے آپ کی تکلیف وحال کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا کوئی مجھ سے کچھ نہ پوچھے، میں اللہ کے علم میں حالتیں بدل رہا ہوں۔ اور فرمایا، حالانکہ آپ کے فرزند عبدالعزیز نے آپ سے مرض کے بارے میں دریافت کیا تھا، کہا میرے مرض کو نہ تو کوئی جان سکتا ہے، اور نہ کوئی سمجھ سکتا ہے خواہ وہ انسان ہو یا جن وفرشتہ! بحکم خدا علم الٰہی میں شکستگی نہیں ہوتی، حکم بدلتا رہتا ہے، مگر علم متغیر نہیں ہوتا۔ حکم منسوخ ہو سکتا ہے اور علم منسوخ نہیں ہو سکتا، اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت و برقرار رکھتا ہے، اور اسی کے پاس اُم الکتاب یعنی لوح محفوظ ہے۔ جو وہ کرتا ہے اسے اس سے کوئی دریافت نہیں کر سکتا، اور یہ بندے پوچھے جائیں گے۔ صفات کی خبریں (بحسب صدورِ افعال) گزر گئیں جیسی کہ وارد ہوئیں اور آپ سے فرزند عبدالجبار نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے جسم مبارک میں کیا چیز تکلیف دیتی ہے؟ فرمایا میرے تمام اعضاء مجھے تکلیف دیتے ہیں بجز میرے دل کے۔ پس وہاں (دل میں) کوئی تکلیف نہیں ہے اور وہ اللہ کے ساتھ درست وصحیح ہے۔ پھر آپ کے پاس موت

marfat.com

آئی، پس آپ فرماتے تھے میں مدد چاہتا ہوں ساتھ کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے جو پاک وبرتر اور ایسا زندہ ہے جسے فوت کا خوف نہیں، پاک ہے وہ جو قدرت کے ساتھ غالب ہے اور بندوں کو موت کے ساتھ مجبور کیا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ آپ کے فرزند موسیٰ نے مجھے خبر دی کہ آپ نے فرمایا آپ نے تَعَزَّزْ کا لفظ کہا تو آپ کی زبان مبارک صحیح ادا نہ کر سکی۔ پس آپ برابر اس کی تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ جب آپ نے تَعَزَّزْ کہا تو آپ نے اپنی آواز بلند کی اور اس کے ساتھ سخت کیا، یہاں تک کہ آپ کی زبان مبارک درست ہو گئی۔ پھر کہا اللہ اللہ اللہ۔ پھر آپ کی آواز مخفی ہو گئی، اور آپ کی زبان آپ کے حلق کی چھت (تالوے) سے مل گئی۔ پھر آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی۔ آپ پر خدا کی رضا ہو، اور آپ کی برکتیں ہم پر پھر لوٹائے اور ہمارا اور تمام مسلمانوں کا خاتمہ خیر کے ساتھ کرے اور بغیر رسوائی و بلا آزمائش صالحین کے ساتھ ملائے آمین آمین آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیّدنا وحبیبنا

محمد و الہٖ و اصحابہٖ اجمعین

marfat.com

قصیدہ غوثیہ مترجم

سَقَانِی الْحِبُّ کَاْسَاتِ الْوِصَالِ　　فَقُلْتُ لِخَمْرَتِی نَحْوِیْ تَعَالِیْ

ترجمہ: میرے محبوب (اللہ) نے جب مجھے اپنے قرب ووصال کے جام پلائے۔ تب میں نے اپنی شراب محبت سے کہا بار بار میری طرف آ۔

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُؤُسٍ　　فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

ترجمہ: پھر تو یہ جامِ محبت دوڑتے بھاگتے پیہم میری طرف آنے لگے۔ اس وقت محبوبوں کے درمیان، میں اپنے نشہ میں سرشار ہوگیا۔

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا　　بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

ترجمہ: تب میں نے تمام قطبوں سے کہا، تم بھی ہمت وعزم کر کے میرے حال میں شامل ہونے کی کوشش کرو، کیونکہ تم بھی تو مردان خدا (یعنی اللہ کے محبوب بندے) ہو۔

وَهِیْمُوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ　　فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

ترجمہ اور ہمت کر کے خوب سیراب ہو کر عشق ومعرفت کے جام نوش کرو کیونکہ تم میرے لشکری ہو۔ اس لیے کہ اس قوم (یعنی اولیاء واقطاب) کو جام معرفت پلانے (والے اللہ تعالیٰ) نے لبالب جام محبت میرے لیے بھر رکھا ہے۔

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ　　وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَ اِتِّصَالِیْ

(ترجمہ: تم نے) میرے سرشار ہونے کے بعد چونکہ میرا بچا کچا پیا، اس لیے تم میرے مقام کی (اور میرے) قرب ووصال کے مرتبہ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَلٰکِنْ　　مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِیْ

marfat.com

ترجمہ: اگرچہ تم سب کا مقام بھی بلند ہی بلند ہے، لیکن میرا مقام تم سب میں پھر بھی ہمیشہ بلند و بالا رہے گا۔

اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ　　یُصَرِّفُنِیْ وَ حَسْبِیْ ذُوْالْجَلَالِ

ترجمہ: میں بارگاہ احدیت کے مقام قرب و وصال میں یکتا اور یگانہ ہوں، وہی میرے حال کو پھیرتا رہتا ہے (اور ہر آن میرے درجے ترقی پر ہیں، اب میرا مقام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب عزت و جلال ہی مجھے کافی ہے۔

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْھَبُ کُلِّ شَیْخٍ　　وَمَنْ ذَافِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

ترجمہ: میں ہی وہ شہباز کمال ہوں جو تمام مشائخ پر غالب ہے۔ مردانِ خدا میں کون ہے جسے میری مانند مرتبہ دیا گیا ہو۔

کَسَانِیْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ　　وَ تَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی خلعت پہنائی جو عزم و ہمت سے منقش (اور خوش نگار) ہے، اور میرے سر پر تاجِ کمال رکھا۔

وَ اَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ　　وَ قَلَّدَنِیْ وَ اَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے قدیم اسرار پر اطلاع بخشی۔ اور عزت و کرامت کا ہار پہنایا اور میرے سوال کو مرحمت فرمانے کا وعدہ فرمایا۔

وَ وَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا　　فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام قطبوں پر والی و حاکم بنایا۔ اب میرا حکم (کائنات پر) ہر حال میں جاری و نافذ ہے۔

فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ　　لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

ترجمہ: اب اگر میں اپنے اسرار کو دریاؤں میں ڈالوں تو یقیناً ان سب کا پانی فنا کی گہرائیوں میں گم ہو جائے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ　　لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

marfat.com

ترجمہ: اور اگر میں اپنے اسرار کو پہاڑوں پر ڈالوں، تو یقیناً وہ ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں گھل مل جائیں۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ لَخَمَدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالٖ

ترجمہ: اور اگر اپنے ان اسرار کو آگ پر ڈالوں، تو یقیناً وہ میرے حال کے اسرار سے سرد ہو کر بجھ جائے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی مَشٰی لِیْ

ترجمہ: اور اگر اپنے ان اسرار کو مردہ پر ڈالوں، تو وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے، اور میری طرف دوڑا ہوا آئے۔

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ تَمُرُّ وَ تَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ

ترجمہ: اور کوئی مہینہ یا کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے جس نے اپنے گزرنے اور ظاہر ہونے سے پہلے میرے در پر حاضری نہ دی ہو۔

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَ یَجْرِیْ وَ تُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

ترجمہ: اور وہ مہینہ یا زمانہ مجھے اس کی خبر دیتا ہے کہ وہ کیسا آیا ہے اور کیسا ظاہر ہوگا (یعنی اپنے خیر و شر کے واقعات کی اطلاع دیتا ہے، تو اے میرے فضل و کرامات کے منکر) میرے ساتھ جھگڑا کرنے سے اپنے ہاتھوں کو روک لے۔

فائدہ: حضرت شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی کتاب ماثبت من السُّنَّۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

ولقد ذکر وافی مناقبه انه كان تأتی الیه الشهور قبل ان تحل فان كان فی قدر الله تعالیٰ ان یکون فیه نعمة و خیر جاءه فی صورة جمیلة فقد ذکر فی "بهجة الاسرار" و "خلاصة المفاخر" فی مناقب الشیخ عبدالقادر تالیف الشیخ العالم العارف الامام عبدالله الیافعی تكملة كتابه "روض الریاحین" انه اخیر المشائخ و فیهم ابنه سید السادات سیف الدین عبد

marfat.com

الوهاب ولو اکنّا جلوسًا عند شیخنا الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلی أخرتها والجمعة سلخ جمادی الأخر من سنة ستین و خمس مائة وهو یتکلم فجآء شابٌ حسن الصورة و جلس الی الشیخ و قال السلام علیك یا ولی الله انا شهر رجب جئتُك اهلیك وما قدر ان یکون فی سوء عام علی الناس قال فلم یر الناسُ فی شهر رجب ذلك الاخیر افلما کان یوم الاحد سلخهٗ جآء رجل کریه المنظر و نحن ایضًا عندهٗ فقال لهٗ السلام علیك یا ولی الله انا شهر شعبان جئتك و قد قدّر فی ان یکون فنآء ببغداد و غلآء بالحجاز و سیف بخراسان و کان کما قال۔

ترجمہ: اور آپ کے مناقب میں مشائخ نے بیان کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں ہر مہینہ رویت ہلال سے قبل حاضری دیتا تھا، اگر تقدیر الٰہی سے اس مہینہ میں کوئی عقوبت اور بُرائی ہوتی، تو وہ مہینہ ناپسندیدہ صورت میں آتا، اور اگر تقدیر الٰہی سے نعمت و خوبی ہوتی تو اچھی صورت میں آتا تھا۔ بہجۃ الاسرار اور خلاصۃ الفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادر مؤلفہ الشیخ لعالم عارف و امام عبداللہ یافعی جس کا تکملہ روضۃ الریاحین ہے میں مذکور ہے کہ کئی مشائخ جن میں آپ کے صاحبزادہ سید السادات سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی ہیں نے فرمایا ہم اپنے پیرومرشد شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں جمعہ کی سہ پہر کو آخر جمادی الاخریٰ ۵۶۰ھ میں حاضر تھے اور آپ گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک خوبصورت جوان آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا اور کہا السلام علیک یا ولی اللہ میں ماہ رجب ہوں آپ کو مبارکباد پیش کرنے آیا ہوں کہ تقدیر الٰہی میں اس ماہ میں عام طور پر لوگوں کے لیے کوئی بُرائی نہیں ہے۔ راوی کا قول ہے کہ اس ماہ رجب میں لوگوں نے بھلائی کے سوا قطعاً بُرائی نہ دیکھی جب اتوار کا دن اس کا آخری روز ہوا، تو ایک بدصورت شخص آیا اور ہم بھی آپ کے پاس حاضر تھے اس نے کہا السلام علیک یا ولی اللہ میں ماہ شعبان ہوں، میں آپ کی خدمت میں اس لیے

marfat.com

حاضر ہوا ہوں کہ تقدیر الٰہی سے مجھ ماہ میں بغداد میں وبا، حجاز میں گرانی خراسان میں خون ریزی ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا، جیسا اس نے کہا تھا۔ (ایام اسلام)

مُرِیْدِیْ هِمْ وَ طِبْ وَاشْطَحْ وَ سَغَنْ وَ اِفْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالٍ

ترجمہ: تو اے میرے مُرید وعقیدت کیش! عشقِ الٰہی میں مگن اور خوش رہ، اور نڈر رہو کر مستی کے گُن گا، اور جو چاہے کر، کیونکہ نسبت بلند ہے۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَعَالِ

ترجمہ: اے میرے نیازمند! نہ ڈر، اللہ میرا رب ہے۔ اُس نے مجھے وہ رفعت عنایت فرمائی ہے جس سے مرادوں تک پہنچا ہوں۔

فائدہ: ملا علی قاری رحمہ الباری نے ''نزہۃ الخاطر والفاطر'' کے صفحہ ۶۰ اور بہجۃ الاسرار میں حضور غوثِ پاک کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ

مَنْ اِسْتَغَاثَنِیْ فِیْ كُرْبَةٍ كَشَفْتُ عَنْهُ وَ مَنْ نَادَانِیْ بِاِسْمِیْ فِیْ شِدَّةٍ فَرَّجْتُ عَنْهُ وَ مَنْ تَوَسَّلَ بِیْ فِیْ حَاجَةٍ قَضَیْتُ حَاجَتَهٗ۔

ترجمہ: جس نے مجھے مصیبت کے وقت پکارا، میں اُس سے اُس مصیبت کو دور کر دوں گا، اور جس نے کسی سختی میں میرا نام لے کر مجھے ندا دی میں اُس سے اُس سختی کو کھول دوں گا، اور جس نے کسی حاجت کے وقت مجھ سے وسیلہ پکڑا میں اُس کی حاجت پوری کر دوں گا۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

ترجمہ: اے میرے ارادتمند! کسی بدطینت سے مت ڈر، کیونکہ میں اُولوالعزم ہوں اور بوقتِ قتال اُنہیں ہلاک کرنے والا موجود ہوں۔

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِیْ

ترجمہ: میرے قدرت و کمال کا ڈنکا آسمان و زمین میں بج رہا ہے۔ اور میری نیک بختی کے نگہبان و نقیب ہر طرف ظاہر ہو رہے ہیں۔

marfat.com

بَلَادُ اللّٰهِ مُلْكِىْ تَحْتَ حُكْمِىْ وَوَقْتِىْ قَبْلَ قَبْلِىْ قَدْ صَفَالِىْ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میری ملکیت میں ہیں، ان پر میری حکومت نافذ ہے۔ اور یہ میرا وقت (یعنی میری یہ روحانی حالت وحکومت) میری جان کی پیدائش سے پہلے ہی مصفا تھی۔

نَظَرْتُ اِلٰى بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا كَخَرْدَلَةٍ عَلٰى حُكْمِ التِّصَالِ

ترجمہ: میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو دیکھا تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کی مانند پیشِ نظر تھے۔

فائدہ: ''غنیۃ الطالبین'' کی بالکل آخری عبارت یہ ہے کہ اذا طَلَبْتَ اللّٰهَ بِالصِّدْقِ اَعْطَاكَ مِرْاٰةً تُبْصِرُ فِيْهَا كُلَّ شَیْءٍ مِنْ عَجَائِبِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ یعنی جب تم اللہ تعالیٰ سے صدق وسچائی کے ساتھ مانگو گے، تو وہ تم کو ایک ایسا آئینہ عطا فرمائے گا جس میں دنیا وآخرت کے تمام عجائب وغرائب دیکھ سکو گے (گویا ہر شے تم پر روشن وعیاں ہو جائے گی۔)

وَ كُلُّ وَلِيٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَ اِنِّىْ عَلٰى قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

ترجمہ: ہر ولی کسی نہ کسی (نبی) کے نقشِ قدم پر ہوتا ہے، اور میں آسمان کمال کے بدرِ کامل حضور سید عالم ﷺ کے نقشِ قدم پر ہوں۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰى صِرْتُ قُطْبًا وَ نِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَى الْمَوَالِىْ

ترجمہ: میں نے اس حد تک علم (حقائق ومعارف) حاصل کیا کہ قطب زمانہ ہو گیا، اور عرب خالقِ کائنات کے فضل وکرم سے نیک بختی سے ہمکنار ہوں۔

فَمَنْ فِیْ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ مِثْلِىْ وَمَنْ فِى الْعِلْمِ وَالتَّصْرِيْفِ حَالْ

ترجمہ: لہٰذا اب اللہ کے ولیوں میں کون میری مانند ہے۔ اور کون ہے جو میرے علم، قدرت اور حال ومقام میں ہمسر ہو۔

رِجَالِىْ فِىْ هَوَاجِرِهِمْ صِيَامٌ وَفِىْ ظُلَمِ اللَّيَالِ كَاللَّاٰلِىْ

marfat.com

ترجمہ: اب تو میرے نیازمندوں کی یہ حالت ہے کہ وہ گرمیوں میں آفتاب کی تمازت میں دن کو روزہ دار، اور رات کی اندھیریوں میں (شب بیدار ہو کر) گوہر آبدار کی مانند درخشاں وتاباں ہیں۔

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمُخْدَعُ مَقَامِیْ وَ اَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

ترجمہ: میں حضرت امامِ حسن رضی اللہ عنہ کی نسلِ پاک سے ہوں، اور "مخدع" (جو ایک مقام ہے وہ) میرا مقام ہے۔ اور میرے قدم (موجودہ اور آئندہ) تمام مردانِ خدا یعنی اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں۔

(اس شعر کو پڑھتے وقت قاری کو چاہیے کہ اپنی گردن جھکا کر کہے قَدَمُکَ عَلٰی رَأْسِیْ وَ عَیْنِیْ یَا شیخ سیّد عَبْدُالْقَادِرِ جِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ اَرْضَاہُ عَنِّیْ)

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحِیُّ الدِّیْنِ اِسْمِیْ وَ اَعْلَامِیْ عَلٰی رُؤُسِ الْجِبَالِ

ترجمہ: میری جائے پیدائش جیلان ہے اور محی الدین میرا نام ہے۔ اور میری سلطنتِ ولایت کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

وَ عَبْدُالْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

ترجمہ: اور میرا مشہور نام عبدالقادر ہے۔ اور میرے نانا یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم چشمۂ کمال کے مالک ہیں۔

و صلی اللّٰہ تعالیٰ علی جدہٖ و علیہٖ و سلّم

بحمدہٖ تعالیٰ وبعونہٖ ترجمہ فتوح الغیب شریف بتاریخ ۱۲- جمادی الاخریٰ ۱۳۸۱ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۶۱ء بروز پنجشنبہ بعد نمازِ مغرب شروع ہو کر بتاریخ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۶۲ء شب جمعہ ۱۲ بج کر چالیس منٹ پر ایک ماہ چھ یوم میں اختتام پذیر ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو سب کو اس کتابِ مبارک کے فیوض وبرکات سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین!

مترجم فقیر قادری غلام معین الدین نعیمی غفرلہٗ

marfat.com

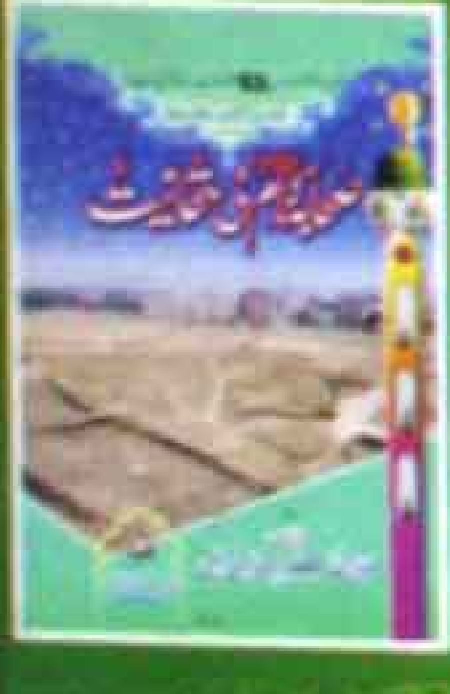

زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ ۰ لاہور

Voice: 042-7248657 Fax: 042-7112954
Mobile: 0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email : zaviapublishers@yahoo.com